1935

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا علمی و ادبی جریدہ

تیغ و قلم

ششماہی (جلد دوم۔شمارہ نمبر۴)

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا علمی و ادبی جریدہ
تیغ و قلم
ششماہی شمارہ نمبر ۴

1935

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا علمی و ادبی جریدہ

تیغ و قلم

ششماہی (جلد دوم۔ شمارہ نمبر ۴)

جملہ حقوق بحق پی ٹی سی محفوظ ہیں

"تیغ وقلم" ششماہی (جلد دوم۔شمارہ نمبر۴)

چیف ایڈیٹر	سہیل جہانداد نقیبی
اسسٹنٹ ایڈیٹر	
کمپوزنگ و ڈیزائننگ	سہیل جہانداد نقیبی
طبع	پانچ ہزار (5000)
معاونین	ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمن، ڈی ایس پی باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر، انسپکٹر امتیاز خان ریزروانسپکٹر، اسرار خان لائن آفیسر، رضوان اللہ ریڈر ٹو کمانڈنٹ
زیر نگرانی	جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو
سرپرست اعلیٰ	جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف پی ایس پی کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو بانئ پاکستان سوسائٹی آف کریمنالوجی
تاریخ اشاعت ومقام	31دسمبر 2021ء پولیس ٹریننگ کالج، ھنگو

قارئین کرام!

اس علمی وادبی جریدے میں دیئے گئے تمام کالم، مضامین نیک نیتی سے اور آپ کی ذاتی دلچسپی کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ جس میں حتیٰ الوسع الفاظ اور جملوں کا استعمال اپنے علم ودانست کے مطابق درست رکھا گیا ہے۔ اس کے باجود کسی قسم کی غلطی ہونے کی صورت میں مصنف، ایڈیٹرز یا کالج ہذا کی کوئی بدنیتی شامل نہیں ہوگی۔ مضامین اور تحریریں مصنفین کی ذاتی رائے شمار ہوں گی اور کالج ہذا ان کے خیالات واظہار کے لیے ذمہ دار نہ ہوگا۔

سہیل جہانداد نقیبی

چیف ایڈیٹر تیغ وقلم پولیس ٹریننگ کالج ہنگو

محترم جناب معظم جاہ انصاری

آئی جی پولیس خیبر پختونخوا

ادارہ تیغ وقلم خیبر پختونخوا پولیس میں تعینات ہونے والے

نئے افسران کو خوش آمدید کہتا ہے

Dr. Usman Anwar
Addl: IG Operation

Wisal Fakhar Sultan
Addl: IG, Commandant Elite Force

Saqib Ismail Memon
DIG HQRs

Muhammad Noman Saddique
DIG Operation

Zeeshan Ashghar
RPO Malakand

Abdullah Sheikh
DIG Investigation

Shariq Kamal Sadique
DIG Coordination

Rizwan Manzoor
DIG Telecommunication

Irfan Tariq
AIG Establishment

Sohail Zaffar Chattha
AIG Telecommunication

Zahid Nawaz
DPO Swat

Syed Muhammad Bilal
AIG Human Right

انتساب

خیبر پختونخوا پولیس کے مایہ ناز اور عبقری افسر

مرحوم **محمد عباس خان** غُفِرَ لہٗ کے نام

جنہوں نے بطور آئی جی صوبہ سرحد، آئی جی سندھ، کمانڈنٹ فرنٹیئر کانسٹیبلری اور وفاقی سیکرٹری کے

ہر جگہ نام کمایا اور پاکستان پولیس کی تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑے۔

آپ 18 اپریل 1939ء کو پیدا ہوئے اور 30 مارچ 2021 کو کورونا کے وبائی مرض میں شہید ہوئے۔

حق مغفرت فرمائے (آمین)۔

empty

پیش لفظ

پولیس کے لیے تعلیم و تربیت کا مسلسل عمل

دُنیا میں کوئی شعبہ، کوئی مذہب، کوئی نظامِ فکر اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جس نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے مخصوص تعلیم و تربیّت کی اہمیت پر زور نہ دیا ہو۔ ہر نظام میں مسلسل ترقی اور نشو ونما کے لیے استحکام و استقلال کے مسلسل اور نت نئے طریقے ایجاد و دریافت کیے جاتے ہیں۔ پُرانے مذاہب اور فلسفیانہ طرزِ فکر سے لے کر آج کے جدید تجارتی اداروں تک کے اندر بھی جھانک کر دیکھیں تو وہ اپنے چھوٹے بڑے افسران اور ماتحت کارکنان (ورکرز) کے لیے علم اور تجربے کی بنیاد پر نئے نئے ٹریننگ ماڈیولز اور سیکھنے سکھانے کے نت نئے طریقے دریافت کرتے ہیں۔ اس طرح ان میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے، پیداوار بڑھانے اور اپنے ادارے کے ساتھ ان کی محبت، عقیدت، خلوص اور حرکت کے جذبات اُبھارنے (Motivation) کی کوشش کی جاتی ہے۔ موجودہ زمانے میں حکومتی اداروں یعنی پبلک سیکٹر میں کارکردگی (Performance) اور نتائج کا حصول نجی اداروں یعنی پرائیویٹ سیکٹر کے مقابلے میں اس لیے کمزور ہو گیا ہے کہ نجی اداروں میں ہمہ وقت اپنی کارکردگی بڑھانے کے لیے انتظامیہ یعنی مینجمنٹ کی ہر سطح پر ترغیب و ترہیب (Reward & Punishment) کے طریقوں کے ساتھ جوش، مقابلہ، استعداد بڑھانے کی لگن، ولولہ اور محنت جیسے جذبات اُبھارنے کے لیے تعلیم و تربیّت کے جدید اصولوں پر مبنی طویل اور مختصر دورانیے کے پروفیشنل کورسز کرائے جاتے ہیں۔ نجی اداروں میں مراعات (Incentives) کا پیکیج بھی زیادہ ہوتا ہے مگر مالی فوائد سے زیادہ وہ جوشِ عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر حکومتی ادارے اور بالخصوص پولیس بھی اپنی صلاحیت کو بڑھانا چاہے تو اچھی مراعات کے علاوہ دیگر اچھے اوصاف جیسے ایمانداری، وقت کی پابندی، خوفِ خُدا، فکرِ آخرت،

حرام وحلال کی تمیز، انسان دوستی، حُسنِ سلوک، شائستگی اور انسانی حقوق کی پاسداری کوفروغ دینے کے لیے پولیس کو اپنے نظامِ تعلیم وتربیت پر بے حد توجہ دینا ہوگی۔ پولیس کو اپنے نظام تعلیم وتربیت کے مختلف پہلوؤں پر ایک ناقدانہ نظر ڈال کر اپنا تجزیہ اور احتساب کرنا ہوگا تاکہ ان کو معلوم ہو کہ معاشرے نے ان کے کندھوں پر جو ذمہ داری ڈالی ہے اس کے پورا کرنے کی ان میں کتنی صلاحیت وقابلیت (Capacity) ہے؟ اور اگر مطلوبہ اہلیت میں کسی قسم کی کمی بیشی رہ گئی ہے تو اُسے کس طریقے سے دُرست کیا جا سکتا ہے؟ چونکہ معاشرے کی توقعات اور ترجیحات میں مسلسل تبدیلی آتی رہتی ہے اس لیے پولیس کے نظامِ تعلیم وتربیت میں بھی لگاتار نئے حالات، نئی توقعات اور نئی تحدیدات (چیلنجز) کے پیش نظر اپنے اندازِ کار میں تبدیلی لانی پڑتی ہے۔ اس تبدیلی کا آغاز محکمۂ پولیس میں ابتدائی اور درمیانی نظامِ تربیت سے کیا جاتا ہے۔

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو محکمۂ پولیس کی اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ 1935ء سے لے کر آج تک یہ عظیم ادارہ اپنی آن بان کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ پولیس میں وقفے وقفے سے جاری اصلاحات (Reforms) کا اثر اس کالج پر بھی پڑا ہے۔ تاہم اس کالج کے اندر اپنی ایک فطری صلاحیت (Inherent Capability) بھی موجود ہے جو ایک پائیدار ادارے اور فعال تنظیم کی خاصیت ہوتی ہے۔ اگر محکمے کی اعلیٰ قیادت یا حکومتِ وقت کی طرف سے کسی وقت توجہ میں کمی بھی ہو جائے تو گزشتہ چھیاسی (86) برس میں اس ادارے نے اتنی قوت اور توانائی حاصل کی ہے کہ اِسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا آ گیا ہے۔ اس لیے گاہے گاہے اس کے اندر سے ایسی آوازیں اُٹھتی ہیں کہ یہاں پر اصلاح (ریفارم) کا ایک خودکار نظام جنم لیتا ہے۔ مثال کے طور پر میری پہلی تعیناتی (17-2016ء) کے دوران میں لاہور ہائی کورٹ میں ملک پیک یعنی ڈبے کے دودھ کے نقصانات پر کافی سماعت ہوئی۔ کالج انتظامیہ اور ٹرینیز نے بھی فیصلہ کیا کہ وہ ملک پیک کے مصنوعی اور تجارتی دودھ کی بجائے تازہ دودھ کے حصول کی کوشش کریں۔ اپنی مدد آپ کے تحت ایک چھوٹا سا ڈیری فارم بنایا گیا جو آج بھی کالج کی بہت سی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ میری دوسری تعیناتی (20-2019ء) کے دوران میں اس بات کو شدّت سے محسوس کیا گیا کہ اتنے قدیم کالج میں نائی، درزی اور موچی کا کوئی خاطر خواہ نظام موجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے پاکستان کے مشہور اور قدیم ادارے ایچی سن کالج کے نظام کا مطالعہ کیا اور ایک سروس بلاک کی بنیاد رکھی جس

میں آج ایک خوبصورت باربر شاپ، شو شاپ اور ٹیلر شاپ نئے قواعد وضوابط کے ساتھ قائم ہوئے۔ میری تیسری تعیناتی (2021ء) کے شروع میں اس بات پر غور کیا گیا کہ ہمارے نصاب میں نئے نئے مضامین شامل کیے گئے ہیں اور کئی پرانے موضوعات اب تبدیل ہو گئے ہیں جبکہ ہماری کتابیں ابھی بھی پرانے سلیبس کے مطابق چھپ رہی ہیں۔ اس کے لیے چند لائق اساتذہ نے مختلف کورسز کے لیے مطبوعہ کتابوں کا از سرِ نو جائزہ لیا اور بہت حد تک اس پر نظر ثانی کر کے اس کو جدید مضامین اور موضوعات سے آراستہ کیا۔ اِن کتابوں میں ریکروٹ کورس، لوئر کورس اور انٹرمیڈیٹ کورس کی کتابوں کے علاوہ پروبیشنر اے ایس آئی کے لیے بھی ایک نیا نصاب ترتیب دیا گیا۔ اس سے قبل پروبیشنر اے ایس آئی لوئر اور انٹرمیڈیٹ کے کورس کی کتابیں پڑھتے تھے حالانکہ زیادہ تر پروبیشنر اے ایس آئی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور ان کی ضروریات اور صلاحیت کے پیش نظر ان کے لیے ایک الگ نصاب بنانا ضروری تھا۔ یہ کام بھی بخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا جس کے لیے کالج کے اساتذہ نے بہت زیادہ محنت کی ہے اور یہ کوئی آسان کام ہرگز نہیں تھا۔ اسی طرح کلاس رومز میں ملٹی میڈیا اور سلائیڈ شو کے ذریعے پڑھانے کے طریقے کو متعارف کرایا گیا اور اب دس کلاس رومز اور تین بڑے لیکچر ہالز میں ملٹی میڈیا کا انتظام کیا گیا ہے۔

آخر میں چند بنیادی باتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اول یہ کہ یہ کتابیں کم از کم اور لازمی نصاب ہے جو ہر متعلقہ ٹرینی کو لازمی طور پر پڑھنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ حرفِ آخر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک ٹرینی کو کالج کی لائبریری سے مختلف موضوعات پر مبنی کتابیں دی جاتی ہیں جس کا پڑھنا لازمی ہوتا ہے۔ مثلاً صنفی سلوک، انسانی حقوق، جرمیات، اخلاقیات، سماجیات اور تاریخ وغیرہ۔ دوم یہ کہ ان لازمی کتابوں کے علاوہ کالج میں زیادہ تر مہمان اساتذہ (گیسٹ سپیکرز) کو دعوت دی جاتی ہے جو مختلف پیشہ ورانہ موضوعات پر خصوصی لیکچر دینے کے لیے کالج میں آتے اور یہاں قیام کرتے ہیں۔ گزشتہ سال پروبیشنر اے ایس آئی کے کورس کے لیے ہم نے یونیورسٹیوں سے پی ایچ ڈی سطح کے اساتذہ کی خدمات پورے سال کے لیے حاصل کیں جو وقفے وقفے سے اپنے سینڈیکیٹ کے ساتھ مختلف موضوعات پر ریسرچ میں مصروف رہے۔ سوم یہ کہ یہاں پر صرف کتابی علم نہیں سکھایا جاتا بلکہ یہاں پر جرائم کی روک تھام اور جرائم کی تفتیش کے طریقوں کے عملی مظاہرے کرائے جاتے ہیں۔ پولیس کا کام زیادہ تر عام روش یعنی روٹین کا کام ہوتا ہے۔ اس میں کوئی زیادہ تکنیکی اور سائنسی کام نہیں ہوتا۔ پھر بھی بعض عملی کام سیکھنا لازمی ہوتے ہیں۔ تعلیم کے

ساتھ تربیّت کا عملی پہلو بھی بہت اہم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایک فرضی عدالت قائم کرتے ہیں۔ اس میں پولیس ایک ملزم کے خلاف مقدمہ لاتی ہے۔ پراسیکیوشن مقدمہ لڑتی ہے۔ وکیل استغاثہ اور وکیل صفائی آتے ہیں۔ جرح ہوتی ہے۔ شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ بیانات قلمبند ہوتے ہیں۔ فیصلہ لکھا جاتا ہے اور یہ تمام کاروائی ماہرین اساتذہ خود کرتے ہیں جن کو ہال میں بیٹھے ٹرینیز دیکھتے اور سُنتے ہیں۔ اِسی طرح ماہرین نفسیات کی ایک پوری ٹیم آکر ذہنی تناؤ (Stress) کو کم کرنے، تحریک اُبھارنے (Motivation)، جذباتی ذہانت (Emotional Intelligence) اور شخصیت (Personality) کی جانچ پڑتال پر نہ صرف لیکچر دیتی بلکہ ٹرینیز پر عملی مشق بھی کراتی ہے۔ چہارم یہ کہ کالج کے مقاصد میں اہم مقصد پولیس جوانان وافسران کی اخلاقی تربیت، تعمیر سیرت اور کردار سازی شامل ہے کہ وہ ظالم کا ہاتھ روکے اور مظلوم کی مدد کرے اور انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے اور قانون کی حکمرانی (Rule of Law) کو قائم کرنے میں کسی قسم کی ملامت، لالچ اور دباؤ میں نہ آئے۔ چونکہ یہ ایک مشکل کام ہے اس لیے ایک پولیس افسر کی شخصیت نہایت مضبوط، اس کا کردار نہایت اعلیٰ اور اس کے اخلاق انتہائی اچھے ہونا ضروری ہیں۔ کالج میں اخلاقیات کے موضوع پر الگ لٹریچر تیار کر کے سکھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اساتذہ کو بھی تربیت دی جاتی ہے کہ وہ مختلف مواقع پر بہترین اقوال، قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور قصص وامثال کی مدد سے ٹرینیز کے ضمیر کو بیدار کرتے رہیں اور ان کے اندر ایک مثبت سوچ کو فروغ دے۔

پنجم یہ کہ ایک صاحبِ علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے علم کو بڑھانے کے لیے سرگرداں رہے اور جب تک زندگی باقی ہے وہ مزید علم کی جستجو کرتا رہے کیونکہ علم ہمیشہ تجدید وفروغ چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو جو دُعا سکھائی وہ یہی تھی کہ وہ ہر وقت علم میں اضافے کی آرزو کرے۔ وَقُل رَبِّ زِدنِی عِلماً (طٰہٰ: ۱۱۴) ”اور دعا کرو کہ اے پروردگار مجھے مزید علم عطا کر“۔ مُفسرین نے لکھا ہے کہ اگر کوئی دوسری چیز علم سے افضل ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو حکم فرماتا کہ وہ اس میں مزید طلب کریں مگر ان کو علم میں اضافے کی دعا کا حکم دیا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی، ایک علم کے طلبگار کی، دوسرے دُنیا کے طلبگار کی۔ حضرت سفیان بن عینیہ کا مشہور قول ہے کہ ”آدمی اُس وقت تک صاحبِ علم رہتا ہے جب

تک علم کی جستجو کرتا رہتا ہے اور جب اسے گمان ہونے لگے کہ وہ علم حاصل کر چکا ہے تو اس کی جہالت کا دور شروع ہو گیا''۔کالج کے اساتذہ کے پیش نظر یہی مقصد ہے کہ وہ ٹرینی میں علم کی ایسی جستجو اُبھاریں تا کہ اس کی پیاس برقرار رہے اور وہ مسلسل علم کی تلاش میں رہ کر اپنی صلاحیت کو ترقی دیتا رہے۔علم کی بعض اقسام فرض عین اور بعض فرض کفایہ ہیں۔علاّمہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ''دورِ جدید میں مختلف انسانی علوم جیسے عمرانیات،اقتصادیات،نفسیات، تربیت اور سیاسیات کو میں واجب سمجھتا ہوں کہ اُمت میں ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ان علوم میں مہارت رکھتے ہوں''۔علاّمہ نے جن علوم کو عام طور پر ذکر کیا ہے ان میں تربیت (ٹریننگ) کو بھی شامل کیا ہے جو کہ ہر علم کے لیے الگ ہوتی ہے۔پولیس کے علوم (پولیس سائنسز) اور جرمیات یعنی کریمنالوجی بھی جدید علوم میں بہت اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔ہمارے ہاں بھی ایسے ماہرین کی ضرورت ہے جو جرمیات، پولیسنگ،نفسیات اور نظام تربیت میں مہارت رکھتے ہوں۔پولیس ٹریننگ کالج ھنگو اپنے وسائل اور اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اس اہم فریضے کو سرانجام دے رہا ہے۔

دُعا ہے کہ آئندہ کے لیے بھی یہاں اصلاحات،ترقی اور تجدید کا کام جاری رہے اور یہ ادارہ اتنی ترقی کرے کہ اپنی سوسالہ تقریبات سے قبل ہی اس کو ایک اعلیٰ پولیس اکیڈمی اور پولیس یونیورسٹی کا درجہ مل جائے۔(آمین)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ (پی ایس پی)

ڈی آئی جی / کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو

مورخہ 26 اکتوبر 2021ء بمطابق

۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۴۳ھ

empty

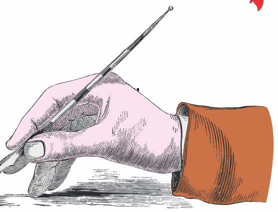

اداریہ

پولیس ٹریننگ کالج 536 کنال رقبہ پر محیط کوہاٹ روڈ ضلع ہنگو کے وسط میں واقع ہے جو اپنی قدیمی و تاریخی حیثیت کی وجہ سے کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اس درسگاہ میں برسوں سے خیبر پختونخوا پولیس کے علاوہ ملک بھر کے پولیس افسران و دیگر سیکورٹی فورسسز کے جوانان وافسران تربیت حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کالج ہذا زیر تربیت افسران و جوانان کو جسمانی وقانونی تربیت سے مستفید تو کرتا رہتا ہے مگر انسٹرکٹر صاحبان و جوانان کی علمی اور تحریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور کالج ہذا کی تاریخ کو بطور دائمی ریکارڈ محفوظ رکھنے کے لیے کوئی خاص بندوبست نہ تھا۔ اس کی اشد ضرورت محسوس کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف پی ایس پی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کی راہنمائی میں سال 2017ء میں ایک رسالہ ''تیغ وقلم'' چھاپنے کی روایت رکھی گئی اور تین ضرب شمارہ جات کی ششماہی بنیادوں پر ہزاروں کی تعداد میں اشاعت کی گئی۔ جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے پچھلے شمارے میں وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا محمود خان صاحب، آئی جی پولیس معظم جاہ انصاری صاحب اور ڈی جی ایف آئی اے ثناءاللہ عباسی صاحب نے بھی خصوصی طور پر اپنے پیغامات بھیجے تھے اور خوب حوصلہ افزائی بھی فرمائی تھی۔ کالج ہذا کے اساتذہ کرام کے علاوہ ضلعوں سے کچھ سینئر افسران نے بھی اپنے خیالات وتجربات قلمبند کیے تھے۔ مگر بدقسمتی سے اس بار پچھلی بار کی طرح سینئر افسران یا ضلعوں سے کچھ خاص تحریری مواد موصول نہ ہو سکا۔ سابق تین شمارے میری آنکھوں کے سامنے شائع کیے گئے جو قارئین میں کافی مقبول ہوئے۔ سابقہ شمارے کو میجر جنرل عمر احمد بخاری صاحب کمانڈنٹ پاکستان ملٹری اکیڈمی ایبٹ آباد، جناب غلام رسول زاہد کمانڈنٹ پولیس کالج سہالہ اور جناب ناصر حسین اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ٹو آئی جی نیشنل ہائی وے اینڈ موٹر وے پولیس نے اپنے تہنیتی پیغامات کے خطوط کے ذریعے سراہا اور مستقبل میں بھی اسے اسی طرح جاری وساری رکھنے کی خواہش کا اظہار

فرمایا۔ راقم پچھلے شماروں میں اسٹنٹ ایڈیٹر ومعاونین کے طور پر کام کرتا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ شمارہ اول، دوئم اور سوئم کے چیف ایڈیٹرز کے ادارہ ہذا میں اپنا پیریڈ پورا کرنے پر اپنے اضلاع میں فرائض وخدمات کی ادائیگی کے لیے تبادلے کیے گئے۔ جس کی وجہ سے شمارہ ہذا کی ترتیب وتالیف واشاعت کا سارا بوجھ من چیف ایڈیٹر کو برداشت کرنا پڑا۔ شمارہ ہذا تاریخی، علمی وادبی اور پیشہ وارانہ مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ اسی طرح اپنی روش برقرار رکھتے ہوئے کے پی پولیس کے جوانوں وافسران کی علمی، ادبی اور تکنیکی کاوشوں کو آپ قارئین کی نذر کرتا رہے گا۔ شمارہ کی اشاعت میں کالج انتظامیہ لحمہ بہ لحمہ ایڈیٹوریل بورڈ کو اپنے تجربات وراہنمائی سے مستفید کرتی رہی ہے۔

من چیف ایڈیٹر ومتعلقہ سٹاف نے اپنے تئیں حتیٰ الوسع کوشش کی ہے کہ رسالہ کی اشاعت میں کسی قسم کی تحریری یا تکنیکی غلطی کی گنجائش باقی نہ رہے مگر انسان خطا کا پتلا ہے۔ اس رسالہ میں بہتری کی ابھی بہت سی گنجائش باقی ہے جس کے لیے قارئین کے مشوروں اور تجاویز کا انتظار رہے گا۔

آپ معزز قارئین! اگر دوران مطالعہ کسی غلطی کو نوٹ کریں تو برائے کرم نشاندھی کر کے ادارے کو ضرور بھجوائیں آپ کی یہ کاوش ہمارے لیے باعث افتخار ہو گی۔ جس کے لیے بذریعہ ای میل kpptchangu@gmail.com یا بذریعہ ڈاک اپنی قیمتی آراء سے ضرور آگاہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ قارئین اگلے شمارہ میں اپنی کوئی تحریر شائع کروانا چاہیں تو ہمیں سافٹ کاپی میں بذریعہ ای میل بالا پتے پر بجھوا سکتے ہیں۔ یہ رسالہ آئندہ بھی ششماہی بنیادوں پر شائع کیا جائے گا۔

میں آخر میں اپنے اساتذہ اور اپنے ساتھی معاون ایڈیٹر دُعا زہرہ کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے میرے ساتھ اِس رسالے کی ترتیب وتدوین میں بھرپور معاونت کی۔ میں جناب ڈپٹی کمانڈنٹ شاہ جہان خان دُرانی صاحب، DSP ایڈمن ارشد حسین صاحب، چیف لاء انسٹرکٹر باروز خان صاحب اور ریزرو انسپکٹر امتیاز خان صاحب کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُن کے تعاون کے بغیر یہ کام بخوبی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

سہیل جہانداد نقیبی

ایڈیٹران چیف پولیس ٹریننگ کالج ہنگو

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
1	تیغ و قلم	1
2	دفاع پاکستان میں خیبر پختونخوا پولیس کا کردار	5
3	موسم بہار اور پولیس ٹریننگ کالج ھنگو	9
4	محکمہ پولیس تاریخ کی روشنی میں	12
5	4 اگست یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے PTC ھنگو میں تقریبات	15
6	کمیونٹی پولیسنگ	23
7	پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ترقیاتی منصوبے	41
8	ناقص تفتیش	52
9	4 اگست 2021 یوم شہدائے پولیس پر جناب معظم جاہ انصاری IGP (KP) کا پیغام	56
10	4 اگست 2021 یوم شہدائے پولیس کے موقع پر پولیس لائن پشاور میں مہمان خصوصی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو ڈاکٹر فصیح الدین کے خطاب کا متن	57
11	یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے ایک خاص تحریر	62
12	اُستاد سعید کی عظمت	67
13	پولیس کی تعلیم و تربیت میں پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کا کردار	72
14	محکمہ پولیس میں نئے کورسز کی اہمیت و افادیت	76
15	PTC ھنگو میں جشن آزادی کی پُر وقار تقریب	82
16	یادش بخیر (آنے والے کمانڈنٹ صاحبان کے نام پیغام)	86
17	حرف آخر ۔ تاثرات ۔ آخری دن	88

صفحہ نمبر	تفصیل	نمبر شمار
90	بچوں کی نفسیاتی تربیت	18
93	وفاقی دارلحکومت اسلام آباد کے پروبیشنر ASI کے ساتھ دربار	19
99	ریکرُوٹ کورس پاسنگ آؤٹ پریڈ	20
113	والدین کے ادب کی رعایت خصوصاً بُڑھاپے میں	21
123	اپرکورس کے ساتھ ایک سُنہری شام	22
127	آؤ ہم مل کے خواب دیکھتے ہیں	23
128	تندرستی ہزار نعمت ہے	24
131	جشن عید میلاد النبی ﷺ کی پُر نور تقریب	25
136	اسلام میں منشیات کی ممانعت اور معاشرتی نقصانات	26
139	روح اور وعدہ	27
142	دربار انٹرمیڈیٹ کورس	28
145	پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں گزری یادیں اور حالات	29
154	برصغیر کی تاریخ کی پہلی FIR	30
156	ٹریکنگ دی کریمینلز اِن سائبر سپیس سے متعلق دو روزہ ورکشاپ	31
165	تھانے سے سفارت تک (انتخاب)	32
170	پی ٹی سی ھنگو کی نئی مطبوعات کا عکس	33
171	تاریخ کے جھروکوں سے (پی ٹی سی ھنگو میں ماضی کی اعلیٰ شخصیات کی آمد)	34

صفحہ نمبر	تفصیل	نمبر شمار
	د پښتو برخه	
187	خیبر پښتونخوا پولیس	35
188	پي ټي سي هنګو	36
189	دَافګار بخاري شهید غزل	37
194	کرشمه	38
	English Section	
1	Training of Police Officers a Letter from DPO D.I. KHAN	39
3	Reply to the Letter by Commandant PTC, Hangu	40
6	Politics of Appeasement	41
9	Looking Like a Visitor	42
10	A Request to my Successors	43
11	Criminal Law after the 18th Constitutional Amendment	44
22	Role of a Lady in Police Department	45
24	Minutes of Meeting	46
28	Remembering an Untained Officer	47
32	Scientific Investigation Course	48
37	The Decade of Criminology (An Editorial)	49
43	Appreciation Letters on Magazine Taigh o Qalam	50

تیغ و قلم

تحریر: سہیل جہانداد (ایڈیٹر انچیف تیغ و قلم)

قلم دیکھنے میں ایک معمولی چیز نظر آتی ہے۔ نا تو اس کا کوئی خاص وزن ہے اور نا ہی قد و قامت، جسامت اور ضخامت کے لحاظ سے کوئی خاص شے ہے لیکن اس کے اندر بڑی طاقت ہے۔ صاحب قلم صاحب علم ہوتا ہے، وہی سرفراز ہوتا ہے اور اس کا ہی حکم چلتا ہے۔

تلوار 'تیغ' کی حقیقت سے بھی منحرف نہیں ہوا جا سکتا۔ تلوار طاقت کا دوسرا نام ہے۔ طاقت ہی وہ چیز ہے جس سے حکمران حاکم کہلاتا ہے اور دشمن کو زیر کرتا ہے۔ طاقت سے ہی سکندر یونان سے ہندوستان پہنچا اور فتح و نصرت کے پرچم لہراتا گیا۔

تیغ و قلم دونوں کا اپنی اپنی جگہ پر کردار و مقام واضح اور نمایاں ہے۔ جنگوں کا ہتھیار اور سپہ سالار کا زور بازو تلوار ہوتی ہے جبکہ عالم فاضل اور صاحب امر کا ہتھیار قلم ہوتا ہے۔ جس نے مناسب وقت میں قلم کو ہاتھ میں لے لیا یا تلوار کو، وہ کامیاب و کامران رہا، عزت اور ترقی کے زینے طے کرتا گیا اور جس نے قلم کے وقت پر قلم کو اور تیغ کے وقت پر تلوار کو چھوڑا وہ ناکام و نامراد رہا۔ البتہ قلم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ رب کائنات نے سرورِ عالم ﷺ کو سب سے پہلے قلم اٹھانے کا درس دیا۔

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے قلم کے ذریعے علم سکھایا''

تاریخ نے جتنے بڑے بڑے فلاسفر، حکماء وفضلاء، دانشور، مصوّر، سائنسدان، شاعر، ادیب، مصنف ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ پیدا کیے ہیں سب کے سب قلم کی دولت ہی نامور ہوئے۔ اگر وہ بروقت قلم کو نا پکڑتے تو علم حاصل نہ کر سکتے اور ایسی تمام شخصیات موت کے ساتھ دفن ہوجاتیں۔ اگر آج بھی ان کے نام زندہ ہیں تو محض قلم وعلم کی بدولت۔ دوسری جانب ''محمد بن قاسم'' جیسی شخصیات جنھوں نے بروقت تلوار کو اٹھایا اور زمانے بھر کو''تلوار'' کی مثبت حقیقت آشکار کی کہ کس طرح ''تیغ'' کا مثبت استعمال مثبت نتائج مرتب کرتا ہے۔ ہر تصویر کے دو رُخ ہوتے ہیں جہاں قلم اور تلوار کے مثبت اثرات اور نتائج کو بھی مدنظر رکھا جائے تو وہاں ان کے منفی نتائج سے بھی انکار نہیں ہو جا سکتا ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی غلط وقت پر غلط طریقے سے خواہ وہ مقصد کے لے ہو یا دیگر کسی شخص، مملکت یا رنگ ونسل و قوم کے لیے استعمال میں لائی جائے تو نسلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔

قلم ثقافتی اقدار کا محافظ ہے۔ درس و تدریس کا نید و نصائح اس کا ثمرہ ہے معاشرتی عدل وانصاف کا ضامن ہے اور نصیحت اور عبرت کا علمبردار بھی ہے۔ تاوقت یہ کہ اس کا مناسب استعمال مثبت سوچ اور درست طریقے سے کیا جائے۔ اس سے معاشرے پر مفید گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن اگر یہ قلم بکاؤ ہو جائے اور زرخرید غلام بن جائے تو معاشرہ اس کے منفی اثرات کو صدیوں تک برداشت کرتا ہے۔ بقول شاعر:

وہ جو خواب تھے میرے ذہن میں نہ میں کہہ سکا نہ میں لکھ سکا

جو زباں ملی تو کٹی ہوئی، جو قلم ملا وہ بکا ہوا

اسی طرح تلوار کو اگر صحیح مقاصد اور درست مثبت نتائج کے لیے محمد بن قاسم کی طرح استعمال کیا جائے تو معاشرہ اس کے ثمرات سے صدیوں تک مستفید ہوتا رہتا ہے اور تاریخ میں ایسی شخصیت سنہرے حروف سے بذریعہ 'قلم' یاد رکھی جاتی ہے اور گر اس تلوار کو 'چنگیز خان' جیسے جابر اور ظالم شخص کی طرح منفی نتائج اور دنیا پر اپنی حکمرانی کے لیے استعمال میں لایا گیا تو معاشرہ میں قتل وغارت جیسے مکروہ افعال سرانجام پاتے ہیں۔ دہشت اور خوف کی علامت بھی یہ ''تلوار'' بن جاتی ہے اور تاریخ بھی ایسی شخصیت کے مکروہ، گندے اور کالے کرتوتوں کو ''قلم'' غلیظ الفاظ میں یاد رکھتی ہے۔

جہاں ''تیغ وقلم'' کسی شخص کو تخت پر بٹھاتی ہے وہیں ہر قسمت میں 'تختہ' بھی لکھ دیتی ہے۔ دونوں کا کردار ان کے استعمال پر مبنی ہے۔ کہیں پر قلم کی ضرب کاری سے تو کہیں تیغ کی جان لیوا، کہیں پر برائی کے خلاف ہیں تو کہیں پر برائی کا آغاز، کہیں شرم وحیاء کا عنصر ہیں تو کہیں بے حیا اور بے شرم بھی۔ قلم کہیں پھول کی گفتار ہے تو کہیں دو دھاری تلور بھی، قلم اپنے لکھاری کو اگر راہ دکھاتی ہے تو کہیں پر بے راہ روبھی قلم ہی کرتی ہے۔ قلم خدا کی رضا ہے مگر کہیں شیطانی راہ بھی، قلم وہ اعجاز ہے جو صحراؤں میں پھول کھلا دے یا گلستان کے ہر غنچہ کو آگ لگا دے۔ تیغ کہیں ظالم کے خلاف جہاد ہے تو کہیں مظلوم پر ظلم بھی، کہیں ظلم کا قلعہ قمع کرتی ہے تو کہیں سچ کی آواز کو دباتی بھی ہے۔ تلوار کہیں تحفظ کے لیے اٹھتی ہے تو کہیں جبر کے لیے بھی، تلوار کے زور پر ہزاروں کوس دور جا کر عصمت بچائی گئی تو کہیں اسکے زور پر عصمت دری بھی کی گئی۔ تلوار اور قلم رنگ وڈھنگ سے مختلف ہیں، تاثیر دونوں کی کاٹ ہے۔ تلوار جسمانی، ظاہری، مہلک اور حتمی کاٹ پہنچاتی ہے۔ تلافی اور معافی ممکن نہیں رہتی۔ قلم کی کاٹ دل ودماغ پر ہوتی ہے جو نسلوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے یا پھر مکمل بگاڑ کر، پھر صدیوں تک قلم کی کاٹ کا اثر رہ جاتا ہے۔ فرق تو بس اتنا ہے کہ ''قلم'' اور ''تیغ'' کس کے ہاتھ میں ہیں۔ کردار اور جذبات کی عکاسی کرنے والا ''قلم'' اور حق کے لیے اٹھنے والی ''تیغ'' شخصیت کا غماز اور پرچار ہے۔

دین سے کرے دور وہ تعلیم بھی فتنہ
ناحق کے لیے اٹھے وہ شمشیر بھی فتنہ

اگر تاریخ پر طائرانہ سی نظر دوڑائی جائے تو ہر دور میں اہل علم اور اہل ادب لوگوں نے اہل شمشیر کی بدولت کثیر تعداد میں نسل انسانی کے دلوں پر راج کیا ہے۔ تاریخ میں امن وآتشی کا پیغام شمشیر کی مماثلت میں بذریعہ ''قلم'' زائد ملتا ہے۔ اگر دونوں میں موازنہ کیا جائے تو قلم کو سبقت حاصل ہے۔ اگر شمشیر میں قلم سے زیادہ طاقت ہوتی تو رب کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قلم کے بجائے ''تیغ'' اٹھانے کا درس دیتے۔ مجموعی طور پر قلم کی کارکردگی نہایت مضبوط اور متوازن ہے۔ انسانی بقاء وسلامتی، فلاح اور معاشرتی تعمیر واستحکام میں قلم کا کردار اہم ہے۔ تلوار پر قلم کی کارکردگی تسلیم کرنی پڑے گی۔

کوئی پوچھ لے مردِ مختار سے
قلم تیز چلتا ہے تلوار سے

قلم کو انسان بچپن میں پکڑنا اور پھر لکھنا بھی سیکھ لیتا ہے۔ لیکن حروف کو پرونے کے لیے ایک عمر چاہیے۔ یاد رکھیئے! جس قوم کا قلم سچ، حق اور انصاف اگلتا ہے وہ قومیں کامیاب و کامران ہوتی ہیں اور یہی قلم کسی قوم کا سر بھی کچھ اس طرح قلم کرتی ہے کہ قصرِ مذلت ہی منزل ٹھہرتی ہے اور لکھنے والا قوم اور خدائی کا مجرم۔ مشعل اٹھانا آسان ہے مگر مشعل راہ بننا دشوار ہے۔

قلم کے زیر اثر اپنی زندگی گزاریئے نہ کہ تیغ کے

ماڈل پولیس سٹیشن پی ٹی سی میں ٹرینیز کی پریکٹیکل ورک کرتے ہوئے ایک تصویر

دفاعِ پاکستان میں

خیبر پختونخوا پولیس کا کردار

تحریر: ڈی آئی جی ڈاکٹر فصیح الدین اشرف

اگست کا مہینہ اگر ایک طرف یوم آزادی کے تاریخی دن کی یاد دلاتا ہے۔تو دوسری طرف آزادئ پاکستان کے تحفظ کے مشن میں خیبر پختونخوا پولیس کی شجاعت اور قربانیوں کی لازوال داستان بھی سناتا ہے۔اگر آزادی کا حصول عظیم قربانیوں کے بغیر ممکن نہیں تو آزادی کا تحفظ بھی ایک بڑی آزمائش ہے اور وہی اقوام اس آزمائش میں پورا اترتی ہیں جن کے محافظ جانباز ہوں اور جو اپنی زندگیاں، اپنے گھربار اپنے ملک پر قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں۔ جب پاکستان دہشت گردی کی اس آگ سے گزر رہا تھا، قوم دہشت گردی کے نشانے پر تھی، پاکستان اور خصوصاً خیبر پختونخوا کے شہر شہر گاؤں گاؤں میں دہشت گردی کی آگ پھیل رہی تھی، سکول محفوظ تھے نا عبادت گاہیں ۔ ایک ان دیکھا دشمن جس نے میدان میں جنگ لڑنے کے بجائے گلی کوچوں اور بازاروں کو میدان جنگ میں بدل دیا تھا۔۔جس کی نظر میں قوم کا بوڑھا، جوان، بچہ سب کے سب دشمن تھے۔تو الحمدللہ یہ خیبر پختونخوا کے جانباز سپاہی تھے جنھوں نے پاک افواج کے شانہ بہ شانہ دشمن کے ہر وار کو سینے پر رکا۔اور پولیس ملازمت کو عبادت کے درجے پر فائز کرتے ہوئے راہ شہادت کا انتخاب کیا۔یہ خیبر پختونخوا پولیس ہی تھی۔جس نے خیبر پختونخوا کے شہر شہر، گاؤں گاؤں، گلی گلی پر اپنے خون سے حفاظتی حصار قائم کی اور دہشت گرد دشمن پر واضح کر دیا

تم نے چھپ کر محاذ کھولا ہے
تم سے کھل کر مقابلہ ہو گا

دہشت گرد قوتوں کو روکنے کے لیے خیبر پختونخوا پولیس نے خیبر پختونخوا کے شہری اور دیہاتی علاقوں پر چیک پوسٹس کے روپ میں ایک دفاعی دیوار تعمیر کی۔ اخبارات کے صفحات پر بے شمار ایسے خودکش واقعات آج بھی پڑھے جا سکتے ہیں جو خیبر پختونخوا پولیس کی جان نثاری اور جانبازی کی داستان سناتے ہیں۔ جب بارہا خودکش حملہ آور پولیس مقابلے کے دوران پولیس چیک پوسٹ پر ہی خود کو اڑانے پر مجبور ہوئے اور پولیس سپاہیوں نے زندگیاں قربان کر کے دفاعی دیوار سے آگے دہشت گردوں کو بڑھنے نہیں دیا۔ اور یوں قوم کی سینکڑوں قیمتی جانیں محفوظ رہیں۔ کئی برسوں پر پھیلی ہوئی دہشت گردی کے آگے پولیس جوان دفاعی دیوار بن کر ڈٹے رہے۔۔ اور شہید کا اعزاز حاصل کر کے خیبر پختونخوا کو دنیا کی بہادر ترین فورس کے مقام پر فائز کیا۔ ان شہیدوں نے اپنے لہو سے تاریخ کو یہ سبق دیا

ہم زندگی کی جنگ میں ہارے ضرور ہیں

لیکن کسی محاذ سے پسپا نہیں ہوئے

اور یہی وجہ ہے کہ 4 اگست اب قومی زندگی میں خیبر پختونخوا پولیس کی شجاعت کی علامت بن کر جوش و جذبے سے منایا جاتا ہے۔ آج کے دن پر الیکٹرانک میڈیا، اخبارات، رسائل کے خصوصی نشریات اور خاص اشاعتیں دراصل پولیس شہدا اور غازیوں کی فتوحات کا اعتراف ہیں۔ اب 4 اگست کی تاریخ 14 اگست کی عظیم قربانیوں ہی کا تسلسل ہے۔ نئی نسل کے لیے یہ دن امید کا دن ہے۔ اور امید کی یہ روشنی مستقبل کی سمت بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے خلاف پولیس سپاہیوں کی مزاحمت کی تاریخ ہے۔ تاریخ میں ہمیشہ وہی تحریک کامیاب رہتی ہے۔ جس میں لہو کا سرخ رنگ شامل ہو۔ اور خیبر پختونخوا پولیس کے شہیدوں اور غازیوں نے تاریخ کے اس تقاضے پر اپنی زندگیاں دہشت گردی کی بلاؤں کو روکنے کے لیے وطن کی آن بان پر نچھاور کیں۔ آزمائش کے ان لمحوں میں خیبر پختونخوا پولیس کے جوان اور آفیسرز نڈر پاسبان وطن کے روپ میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ ان کی شہادتوں نے قوم کا مورال بلند کیے رکھا۔ اور قومی زندگی مایوسی کے اندھیروں سے محفوظ رہی۔ دہشت گردی کی آگ میں پولیس سینہ تان کر دشمن کے وار سہنے کے لیے آہنی دیوار بنی رہی۔ اور ان کا جذبہ وطن پرستی کے روپ میں ظاہر ہوتا رہا۔ پولیس کے نوجوان کل بھی اسی جذبے کے ساتھ میدان میں موجود ہیں۔ اور ان کا توانا عزم آج بھی وطن پرستی کا عکاس ہے

مفاہمت نہ سکھا جبرِ ناروا سے مجھے
میں سربکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

شہدائے پولیس خیبر پختونخوا نے سرفروشانِ وطن کے اِس عظیم قافلے میں ہراول دستے کا جو کردار ادا کیا وہ اب ہماری تاریخ کا حصّہ ہے۔ فاٹا انضمام کے بعد لیویز اور خاصہ بھی اب ہماری اس عظیم فورس کا حصّہ بن چکے ہیں اور ان کے فرنٹ لائن جانثاری اور سرفروشی کی یاد کو تازہ رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے اس لیے یومِ شہدائے پولیس کے اس تجدیدِ عہدِ وفا میں لیویز اور خاصہ دار کی غیور وجسور فورسز بھی اب ہمارے ہی جسم کا حصّہ ہیں۔ پختونخوا پولیس قبائلی عوام اور قبائلی فورسز کی ان لازوال قربانیوں کو بھی نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ واضح رہے کہ دُنیا میں بے معجزہ کوئی بھی قوم نہیں اُبھرتی۔ یہ معجزہ ہائے ہنر ان کے خون پسینے سے عبارت ہوتے ہیں۔ اِسی لیے اقبالؔ نے کہا تھا کہ دُنیا کی ہر شے فانی اور آنی جانی ہے مگر جس نقش کو کسی مردِ خُدا نے انجام دیا ہو وہ امر رہے گا اور اس میں رنگ ثبات دوام یعنی زندۂ جاوید رہنے کی صلاحیت ہوگی۔ خیبر پختونخوا پولیس نے جو نقش ہمارے دل ودماغ پر ثبت کیے ہیں وہ ہماری کیا تاریخِ عالم کا ایک روشن اور یادگار باب ہے۔ چار اگست کو ہم ہر سال اس نقش کی آبیاری اسی لیے کرتے ہیں کہ ہمارے جذبے جوان اور حوصلے بلند ہوں۔ زندہ لوگ اپنی تاریخ کو اسی طرح یاد رکھتے ہیں۔

رہے نام اللہ کا

مورخہ 30 جولائی کو 2021ء جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو میڈیا نمائندگان کو
4 اگست یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے منائی جانے والی تقریب کے سلسلے
سنٹرل پولیس آفس پشاور میں بریفنگ دے رہے ہیں

موسم بہار

اور

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو

تحریر: ایس ایس پی شاہ جہان دُرانی

ہمارے ملک پاکستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اُن مما لک میں شامل ہے جہاں سال میں چار موسموں سے لطف اندوز ہوا جاتا ہے اور سال میں دو بار شجر کاری کا موسم بھی آتا ہے۔ قدرت کی ذرہ نوازی ہے کہ کبھی موسم سرما تو کبھی موسم گرما، کبھی خزاں تو کبھی بہار، چاروں موسم اپنے اپنے لحاظ سے منفرد خصوصیات رکھتے ہیں ۔ ہر ایک موسم الگ الگ فصلیں اُگاتا ہے۔ پھلوں اور اجناس میں قدریں مختلف ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم چاروں موسموں سے مستفید ہوتے ہیں ۔ جاڑے کی طویل اداس خاموشی کے اختتام پر جونہی موسم بہار اپنے اندر مختلف رنگینیاں گھولے ہوئے نمودار ہوتا ہے تو گلستان کے رنگ بدلنے لگتے ہیں۔ درخت جن کے پتے خزاں کی نظر ہو کر ٹنڈ منڈ ہو چکے ہوتے ہیں نئے سرے سے ہرے بھرے ہونے لگتے ہیں۔ خشک اور مرجھائے ہوئے پودوں میں نئے سرے سے زندگی کی لہر دوڑنے لگتی ہے۔ جاڑے کی سردی سے درختوں نے جو زرد رنگ کی شال اوڑھ رکھی ہوتی ہے کو اتار پھینک کر سبز مخمل کی چادر پہن لیتے ہیں۔ پوری فضا بے شمار پھولوں کی خوشبو اور رنگوں سے معطر ہو جاتی ہے۔

لفظ ''بہار'' خود کتنا روح پرور اور پرسکون لفظ ہے۔ موسم بہار کے ظاہر ہوتے ہی ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگتی ہے۔ جس طرف دیکھو سبزہ زار ہی سبزہ زار جو آنکھوں کو تازگی عطا کرتا ہے۔ دل و دماغ کو تسکین دینے والے حسین اور پُر کیف مناظر مزاجوں اور رویوں میں ایک خوشگوار تبدیلی لاتے ہوئے یوں سکون قلب مہیا کرتے ہیں کہ ہر ایک شخص کی طبیعت ہشاش بشاش نظر آتی ہے۔ حسن و جمال کی رعنائیاں اور ذرے ذرے میں جیسے نئے سرے سے ایک نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ ہر شے محسور اور درختوں پر بھی ایک عجیب سا وجد طاری ہوا سا محسوس ہوتا ہے۔ باغات اور چمن زار سرسبز و شاداب ہونے لگتے ہیں۔ مختلف اقسام کے پھولوں کی خوش رنگ نما پتیاں دوشِ آب پر سوار ہیں تو

کہیں بادِ تبسم کے جھونکوں کی اٹھکیلیاں جو کبھی اس گل کو چھیڑتی ہے تو کبھی اُس گل کو۔ پھولوں کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لیتی اور کلیاں شاخوں پر ڈیرہ جمائے رقص و دھمال میں مگن۔

پرندوں کی چہچاہٹ کا الگ ہی منظر ہوتا ہے۔ ہر پرندہ اپنا اپنا راگ الاپ رہا ہوتا ہے۔ کوئی خدائے واحد ذوالجلال والاکرام کی حمد ثانی میں مصروف تو کوئی یا ودود یا ودود کی تسبیح میں مگن ہو کر دنیا و مافیہا سے بیگانہ۔ کہیں درختوں پر بیٹھی بلبل نغمہ سراء ہے تو کہیں صبح سویرے چڑیوں کی ''چوں چوں'' کی سریلی دھنیں بکھیرتے ہوئے ترانے۔ ہر سمت سے خوشی کے گیت ذہن و قلب کو مسرور کرتے ہیں۔ ہر طرف رنگینی ہی رنگینی، ہر طرف ذہنوں اور دلوں کو لطافت، تابانی، پُر کیفی اور لطیف جذبات پہنچانے کے تانے بانے۔ موسم بہار زمین سے حسن و خوشی کے خزانے اُگلتے ہوئے انسان کی طبیعت کا جمود غارت کرتا ہے اور مایوسی کو دفع دور۔

مسلم اُمہ کے علاوہ دیگر کئی مذاہب کے لوگ جو ''مرنے کے بعد زندہ نہ ہونے'' کے عقیدہ پر یقین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ باکمال کے کمالات اور اس کے جمال کا ظہور ہے کہ خشک پودے اور درخت جنہوں نے موسمِ سرما میں اپنے پتے بھی کھو دیئے ہوتے ہیں، موسمِ بہار میں پھر سے ہرے ہونے لگتے ہیں اور پھولوں و پھلوں سے لدے جاتے ہیں۔ اس رب کے لیے ''کُن اور ''فیکون'' کا معاملہ ہے۔ جب خشک پودوں کو سبز کرسکتا ہے، انسان کا کوئی وجود نہیں ہوتا اس کو پیدا کرسکتا ہے تو مرجانے کے بعد زندہ کرنا اس کے لیے کون سا مشکل کام ہے۔ اس عقیدۂ باطل کے حامی لوگ موسمِ بہار دیکھ کر ہی کچھ عقل لے لیں۔

دانشوروں اور سائنسدانوں کے علاوہ اپنے اساتذہ سے بھی متعدد بار سنا کہ صبح کی سیر انسانی صحت کے لیے انتہائی مفید ہے۔ یہ تو ہر جگہ اور ہر وقت سننے کو ملتا ہے کہ ''تندرستی ہزار نعمت ہے'' "Health is wealth"۔ صبح کے وقت باغوں میں چلنا پھرنا، سیر کرنا سہانا معلوم ہوتا ہے۔ آنکھیں طراوت اور دل سرور محسوس کرتے ہیں۔ ایک روحانی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ جلوۂ قدرت کا اصل مشاہدہ باغوں، مرغزاروں، کوہساروں اور لالہ زاروں میں ہی ہوسکتا ہے جہاں نظارۂ قدرت کے بے شمار رنگ، خوشبوؤں سے لبریز تازہ ہوائیں، کہیں شاخوں پر غنچے چٹختے ہوئے تو کہیں

پھولوں بھری کیاریاں۔آج صبح باغ ''خامہ بہ جوش'' میں صبح سیر کرتے ہوئے یہ تمام باتیں ذہن میں آئیں تو سوچا کہ ان کو رسالہ ''تیغ و قلم'' کی نذر کیا جائے۔

بہار کا موسم اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ایک انمول عطیہ ہے جس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔یہ موسم اپنے ساتھ رنگوں کی بارات لے کر آتا ہے۔اس موسم کی نزاکت، لطافت، حسن، تازگی اور خوبصورتی کو اگر آپ بھی صحیح معنوں میں دیکھنا اور محسوس کرنا چاہیں تو میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ کبھی فروری کے وسط سے لے کر اپریل کے وسط تک پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے خوبصورت اور پُر فضا مقام پر تشریف لے آئیں جہاں جگہ جگہ اُگائے گئے چمن زاروں اور باغات میں حسن و جمال حقیقی معنوں میں بے نقاب نظر آتا ہے۔منفرد طریق اور کمال مہارت سے سجائی گئی کیاریوں میں طرح بہ طرح کے خوش نما پودوں اور رنگ برنگے پھولوں کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کریں کہ یہ موسم اپنے اندر کتنے سہانے احساسات اور لطیف جذبات سموئے ہوئے ہے اور اس میں کتنی دلکشی پوشیدہ ہے۔

خدا کرے مری ارض پاک پر اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

محکمہ پولیس
تاریخ کی روشنی میں

توحیداللہ ڈی ایس پی سیکیورٹی نوشہرہ

پولیس کے کندھے پر پاسبان دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہے چوکیدار نگہبان، حفاظت کرنے والے ہیں۔مرکزی منظّم پولیس کا پہلا ادارہ ۱۶۶۷ میں کنگ لوئس کی حکومت نے یورپ کے سب سے بڑے شہر پیرس میں تشکیل دیا۔اس ادارے نے عوام کو تحفظ امن وسکون اور جان کی امان بخشنے میں خوب کردار نبھایا۔یہ ہر پولیس اسٹیشن والوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔کہ وہ اپنے علاقے کی حدود میں نظم وضبط برقرار رکھے۔

پولیس کے عہدے

پولیس والوں کے بھی عام سرکاری ونجی ملازمین کی طرح بہت سے درجے ہوتے ہیں۔سب سے نچلا درجہ کانسٹیبل کا ہوتا ہے پھر ہیڈ کانسٹیبل۔درجہ بہ درجہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر، سب انسپکٹر کا درجہ ہوتا ہے پھر پولیس انسپکٹر کا درجہ ہوتا ہے بدرتج اس سے اعلیٰ ایس پی اور آئی جی کے ہوتے ہیں۔اور یہ تمام لوگ اپنے اپنے فرائض بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔

لفظ پولیس کی تاریخ

لفظ پولیس اٹھارویں صدی میں فرانسیسی زبان سے انگریزی زبان میں شامل کیا گیا تھا۔انیسویں صدی سے پہلے سرکاری دستاویزات میں لکھے لفظ پولیس کا پہلا استعمال ۱۷۱۴ء میں اسکائی لنڈ کے کمشنر آف پولیس کی تقریر میں ہوا تھا۔

مسلم ممالک میں پولیس کا کردار

کچھ اسلامی ممالک میں مذہبی پولیس بھی موجود ہے جس کا مقصد اسلامی شریعت کے اصولوں کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ یہ پولیس ایسے لوگوں کو گرفتار کرتی ہے جو ہم جنس پرستی میں ملوث ہوتے ہیں۔ یہ غذائی قوانین نافذ کرتے ہیں اور سور کی گوشت کی خرید و فروخت اور شراب نوشی کی روک تھام کو یقینی بناتے ہیں۔ اس طرح یہ اسلام کی شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے اور عام عوام سے پورا کراونے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

منظّم ماحول کے لیے قوانین

غیر اختیاری صورت حال میں قانون کی بالا دستی کے لیے ان سرکاری افسران کے پاس ہینڈ گن بطور دفاع موجود ہوتی ہے۔ غیر معمولی معاملات اور صورت حال کے زیر اثر انہیں غیر مہلک اسلحے سے بھی لیس کیا جاتا ہے اور اس اسلحہ کو استعمال کرنے کی اجازت بھی دی جاتی ہے۔ خاص طور پر فساد پر قابو پانے کے لئے انہیں لاٹھی، آنسو گیس، ربڑ کی گولیاں، فسادات کی ڈالیں اور الیکٹرک شاک جیسے ہتھیار بھی استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

پولیس کی اہمیت

کسی معاشرے میں امن وسکون کو برقرار رکھنے اور لوگوں کے جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام شر پسند انسانوں کو معاشرے سے الگ کیا جائے لیکن ایسا ممکن تب ہوسکتا ہے جب کوئی ادارہ خاص طور پر اس مسئلے پر کام کرے پولیس کا ادارہ ہمارے معاشرے سے تمام برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے دن رات اپنے جان کی پرواہ کیے بغیر کام کرتا ہے۔ اگر پولیس نہ ہوں تو ہم لوگ آزادی سے کہیں بھی نہ جا سکیں۔ ہمیں ہر وقت اپنی جان، مال وعزت کے خطرے میں ہونے کا خوف ستائے رکھے ہم اپنے ساتھ ہوئی کسی بھی ناانصافی کے لیے کسی سے انصاف بھی طلب نہ کرسکیں۔ اس لیے ایک پرسکون معاشرے میں پولیس کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

آڈیٹوریم ہال کے سامنے نصب کمپنی نشانات کا ایک منظر

4 اگست
یوم شہدائے پولیس
کے حوالے سے

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو میں تقریبات

مظہر رشید

وطن عزیز کی بقاء وسلامتی کے لیے آزادی سے لے کر آج تک بے مثال قربانیاں دی گئیں۔ وطن عزیز آج جس محفوظ مقام پر کھڑا ہے یہ تمام پاکستان کی آرمڈ اور سول فورسز کی مرہون منت ہے۔ دنیا کی ہر قوم پر کٹھن وقت ضرور آتا ہے لیکن زندہ قومیں اپنے اتحاد و یکجہتی اور بے مثال جذبے سے لبریز ہو کر تاریخ میں اپنے مقدس لہو سے ایسے نقوش چھوڑتی ہیں جنہیں صدیاں ختم کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ ایسی قوم کی صفوں میں یقینی طور پر ایسے سپوت ضرور موجود ہوتے ہیں جو بہادری اور جرأت کی لازوال اسلامی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے ملک کے سبز ہلالی پرچم کی سربلندی اور مادرِ وطن کے دفاع کے لیے اپنا لہو بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس قربانی پر خیبر پختونخوا پولیس کے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس کے عہدے کے افسران سے لے کر کانسٹیبل تک کے 1700 عہدیداران نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ جن کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے پولیس ٹریننگ کالج ہنگو میں شہدائے پولیس سے وابستہ ایک سنہری تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کے مہمان خصوصی جناب ارشد محمود ایس پی انوسٹی گیشن ضلع ہنگو تھے۔ جبکہ کالج ہذا کی انتظامیہ نے بطور میزبان اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ تقریب میں معززین شہر کے علاوہ میڈیا نمائندگان، سٹاف ممبران اور زیر تربیت افسران و لیڈیز اہلکاران نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مورخہ 3 اگست 2021ء کو کالج ہذا میں تعمیر کردہ یادگار شہداء پر بوقت شب شہداء کے وارثین (زیر تربیت) کے ہمراہ مہمان خصوصی نے بھی شمعیں روشن کیں۔ اشکوں بھری آنکھوں کے ساتھ شہداء کے حق میں دعا مانگی گئی۔

دوسرے روز مورخہ 04 اگست 2021ء علی الصبح یادگار شہداء پر مہمان خصوصی کی طرف سے پھولوں کے گلدستے رکھے گئے اور شہداء کے بچوں کو پھولوں کے ہار پہنا کر ان کی دلجوئی کی گئی۔ مہمان خصوصی فرداً فرداً تمام شہداء کے بچوں

رکھے

سے گفتگو کلام ہو کر متعارف ہوئے ۔ بعدہ شہدائے پولیس کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ملی نغمات ، تقاریری مقابلوں پر مشتمل ایک بزم کا انعقاد کیا گیا۔

مقابلوں کے غیر جانبدارانہ نتائج کے لیے ایک جیوری پینل تشکیل دیا گیا۔ جس میں خطابت کے فرائض دستار علی شاہ سب انسپکٹر نے ادا کیے۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت زاہداللہ ریکروٹ کورس اسحاق A کمپنی آمدہ ضلع دیر لوئر نے حاصل کی ۔ اسی طرح نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت ذیشان لوئر کورس آمدہ ضلع چترال نے حاصل کی ۔ جبکہ تقاریر کے مقابلے میں محمد ابراہیم PASI کورس آمدہ ضلع مردان نے پہلی پوزیشن جبکہ سعد فرید

ایک بہن کا اپنے شہید بھائی کی جدائی کی تاب نہ لاتے ہوئے
یادگارِ شہداء پر شمعیں روتے کرتے ہوئے رقت آمیز منظر

ریکروٹ کورس اسحاق A کمپنی نے دوسری پوزیشن اسی طرح ساجد زمان PASI کورس آمدہ ضلع کرک نے تیسری پوزیشن اپنے نام کی ۔ ملی نغموں کے مقابلے میں ضیاء الرحمٰن ریکروٹ معہ محمد حارث ریکروٹ اسحاق B کمپنی نے پہلی پوزیشن حاصل کی اور بالترتیب امجد اقبال معہ عدنان اللہ ریکروٹس اسماعیل B کمپنی نے دوسری جبکہ سید حسن شاہ اسحاق B کمپنی نے تیسری پوزیشن اپنے نام کی۔

مہمان خصوصی نے نمایاں پوزیشن لینے والے جوانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کو تعریفی اسناد سے نوازا۔ مہمان خصوصی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس قدیم و عظیم درسگاہ میں بطور مہمان خصوصی مدعو کیا۔ مہمان خصوصی جناب ارشد محمود ایس پی انوسٹی گیشن نے کہا چار اگست کا دن یوم تجدید وفا کا دن ہے یہ اپنے شہداء سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا دن ہے۔ یہ ایک عظیم دن ہے۔ ہمارے پیارے جو ملک کی سلامتی کے لیے اپنی جانیں نچھاور کرکے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے یہ ان کی قربانیوں کو یاد کرنے کا دن ہے۔ بیشک ہم ان کے لیے رنجیدہ ہیں اور حق تعالیٰ سے ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے خمس الاوقات دعا گو ہیں۔ مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے جوانوں نے گروپ فوٹوز بنوائے اور اسی کے ساتھ تمام تر تقریبات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

پی ٹی سی ہنگو میں 03 اگست 2021ء کو شہدائے پولیس کی یاد میں منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

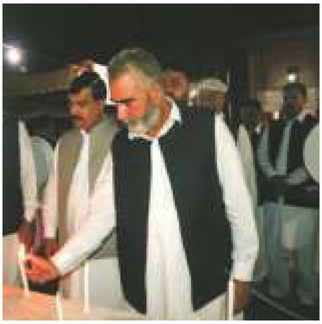

پی ٹی سی ہنگو میں 04 اگست 2021ء یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

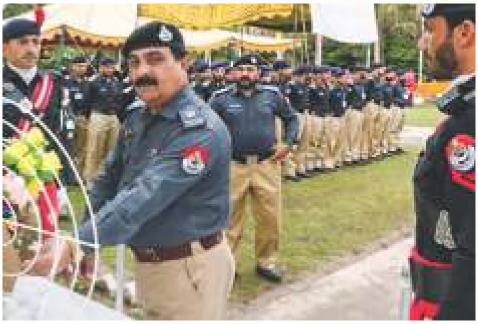

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی

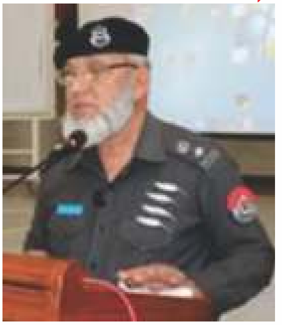

کمیونٹی پولیسنگ

Community Policing کیا ہے ؟

میاں نصیب جان ایس ایس پی (ر)

پولیس اور دیگر قانونی اداروں کا عوام کے ساتھ مل کر ایسے منصوبے تیار کرنا جس سے معاشرے میں جرائم کا خاتمہ ہو سکے اور لوگ امن سے خوشحال زندگی گزار سکیں۔

کمیونٹی پولیسنگ پر مغربی ممالک نے کافی کچھ لکھا ہے لیکن ان کے طور طریقے، ماحول، کلچر، رسم ورواج ہم سے کافی مختلف ہیں۔ لہذا یہاں پر ان کا ذکر کر کے مضمون طول پکڑے گا اور بے نتیجہ بھی۔ لہذا ہمیں اپنے کلچر اور ماحول کو دیکھ کر کمیونٹی پولیسنگ کے وہ طریقے اپنانے جائیں جو ہمارے معاشرے کو قابل قبول ہوں اور زیادہ مؤثر ہوں۔ 38 سال سروس میں کمیونٹی پولیسنگ کا میرا تجربہ جو نہایت کامیاب رہا قارئین کی نذر کرتا ہوں۔

پاکستان میں کمیونٹی پولیسنگ کے لیے میری ترجیحات ذیل ہیں:

DPO حاضری ضلع کرک اور ضلع دیر اپر میں سب سے پہلے جو کام کیے وہ ذیل ہیں۔

(1) ضلع کے تمام پولیس افسران کے متعلق سپیشل برانچ اور ڈسٹرکٹ سیکیورٹی برانچ سے رپورٹ حاصل کی جو افسران کرپٹ، بداخلاق اور نشے کے عادی پائے گئے ان کو خبردار کیا کہ 15 دن کے اندر اندر اپنا ٹرانسفر اس ضلع سے باہر کرایا جائے۔ تمام پولیس افسران کے اعمال نامے ملاحظہ کیے جو فیلڈ کے قابل نہ تھے ان کو پولیس لائن ٹرانسفر کیا گیا۔

ایس ایچ او پوسٹنگ کا معیار

(۱) اس ضلع کا باشندہ نہ ہو۔ (۲) جس کے اعمال نامے میں سنگین سزا (Major Punishment) نہ ہو۔

(vi)منشیات کا عادی نہ ہو (vii) جہاں لگایا جا رہا ہے وہاں پر اس کے رشتہ دار نہ ہو۔

(viii)جس کے خلاف کریمینل کیس درج نہ ہو۔ (ix) جو پریشر میں نہ آ سکے۔ (x) رشوت خور نہ ہو۔

(xi)احساس کا مادہ رکھتا ہو۔ (xii) مشکل حالات کو کنٹرول اور پبلک ڈیلنگ میں ماہر ہو۔

(xiii) پانچ وقت نماز کا پابند ہو۔

(2) SHO کے لیے جو معیار میں نے مقرر کیا جس کا ذکر اس مضمون میں موجود ہے ایسے افسران کو SHO لگایا گیا۔

(3) بیٹ سسٹم مکمل ختم تھا بلکہ خیبر پختونخواہ میں کسی بھی ضلع میں بیٹ سسٹم صرف رجسٹرات اور تھانہ میں اویزانی چاٹ تک محدود ہے۔

بیٹ سسٹم کا از سرِ نو جائزہ لے کر تھانہ کے سب انسپکٹروں اور اسسٹنٹ سب انسپکٹروں ہیڈ کنسٹیبلان پر اپنا اپنا علاقہ تقسیم کیا۔تمام افسران کے ساتھ میٹنگ کر کے بیٹ افسران کو ان کے فرائض سونپے گئے۔ بیٹ افسران کی ذیل ذمہ داریاں مقرر کی گئیں۔

(i) تمام بیٹ افسران علاقے موجود میں رہیں گے ما سوائے کسی خاص مجبوری کے جب تھانے میں موجودگی ضرور ہو۔

(ii) ہر گاؤں کی مسجد میں جا کر نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ علاقے کے مسائل، جرائم پر ڈسکشن اور لوگوں کا تعاون حاصل کرنا۔ تھانے کا نمبر اور اپنا ذاتی موبائل نمبر لوگوں کو دینا۔

(iii) متعلقہ بیٹ کے گاؤں کے منشیات فروشوں کی لسٹ مرتب کرنا۔

(iv) جُوا باز، دھوکہ باز، ملاوٹ کرنے والوں کی لسٹ مرتب کرنا۔

(v) تمام NGOs جو علاقہ میں کام کر رہی ہیں مکمل ڈیٹیل کے ساتھ تحریر کرنا۔

(vi) بیٹ کے تمام ہائی، پرائمری، مڈل سکولوں برائے طلبہ وطالبات کی فہرست مرتب کرنا۔متعلقہ ہیڈ ماسٹر، پرنسپل کے نام اور موبائل نمبرات حاصل کرنا۔

(vii) موبائل ٹاورز کتنے ہیں اورکون کون سی کمپنیوں کے ہیں۔

(viii) چوروں،نقب زنوں اورٹمبرسمگلران کی فہرست مرتب کرنا۔

(ix) مفروروں کی فہرست ان کے رشتہ داروں کی تفصیل اورمفروروں کی موجودہ پوزیشن۔

(x) دینی مدرسے برائے طلبہ طالبات کتنے ہیں اورکون کون سے مسلک کے ہیں؟

(xi) بیٹ میں سرکاری پراجیکٹس اگر برسر پیکار ہیں اُن کا ذکر۔

(xii) پنشن یافتہ پولیس افسران اوردیگراعلیٰ سرکاری افسران کے نام وموبائل نمبرات تحریر کرنا۔

(xiii) پولیس پبلک لیزان کونسل اورDRC کےممبران کے نام اورموبائل نمبرات تحریر کرنا۔

(xiv) متعلقہ گاؤں کے موجودہ آبادی کے متعلق تحریر کرنا۔

(xv) جس گاؤں میں جرائم زیادہ ہیں اس کی وجوہات اورحل کے لیے تحریر کرنا۔

(xvi) مویشی چوروں کی لسٹ مرتب کرنا۔

(xvii) باہر سے آئے ہوئے لوگوں کی تفصیل مرتب کرنا۔

(xviii) گاؤں میں سہ ماہی،ششماہی اورسالانہ تقریبات اورمدرسوں کے دستار بندیوں کی رپورٹ تحریر کرنا۔

(xix) ہرایک گاؤں میں ماہوارتمام لوگوں کی میٹنگ منعقد کرنا۔لوگوں کے مسائل تحریر کرکے DPO کو پیش کرنا۔

(4) بڑے جرائم کے ماخذ زن،زر،زمین،منشیات اورٹمبر سمگلنگ ہیں۔ان جرائم کوکنٹرول کرنے کے لیے تھانہ جات میں بیٹ سسٹم موجود ہے مگر برائے نام۔ نہ پولیس آفیسر کواپنے بیٹ کا پتہ ہے نہ ہی وہ علاقہ میں جاتا ہے۔اسی وجہ سے جرائم میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

(5) بیٹ سسٹم کو فعال بنانے کے لیے سب سے پہلے گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر تھانہ 9 بیٹوں پر مشتمل ہے تو اس وقت تھانے میں آپریشن کے لیے صرف ایک موبائل ہے۔ اگر بیٹ سسٹم فعال بنایا جائے تو بیٹ آفیسر علاقے میں جانے کے لیے گاڑی مانگے گا۔ لازمی امر ہے کہ وہ کسی بارسوخ آدمی سے یا پھر ٹرانسپورٹ اڈہ سے گاڑی کا بندوبست کرے گا اور یہ صرف ایک مرتبہ نہیں بیٹ آفیسر کو کسی گاؤں میں 15 دن میں لازمی جانا ہوگا۔ اگر اس کی بیٹ میں 18 گاؤں ہیں تو وہ روزانہ کے حساب سے علاقہ میں ہوگا۔ اس کے لیے اگر کسی تھانے کی 9 بیٹ ہیں تو 9 سرکاری گاڑیاں ہونی چاہئیں۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو میرا مشورہ ہے کہ تھانہ جات اور پولیس لائنز میں بہت قیمتی مالمقدمہ گاڑیاں ہیں جو مالک کو ناقابل واپسی ہیں لہذا پولیس بورڈ میں اے آئی جی لیگل اور ایڈووکیٹ جنرل کے مشورے سے ایسی گاڑیوں کو تھانے کی بیٹوں پر تقسیم کیا جائے۔ ان کا پٹرول/ڈیزل ریگولر قانون سازی کر کے ریگولر POL کوٹہ سے برآمد کیا جائے۔ ایک تو یہ گاڑیاں بھی خراب ہونے سے بچ جائیں گی دوسری بات یہ کہ بیٹ سسٹم فعال ہو کر جرائم میں کمی آئے گی۔

(6) زن، زر، زمین، منشیات اور ٹمبر سمگلنگ جو جرائم کے ماخذ ہیں۔ ایسے جرائم کو روکنے کے لیے تھانے کی سطح پر ایک ASI یا SI بیٹ آفیسر کے ساتھ ایک یا دو IHC بھی ہونا چاہئیں تاکہ اگر بیٹ افسر بیمار ہو یا چھٹی پر ہو تو بیٹ سسٹم کی فعالیت میں کوئی فرق نہ آئے۔

(7) بیٹ آفیسر کو جو پہلا کام کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اس گاؤں کے پبلک لیزان کونسل مشران جو پہلے سے بنا ہوا ہے ملنا چاہیئے۔ اُن سے اس گاؤں کے مسائل اور جرائم پر ڈسکشن کر کے ایک خلاصہ رپورٹ SHO اپنی رپورٹ کے ساتھ SDPO متعلقہ کو ارسال کر کے DRC کے ذریعے اُن مسائل کے حل کی سفارش کرے گا اور SDPO قانونی طور پر وہ مسائل تھانہ متعلقہ کے DRC چیئر مین کے پاس بھجوائے گا۔ اور اسی طرح DRC میں ان کی سماعت شروع ہو کر مسائل بخیر خوبی حل ہو جائیں گے۔ معاشرہ قتل مقاتلہ اور دیگر بڑے نقصانات سے بچ جائے گا۔

(8) بیٹ میں کچھ ایسے مسائل بھی ہوں گے جو لیزان کونسل حل کر سکتے ہیں وہ خود بخود لیزان کونسل کو حوالہ کر کے SHO کو رپورٹ ارسال کرے گا۔

(9) بیٹ میں موجود تاجر مارکیٹ، بازار کے صدر کے ساتھ ملاقات کر کے ہو سکے تو تمام دکانداران کے ساتھ میٹنگ کر کے CCTV کیمرے اور چوکیدار رکھنے پر زور دیں گے اور اگر وہ ٹال مٹول سے کام لیں گے تو سیکیورٹی کے متعلق دفعات اور ایف آئی آر کا حوالہ دے کر ان کو متنبہ کیا جائے تا کہ مسئلہ حل ہو۔ ان کے جو جائز مسائل ہیں جو پولیس حل کر سکتی ہے تو اس کی ایک رپورٹ اپنی سفارشات کے ساتھ SHO کو اور اگر معاملہ DC یا دیگر سرکاری اداروں کے حل کرنے کا ہے تب بھی SHO کی وساطت سے ان کے نوٹس میں لانا چاہیے۔ اپنے سرکل SDPO کو بھی اس بارے میں رپورٹ کا پی بھیج کر مطلع کیا جائے۔

(10) اگر بیٹ میں سکول، کالجز ہیں تو باقاعدہ جا کر ان کو سیکیورٹی پر لیکچر دینا چاہیے اور ان کو سیکیورٹی ایکٹ CCTV کیمروں اور چوکیداروں کے متعلق بتانا چاہیے۔ کالج سٹاف کے ساتھ برادرانہ تعلق رکھیں۔

(11) بیٹ میں مدرسہ ہے تو جا کر طلبہ کو اور سٹاف کو اسی طرح سیکیورٹی اور اسلامک پوائنٹ آف ویو سے لیکچر دیں۔ مدرسے کے مہتمم کا تعاون حاصل کریں اور آئندہ ان کے پروگرامات، دستار بندی وغیرہ میں شامل ہو کر یہ تاثر دیا جائے کہ پولیس آپ کے بھائی، آپ کے دوست اور خیر خواہ ہیں۔

(12) گاؤں کے نوجوانان پر مشتمل ایک ویلفیئر تنظیم بنانی چاہیے کہ وہ اس گاؤں کے فائدے کے لیے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد پر زور دینا چاہیے۔

(13) بیٹ کے ریٹائرڈ پولیس، آرمی اور ایف سی اہلکار کو طلب کر کے ان سے گاؤں کے مسائل اور ان کے حل پر توجہ دینی چاہیے اور ان اہلکار کی جائز خدمت اگر ہو تو مشکل دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ان کے موبائل نمبر اپنے پاس ڈائری میں لکھنا ضروری ہے۔

(14) بیٹ کے علماء مساجدوں کا تعاون انتہائی ضروری ہے۔ کسی ایک مسجد میں ان کو اکٹھا کر کے ایک علماء کونسل تشکیل دی جائے تا کہ بروقت کام آ سکے۔ ان علمائے کرام کے نمبرات نوٹ بک میں نوٹ کریں۔ علماء کی بات ہر جگہ مانی جاتی ہے لہذا ان کو ترجیح دی جائے تا کہ آنے والے مشکل وقت میں ان سے مدد لی جائے۔

(15) اگر ضروری ہو تو بیٹ کے متعلقہ گاؤں کے لیے ٹھیکری پہرہ کا بندوبست کیا جائے جو بخوشی خود رات کو گاؤں کی چوکیداری گشت کے لیے تیار ہوں۔ ایک ناظم، نائب ناظم ٹھیکری پہرہ لگا کر گاؤں کی سیکورٹی کا بندوبست ہو سکے ان کو اسلحہ پاس رکھنے کے لیے SHO کی جانب سے پرمٹ جاری کیا جائے۔ تاہم یہ اسلحہ پھرانا صرف رات کے وقت ہو کسی اور مقصد یا دوسری جگہ کے لیے اس اسلحہ کو استعمال کرنے کی اجازت نہ ہو۔

(16) ٹمبر سمگلنگ کی روک تھام کا ذمہ فارسٹ والوں کا ہے۔ تاہم وقتی طور پر لیزان کونسل ممبران اس کی روک تھام کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں منشیات فروشی جوا بازی وغیرہ کی روک تھام بھی متعلقہ لیزان کونسل کی ذمہ داری ہے۔ تاہم اگر کوئی باز نہ آجائے ان مکروہ دھندوں سے تو قانونی طور پر ان کے خلاف Crpc55/110 یا 3MPO پر اسکیوشن سے مشورہ کر کے کرنا چاہیے۔ بلکہ لیزان کونسل تمام لوگوں کو متنبہ کریں کہ ایسے جرائم پیشہ جو باز نہیں آتے تو ان کے غم اور خوشی میں لوگ شرکت نہ کریں اور بیٹ آفیسر سے سخت دفعات لگا کر ان کو قانون کی گرفت میں لائے۔ اس کے ساتھ نارکوٹکس حکام کو بھی مطلع کریں تا کہ ان کے خلاف وہ بھی حرکت میں آجائے۔

38 سالہ سروس کا تجربہ ہے کہ ہمارے ساتھ بیٹ سسٹم فعال نہیں ہے۔ بدیں وجہ روز بروز جرائم میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک اور بات مشاہدہ میں یہ آئی ہے کہ جو بیٹ آفیسر ASI یا SI ہوتا ہے وہ اپنے اختیارات سے لاعلم ہوتا ہے کام کو جانتا نہیں وہ ہماری ناقص ڈی پی سی سسٹم کا شاخسانہ ہے۔ ایک آفیسر حوالدار بننے کے قابل نہیں ہوتا اس کو سب انسپکٹر ترقیاب کر کے تھانے کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور جو کوئی بیٹ آفیسر دیدہ دانستہ بیٹ سے بے پرواہ اور گھر جانے کا شوقین ہوتا ہے اپنی بیٹ اور معززین سے لاعلم ہوتا ہے اس کو ریورڈ کر کے کسی مناسب آفیسر کو تعینات کیا جائے اور یہی حکم اسلام کا بھی ہے۔

(17) بیٹ آفیسر اپنے بیٹ میں موجود سیاسی ورکرز، صحافی برادری، قائدین، میڈیا گروپس اور این جی اوز برسرِ پیکار کا تعاون بھی حاصل کرے گا۔ ان کو دعوت دے گا کہ کمیونٹی کی بہتری کے لیے آگے آئیں اور پولیس کی مدد کریں۔ بیٹ آفیسر معاشرے کی بہتری کے لیے متواتر جو بھی قدم اٹھائے رپورٹ اپنے سرکل آفیسر کی وساطت سے ڈی پی او کو ارسال کریں اور ڈی پی او کو چاہیے کہ پولیس کی اِمیج کی بہتری کے لیے سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر باقاعدہ تسلسل کے ساتھ مشتہر کریں۔

(18) گورنمنٹ کو چاہیے کہ کمیونٹی سسٹم اور ڈی آر سی کو بہتر چلانے کے لیے پبلک ریوارڈ فنڈ، پبلک ویلفیئر فنڈ کے ساتھ لیزان کونسل، ڈی آر سی ممبران کے لیے معاوضہ بھی مقرر کریں۔ اور ہر پولیس بیٹ آفیسر، سرکل آفیسر کے لیے کاسٹ آف اپریشنل ایکٹیویٹیز بھی مقرر فرمادیں تاکہ یہ افسران کسی کے محتاج نہ ہوں۔

کمیونٹی پولیس کا ذاتی تجربہ اور **100%** مفید نتائج

اللہ جل جلالہ کا لاکھ شکر ہے کہ میں محکمہ پولیس میں مورخہ 28-04-1983 کو بحیثیت سپاہی بھرتی ہوا۔ دوران سروس پولیس کے چاروں کورسز ریکروٹ، لوئر، اِنٹرمیڈیٹ، اَپر میں آل راؤنڈ کیڈٹ کی بہترین پوزیشن حاصل کر کے صوبہ بھر میں اول رہا۔ مورخہ 01-03-2002 کو بحیثیت SHO تھانہ اُرمڑ ڈی ویپنائزیشن کمپین (معاشرے کو اسلحہ سے پاک کرنے کی مہم) میں پورے پاکستان میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر صدر پاکستان جنرل پرویز جنرل پرویز مشرف نے صدارتی ایوارڈ اور مبلغ 2 لاکھ روپے انعام سے نوازا۔ جبکہ بحیثیت ڈی پی او اَپر دیر 1600 راضی نامے کرانے اور ضلع کو جرائم سے پاک کرنے کے صلے میں وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا محمود خان نے "بابائے امن خیبر پختونخوا" کا ایوارڈ دیا۔ یوں 38 سال نوکری کر کے مورخہ 09-04-2021 کو ایس ایس پی ریٹائرڈ ہوا۔

میں نوکری کے ابتداء ہی سے اس کا قائل تھا کہ عوام کی مدد کے بغیر علاقہ میں جرائم کا خاتمہ اور امن قائم نہیں ہوسکتا لیکن بدقسمتی سے ہمارا پولیس نظام خادمیت پر نہیں حاکمیت کے تصور نے عوام کو ہم سے کوسوں میل دور کیا۔ معاملہ اس حد تک پہنچا ہے کہ 100 بندوں میں سے ایک ہوگا جو پولیس کے حق میں ہوگا۔ اس کے بھی پولیس سے کوئی مفاد وابستہ ہوں گے۔ یہ تجربہ میں نے خود بھیس بدل کر چند گاؤں، حجروں، محفلوں کا دورہ کر کے پولیس کے متعلق لوگوں کی رائے حاصل کی۔ ایسا کیوں ہے؟ کیا ہم اپنے آپ کو نہیں بدل سکتے کہ یہی لوگ جرائم کے خاتمے میں ہماری مدد کر کے دل کی خلوص سے ہماری تعریف کریں؟ ہاں یہ تجربہ ہوا بھی ہے مرحوم ناصر خان درانی سابق آئی جی پی کے دور میں میری تحقیق کے مطابق پولیس کی تاریخ میں ایسا آئی جی نہ اس سے پہلے گزرا ہے اور نہ بعد میں امکان ہے۔ ہماری دُعا ہے اللہ کرے کہ اُن جیسا آئی جی پی اِس فورس کا کمانڈر آ جائے۔ اس کے دور میں خیبر پختونخوا پولیس کے نہ صرف پاکستان میں بلکہ باہر ممالک میں بھی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ لوگ سپاہی سے پیار کرتے تھے۔ سالہا سال کی نفرتیں ختم ہوئی تھی۔

پولیس اورعوام ایک دوسرے کے دست بازو بن چکےتھے مگر افسوس صد افسوس ان کے جانے کے بعد ان کے جاری عوام دوست منصوبوں کو ہمیشہ کے لیے بند کر کے عوام اور پولیس کے درمیان پھر سے نفرت نے پنجے گاڑھ لیے اور تا حال یہی حال ہے۔ تفصیل سے ڈسکس کروں گا کہ عوام اور پولیس کے درمیان دیوار کیوں حائل ہے؟ اس کو کس طرح ہٹایا جا سکتا ہے؟ ناصر خان دُرانی مرحوم نے پولیس کو صحیح معنوں میں عوام کی خادم بنانے کے لیے سینکڑوں پالیسیاں بنائیں جن میں خاص کر PAS، PAL، DRCانوسٹی گیشن سکول، آئی ٹی سکول، ایکسپلوزو سکول، سی ٹی ڈی، کینائن یونٹ، صوبے میں مختلف پولیس تربیت گاہیں، آپریشن گائیڈ لائنز، پالیسی گائیڈ لائنز بنائے۔ تاہم پولیس کو عوام کے صحیح معنوں میں خادم بنانے میں PAS، PAL، DRC لیزان کونسل پر خصوصی روشنی ڈالوں گا کہ ان یونٹس کا کام کیا ہے۔ اور پرامن علاقے کے لیے کیوں ضروری ہے۔ لیکن سب سے پہلے میں اپنے فرسودہ نظام کا ذکر کروں گا جو لارڈ میکالے قوانین نے ایک پولیس آفیسر کو خادم نہیں بلکہ حاکم بنایا ہے۔

عوام کی پولیس سے جو شکایت ہیں اُن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(i) پولیس کرپٹ ہے۔

(ii) لوگوں کی بے عزتی اور تشدد کرتی ہے۔

(iii) دفعہ 107، 109 Crpc کا بے جا اور ظالمانہ استعمال کرتی ہے۔

(iv) مخالف فریق سے رقم لے کر بوگس مقدمات درج کرتی ہے۔

(v) بغیر کسی دفعہ کے لوگوں کو کئی کئی دن حوالات میں رکھتی ہے۔

(vi) لوگوں کو گالیاں دیتی ہے۔

(vii) ناقص تفتیش کر کے بے انصافی کرتی ہے۔

(viii) لوگوں کی رپورٹ خاص کر چوری، ڈکیتی کو درج نہیں کرتی۔

(ix) زمین، پانی کے مسائل حل نہیں کرتی، کہتے ہیں کہ سول کیس ہے۔

(x) بلا جواز لوگوں کے گھروں پر چھاپہ زنی کرتی ہے۔

(xi) چرس کے بوگس مقدمہ درج کرتی ہے۔

(xii) سمگلران کے ساتھ مل کر ٹمبر مافیا بن جاتی ہے۔

واقعی ان شکایات میں کچھ حقیقت بھی ہے۔تاہم سب سے بڑی خرابی اس سسٹم میں "پراگرس" کی بھی ہے۔جس کا حکم اوپر سے ہوتا ہے۔ اس پراگرس کی وجہ سے ایماندار پولیس افسران بھی بے ایمان بن جاتے ہیں۔"پراگرس" سے مراد وہ ریکوری (برآمدگی) ہے جو ڈی آئی جی اور ڈی پی او میٹنگ میں ماہوار، سہ ماہی، ششماہی، اور سالانہ میٹنگ میں پچھلے سال کے ماہوار، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ برآمدگی یعنی پراگرس سے موازنہ کرتے ہیں۔اور ہدف کو پورا کرنے کے لیے پھر ہم اپنے اختیارات ناجائز طور استعمال کرتے ہیں جس سے عوام کے دلوں میں پولیس کے لیے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پر گزشتہ ماہ چرس ریکوری 5 کلوگرام، اسلحہ ریکوری 3 کلاشنکوف اور 5 پستول تھے تو اس ماہ چرس ریکوری 6 کلوگرام، اسلحہ 5 کلاشنکوف اور 6 پستول وغیرہ ہونا چاہیے۔ریکوری منفی میں نہ ہو بلکہ پلس (+) میں ہو۔ اسی طرح سہ ماہی اور ششماہی، سالانہ کا بھی یہی طریقہ کار مقرر ہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ریکوری کو + میں شو کرنے کے لیے ہم کسی سے 10 گرام چرس برآمد کرتے ہیں اس کے پیچھے 100 یا 150 گرام لکھتے ہیں۔اسلحہ ریکوری + میں شو کرنے کے لیے 12 بور اور 303 بور رائفلز برآمدگی کے لیے غریب لوگوں کے گھروں پر چھاپے مار کر اپنا ہدف پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے عوام کا پولیس پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

سوات میں ڈی ایس پی ہیڈکوارٹر تھا۔DPO ہر ایک ماتحت اعلیٰ سے ہفتہ وار کارکردگی ڈائری طلب کرتا تھا جس کی اسلحہ ریکوری یا منشیات ریکوری نہ ہوتی تھی۔اس سے جواب طلبی کے لیے شوکاز جاری کرتا۔مینگورہ بازار میں اسلحہ ڈیلر جو کہ میرا تعلق دار تھا اس نے مجھے کہا کہ فلاں ASI میرے پاس آیا اور کہا کہ اس ہفتے میری ریکوری نہیں DPO معاف نہیں کرے گا۔لہذا ایک خراب زنگ آلود بے کار پستول دے دیں جس پر وہ کسی کے خلاف FIR درج

کر کے اپنے آپ کو سزا سے بچائے۔ یہی پراگرس کا نقصان ہے۔اسی طرح ایک کرپٹ ایس ایچ او پراگرس غیر طور طریقوں سے بڑھاتا ہے اس کے بعد ایماندار ایس ایچ او اوس تھانے میں ٹرانسفر ہو جائے اس کی پراگرس ریکوری کم ہوتی ہے۔اسی طرح اس کو بالا افسران اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے۔اس قسم کی پراگرس کو ختم کرنا ہوگا تاکہ عوام سکون میں ہوں اور پولیس کو تہہ دل سے تسلیم کریں اور قدر کریں۔

عوام کب آپ سے مطمئن ہوں گی وہ کون سا طریقہ کار ہے جو آپ اپنائیں جس سے عوام پولیس سے محبت کریں اور نفرت کی فضا ختم ہو اور جرائم کنٹرول ہو۔معاشرے میں امن وامان ہو۔ بوڑھے، بچے، عورتیں جوان سب پولیس کی تعریف اور مدد کریں۔ آیئے میں اپنا طریقہ کار پیش کرتا ہوں جس کو اپنا کر اور ماتحت پولیس افسران کو اس طریقہ کار پر کاربند رکھ کر امن اور خوشحالی کا صفر جاری کریں۔

ویسے تو میں 1983 سے سپاہی بھرتی ہوں لیکن عملاً عوام کی بہترین خدمت کا موقع مجھے 2000 سے ملا جب میں SHO حیات آباد، SHO تاتارا اور بعد میں SHO اُرمڑ رہا۔اُرمڑ کے علاقہ میں پرانی خونی دشمنیاں انتہائی زیادہ تھی اور روز بروز قتل مقاتلہ نے پولیس کے بالا افسران کو پریشان کر رکھا تھا۔اس وقت SSP پشاور ڈاکٹر سلیمان خان تھے۔ایک دن SSP صاحب نے مجھے طلب کر کے کہا کہ چند دنوں سے اُرمڑ کے لئے موزوں SHO کی تلاش میں ہوں کوئی SHO وہاں پر ٹھرنا پسند نہیں کرتا۔

مجھے کہا کہ آپ سپاہی سے اس عہدے تک پہنچے ہیں۔ مجھے یقین ہے کے اگر آپ کو SHO اُرمڑ لگاؤں تو پولیس کی عزت میں اضافہ ہوگا اور جرائم از قسم قتل مقاتلہ کنٹرول ہوجائے گا۔ میں نے انکار نہیں کیا اور یوں 01/10/2000 کو میرا آرڈر بحیثیت SHO اُرمڑ ہوا اور یہاں سے میں نے عوام کی بہترین خدمت کا معراج حاصل کیا۔میں نے جب SHO تھانہ اُرمڑ کا چارج لیا تو درج ذیل ابتدائی اُمور پر کام شروع کیا۔

(1) سب سے پہلے اپنے تھانہ سٹاف کی میٹنگ کی۔ جو ابتدائی بات میں نے کی وہ یہ تھی کہ کرپشن اور عوام کی تذلیل ناقابل برداشت ہوگی۔ایسے پولیس آفیسر کو میری موجودگی میں نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

(2) علاقہ کے دشمنوں کی فہرست طلب کی۔

(3) چور چکار، ڈکیت، راہزنوں کی فہرست طلب کی۔

(4) ہر گاؤں کے چیدہ چیدہ معززین کی فہرست طلب کی۔

(5) آئمہ مساجد کی فہرست اور موبائل نمبرات طلب کیے۔

(6) پولن بیٹ سسٹم کو از سرِ نو بحال کیا ہر ایک HC،ASI کو مختلف گاؤں کے بیٹ آفیسر لگائے گئے۔

(7) ہر بیٹ آفیسر کو ہدایت کی کہ وہ اپنے پاس ڈائری میں تمام ناظمین، کونسلرز، معززین علاقہ، لیزان کونسل وغیرہ وغیرہ کے ایڈریس اور موبائل نمبرات درج کریں۔

(8) ہر ایک ASI بیٹ آفیسر کا فرض ہوگا۔ کہ روزانہ اپنی بیٹ کے ایک مسجد میں جا کر جمع کے ساتھ نماز پڑھے گا اور بعد میں لوگوں کو خطاب فرمائے کہ آپ لوگوں کا بیٹ آفیسر ہوں گاؤں کے جرائم کی پیشہ لوگوں کے متعلق اس کی مدد کریں۔

(9) جس گاؤں میں کوئی غیر سیاسی تقریب ہوگی بیٹ آفیسر موجود ہوگا۔ ساتھ ایس ایچ او بھی جا کر عوام کے درمیان بیٹھے گا اور عوامی مفاد کی خاطر کسی موضوع پر خطاب کرے گا۔

(10) ہر ایک گاؤں میں 7 افراد پر مشتمل لیزان کونسل بنایا۔ ٹوٹل 152 لیزان کونسل بنائے جس میں علماء کو بھی شامل کیا گیا تمام لیزان کونسل 1046 ممبران پر مشتمل تھے۔

(11) علاقے کے تمام علماء کو تھانے کی مسجد میں طلب کر کے میں نے علاقے کے لیے اپنا ایجنڈا اِن کے سامنے رکھا اور علماء سے مفید مشورے بھی لیے۔ اور یوں علماء کو لیزان کونسل میں شامل کیا گیا۔ ہر گاؤں کی دشمنیوں کی فہرست لیزان کونسل کو حوالہ کر کے ان سے درخواست ہوئی کہ خود بخود اس میں جرگے شروع کریں۔۔ لہذا میرے 2 سال پیریڈ میں الحمدللہ 545 راضی نامے ہوئے جس میں بڑے بڑے قتل مقاتلہ کی دشمنیاں سرِ فہرست تھیں۔ پورے علاقے میں 1064 لیزان کونسل ممبران نہایت دلجمعی اور دلچسپی کے ساتھ مصروف تھے۔ ایک ایسی دشمنی بھی تھی جو اچانک بن گئی۔ کرکٹ کے تنازعہ پر بچوں کے ساتھ بڑے بھی میدان میں کُود گئے۔ 5 افراد قتل اور 2 زخمی ہوئے۔ نہایت مختصر عرصہ 9 دن بعد ہم نے اس میں راضی نامہ کر کے مزید نقصان سے عوام کو بچا لیا۔

(12) تھانہ سٹاف خاص کر تفتیشی افسران کو ہدایت کی تھی کہ ایف آئی آر کے اندراج کے بعد صحیح تفتیش کر کے لبدہ ملوث ملزم یا ملزمان کو گرفتار کیا جائے اگر مقدمہ جھوٹا نکلے تو خارج کر کے مدعی کے خلاف کاروائی زیر دفعہ 211 PPC کر کے استغاثہ عدالت ارسال کریں۔

(13) محرر کو ہدایت ہوئی کہ تھانہ میں جو کوئی بھی آئے عزت واحترام سے ان کے ساتھ بات چیت کریں۔ معمولی معمولی مسائل فوراً حل کرنے کی بھرپور کوشش کریں جو نہ ہو سکے میرے نوٹس میں لائیں۔

(14) جوڈیشری کے ساتھ نہایت اچھا تعلق رہا۔ علاقہ مجسٹریٹ نے میری استدعا پر تھانہ اُرمڑ میں کیمپ کورٹ لگا کر ایک ہی دن میں 200 کیسوں کا جو معمولی نوعیت کے لیے ڈسپوزل کیا۔

(15) علاقہ میں سڑک، سکول، ٹرانسپورٹ، پانی جیسے مسائل پر عوام کے ساتھ رہا اور متعلقہ محکمہ کو رپورٹ کرے تا کہ وہ آئیں اور مسئلہ حل کریں۔ بدیں وجہ بھی لوگ پولیس کی تعریف کرتے تھے۔

(16) لیزان کونسل کے تمام 152 کمیٹیوں کی سربراہ مولانا گلاب مہتمم دارالعلوم نعمانیہ اُرمڑ کو دی تھی جنھوں نے احسن طریقے سے اپنی ذمہ داری نبھائی اور حقیقت یہ ہے کہ علاقے کے امن میں انہوں نے بیش بہا حصہ لے کر اپنا کردار ادا کیا۔ جن کا میں مشکور ہوں۔ علاوہ ازیں طور پر ملک (مرحوم) خان محمد حاجی (مرحوم)، مولانا خلیل احمد (مرحوم)، حافظ بادشاہ گل (مرحوم) ناظم ملک نثار خان، ڈی ایس پی ریٹائرڈ ادم خان، مولانا عبدالمالک اُرمڑ میانہ جیسی ہستیوں نے میرا خوب ساتھ دیا اور بڑی بڑی دشمنیوں میں راضی نامے ان کی بدولت انجام پذیر ہوئے۔

(17) جن جرائم میں پولیس کے پاس ضمانت کا اختیار تھا میں نے تمام افسرآن کو کہا تھا کہ ان کو ایک گھنٹہ کے لیے بھی حوالات میں نہ ڈالیں بلکہ ان کو فوراً ضمانت پر رہا کریں۔

(18) چھاپہ زنی اگر ضروری ہو تو قانون کے مطابق لیڈیز پولیس ہوں گی۔ متعلقہ ناظم یا کونسلر ساتھ ہو گا اور گھر کا فرد بھی ہوگا۔

اِن اصلاحات کی وجہ سے عوام کی نظروں میں پولیس کی اچھی تصویر پیش کی گئی۔ 2001ء میں صدر جنرل پرویز مشرف نے حکم کیا کہ معاشرہ کو اسلحہ سے پاک کرنے کے لیے 3 ماہ کمپین ہوگا جو ایس ایچ او زیادہ اسلحہ جمع کرے گا اس کو صدارتی ایوارڈ اور انعام دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ میرے ساتھ علاقہ میں افغان مہاجرین کے سات کیمپ تھے جو حزب اسلامی کے مولانا گلبدین حکمتیار کے انڈر تھے۔ مہاجروں کے ساتھ نہایت اچھا رویہ رکھا جہاں تک ہوسکا ان کی مہمان نوازی کی۔ اسلحہ کی اس مہم میں عام پبلک کے علاوہ گلبدین حکمتیار کے حکم پر ان کے کمانڈر قطب الدین ہلال نے سات ڈاٹسن اسلحہ کی بھری ہوئی ہمیں حوالہ کیں۔ جس میں سینکڑوں کلانشکوف، ایم سولہ، اینٹی ٹینک مائنز، طیارہ شکن، میزائل ہمیں حوالہ کیے۔ عوام اور افغان مہاجرین کی بے پناہ محبت کی بدولت جو اسلحہ انہوں نے ہمیں حوالے کیا تھا۔ وزارت داخلہ اسلام آباد میں جب تمام صوبوں کی اسلحہ تعداد کو دیکھا گیا تو میں پورے پاکستان میں فرسٹ آیا۔ اس وجہ سے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے مجھے صدارتی یوارڈ کے ساتھ ساتھ 2 لاکھ روپے انعام بھی دیا اور سرٹیفیکیٹ بھی عطا کیا۔

میری 38 سالہ سروس ایک طویل داستان ہے تاہم یہاں پر میں چاہتا ہوں کہ صرف ان پیریڈز کا مختصر ذکر کروں جو مکمل طور پر عوام کے ساتھ گزار چکا ہوں اور اس سے میرا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ میرے پولیس بھائی میرے ان گزرے ہوئے پیریڈز سے کوئی سبق حاصل کر کے کمیونٹی پولیسنگ کو ترجیح دیں۔

2015ء میں بحیثیت ایس پی پروموٹ ہوا۔ ناصر خان دُرانی (مرحوم) سابق آئی جی پی نے مجھے ایس پی انکوائری انسپکشن خیبر پختونخوا لگایا۔ ساتھ نئے سسٹم (Pas-Police Access Service) کا سربراہ بھی بنا یا۔ اس سسٹم کا کمیونٹی پولیسنگ میں 70% حصہ تھا۔ انتہائی پائیدار اور مفید سسٹم جواب بھی ہے مگر برائے نام ہے۔ اس سسٹم کی افادیت کا علیحدہ مضمون کے ساتھ تفصیلی ذکر کروں گا۔ یہاں سے آٹو میٹک متعلقہ ایس ڈی پی او کو جاتا اور 7 سے 15 دن میں اس سے جواب طلب کیا جاتا تھا۔ بحیثیت سربراہ PAS پولیسنگ اور شکایت کنندہ کو سی پی او اپنے آفس طلب کرتا بوقت ضرورت اور مسئلے کا حل نکالتا۔ صرف 3 ماہ میں 1850ء پینڈنگ کمپلینٹس پر کارروائی ہوکر عوام کو ریلیف دیا۔

پورا ایک سال اس سسٹم کی خودنگرانی کرتا رہا۔ ڈسٹرکٹ میں قتل وغارت اور خاص کر راہزنی اور ڈکیتیاں معمول

بن چکا تھا۔ جاوید خان ڈی پی او تھے۔ روز بروز معاملات خراب ہوتے گئے تو آئی جی پی ناصر خان دُرانی (مرحوم) نے مجھے اپنے آفس طلب کر کے کہا کہ میاں کرک کے حالات سے پریشان ہوں۔ اگر آپ کو کرک کا ڈی پی او لگاؤں تو مجھے یقین ہے کہ آپ حالات کو کنٹرول کر کے پولیس کی ساکھ کو بڑھائیں گے۔ میں نے آمادگی ظاہر کر کے 16-01-2016 کو ڈی پی او کرک کا چارج سنبھالا پورا ایک ہفتہ راہزانی، چوری، نقب زنی کا دور چلتا رہا، میں نے اسباب معلوم کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ ان کی دو وجوہات ہیں۔

(1) 80 کے قریب چور، راہزن مدعیان کے ساتھ راضی نامہ پر اور پولیس کی کمزور تفتیش کی وجہ سے رہا ہو کر دوبارہ انہوں نے جرائم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ میں نے جرائم پیشہ کو صحیح قانون کی زد میں لایا اور تفتیش سسٹم کو مضبوط کیا۔ پولیس کے حق میں اظہار تشکر ریلی نکالی جس کی قیادت اپوزیشن لیڈر مولانا میرزا قم کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں نے اپنے سسٹم پر کام شروع کیا۔

(i) پورے ضلع کرک میں ہر گاؤں میں 7 افراد پر مشتمل لیزان کونسل قائم کیا جس میں علماء کو بھی شامل کیا گیا اور اختیارات تفویض کیے گئے۔

(ii) دو فریقین کے درمیان راضی نامہ

(iii) ہوائی فائرنگ کا سد باب

(iv) جرائم پیشہ افراد کے متعلق ڈی پی او کو انفارمشن

(v) منشیات فروشوں پر کھڑی نظر رکھ کر پولیس کی مدد کرنا۔

(vi) قمار بازی کا سد باب وغیرہ

(2) الحمد اللہ! دو سال پیریڈ میں 783 راضی نامے ہوئے جس میں گڈی خیل صوبیدار ایوب فریقین کا تصفیہ جو 24 سال سے جاری تھا۔ جس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئی تھیں وہ حل ہوا۔

(3) ہر سرکل میں بذات خود جا کر لیزان کونسل کے ساتھ میٹنگ کرتا۔ ان کی سفارشات کو عملی جامہ پہناتا۔ خصوصاً علماء کے پاس علیحدہ مدرسوں اور مسجدوں میں جا کر ان کا تعاون حاصل کرتا رہا۔

(4) ہر تھانے کا ایس ایچ او اور بیٹ آفیسر عوام کے درمیان ہوتا تھا۔ گاؤں کی مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کے بعد اپنا تعارف کرواتا اور لوگوں کے مسائل معلوم کر کے حل کرنے کی کوشش کرتا۔

(5) علماء مجھے مدرسوں میں مختلف پروگراموں دستار بندی وغیرہ میں مدعو کر کے دن رات ان کے ساتھ ہوتا رہا۔ اپنا ذاتی موبائل نمبر عام کیا تھا اور لوگ مجھے سیکرٹ انفارمشن دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کرک کی عوام میرے پیریڈ کو اب بھی یاد کرتے ہیں۔

دیر بالا میں بحثیت ڈی پی او ڈھائی سال کا مثالی پیریڈ

(1) 24-06-2018 کو میں نے بحثیت ڈی پی او دیر بالا حاضری کی۔ جرائم کے چارٹ پر نظر ڈال کر قتل، اقدام قتل اور دیگر جرائم کی نسبت 68% اوپر جا رہا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ جائیداد تھی جو نواب دیر کے وقت سے غیر منقسم پڑا ہے۔

کوئی انتقال، کوئی رجسٹری نہیں ہے۔ زیادہ تر اسٹامپ پیپرز پر خرید و فروخت کی جاتی اہے۔ کرک کی نسبت دیر بالا میں میری پالیسی ذرا تبدیل ہوئی۔ اپنی پالیسی کو وسیع کیا کیونکہ ہر علاقے کے لیے علیحدہ علیحدہ سوچنا ہوتا ہے کیونکہ رسم و رواج، کلچر ار بود و باش ایک جیسا نہیں ہوتا۔

(2) دیر بالا کی 6 تحصیلوں میں گاؤں کی سطح پر 12 اشخاص پر مشتمل لیزان کونسل قائم کیا۔ ہر لیزان کونسل میں علماء کو شامل کیا۔ پورے ضلع میں ٹوٹل 1484 لیزان نمائندہ گان مقرر کیے۔ ان کو جو ڈیوٹیاں حوالہ ہوئی وہ درج ذیل ہیں۔

(i) سب سے پہلے گاؤں میں موجود تنازعات اور بڑی دشمنیاں جرگہ کے ذریعے حل کرنا۔

(ii) منشیات فروشی کا سدباب

(iii) ٹمبر سمگلنگ کا روک تھام

(iv) ہوائی فائرنگ کا روک تھام

(v) جرائم پیشہ افراد کی نشاندہی وغیرہ وغیرہ۔

(2) ہر تھانہ میں موزوں ایماندار ی ایس ایچ او اور سٹاف کی تعیناتی

(3) اپنے دفتر کو شام تک عوام کے لیے کھلا رکھنا اور اپنا ذاتی موبائل نمبر سوشل میڈیا پر مشتہر کرنا۔

(4) پولیس کو متنبہ کیا کہ پراگرس کے لیے کسی کے گھر پر چھاپہ نہ ماریں۔ 303 بور اور 12 بور رائفل وغیرہ پر پرچہ نہ دیں بلکہ واپس کیا کریں کیونکہ غریب لوگ اگر اپنی حفاظت خود کریں تو یہ بھی پولیس کی ڈیوٹی سنبھالتے ہیں۔

(5) میری اجازت کے بغیر ایس ایچ او 506 PPC میں قطعاً مقدمہ درج رجسٹر نہ کریں کیونکہ اکثر اس قسم کی رپورٹس جھوٹی ہوتے تھے اور کافی لوگ عدالتوں میں پیش ہوتے تھے۔ عدالتوں پر بھی بوجھ تھا بے گناہ لوگوں کو پھنسایا جاتا تھا۔

(6) چرس پینے والوں کے خلاف ایف آئی آر درج نہ کریں۔ 50 یا 100 گرام ریکوری ہو اور پینے والا ہو تو ایسے شخص کے خلاف قانونی کاروائی نہ کریں بلکہ اس کو گواہ بنا کر اصل ڈیلر کے خلاف سخت ترین کاروائی کرنی چاہیے۔ ریکارڈ گواہ ہے کہ میرے ڈھائی سال پیریڈ میں دیر میں 4PO یا 9ACNSA کا پرچہ نہیں ہوا۔ بڑے بڑے ڈیلروں کو پکڑ کر سینکڑوں کلوگرام منشیات برآمد کی۔ بڑے بڑے ڈیلروں کو عدالت سے 16 سال قید کی سزا بھی ہوئی۔ ایک سال میں 2832 ایف آئی آر کم ہوئے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ کتنے لوگوں کو ہم نے عدالتوں اور تھانوں کے عذاب سے بچایا اور سینکڑوں لوگوں کو مالی فائدہ ہوا۔

(7) جرم 279/336 پی پی سی میں ایف آئی آر درج نہیں کی جائے بلکہ جہاں پر کوئی تیز رفتاری کرے ٹریفک آفیسر کو بلا کر اس کو ٹریفک چالان دے کر فارغ کیا جائے۔ 279/336 پی پی سی میں جب ہم ایف آئی آر کاٹتے ہیں تو مکمل تفتیش کا عمل شروع ہوتا ہے۔ تفتیشی آفیسر ضمنیات لکھتے ہیں۔ مثل جوڈیشل، مثل پولیس مرتب کر کے چالان مکمل کر کے ملزم کو عدالت میں پیش کرتا ہے۔ ملزم کی گاڑی قبضہ تھانہ میں بطور مال مقدمہ کھڑی کی جاتی ہے۔ اکثر اوقات ملزم 24 گھنٹے حوالات میں گزارتا ہے۔ عدالت اس کو زیادہ سے زیادہ تین سو روپے جرمانہ کرتی ہے لیکن ٹرائل مکمل ہونے کے بعد بعض اوقات پولیس یہ ظلم بھی کرتی ہے کہ ملزم کو ہمراہ چالان نامکمل عدالت میں پیش کرتی ہے اور وہ عدالت سے ضمانت پر باہر آجاتا ہے۔ مثل مقدمہ میں چالان مکمل ہونے کے بعد پراسیکیوشن کے ذریعے عدالت بھجوایا

(8) 406, 489F پی پی سی وغیرہ لین دین کے معاملات میں ایف آئی آر کے بجائے لیزان کونسل سے یا DRC سے مسئلے حل کرتے تھے۔ میرے پیریڈ میں سینکڑوں لین دین کے معاملات جس میں بات قتل مقاتلے تک پہنچتی تھی۔ لاکھوں، کروڑوں روپے کا حساب کتاب لیزان کونسل DRC کے ذریعے حل کر کے فریقین بخوشی ایسے فیصلے قبول کرتے تھے۔ اس میں بھی اگر دیکھا جائے تو عدالتوں پر بوجھ کم ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فریقین کا مالی فائدہ بھی ہوتا ہے۔ ان کی رقم بچ جاتی ہے۔ وکیلوں اور پولیس سے چھٹکارا مل جاتا ہے اور وقت بھی بچ جاتا ہے۔ لوگ ذہنی پریشانی اور قتل مقاتلے سے بچ جاتے ہیں۔

(9) تھانہ جات میں اکثر اس قسم کی رپورٹیں کی جاتی ہیں جو ناقابل دست ہوتی ہے۔ زمین تنازعات، لین دین، مستورات تنازعات وغیرہ وغیرہ۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی صورت میں ایس ایچ او ان کی رپورٹس روزنامچہ میں لکھ کر اسے نقل رپٹ دے کر ہدایت کی جاتی ہے کہ عدالت سے رجوع کریں۔ اس میں پولیس کا کوئی عمل دخل نہیں۔ یہ بات سرے سے غلط ہے عدالتی ٹرائل ایک طویل پراسیس ہے۔ ہاں ان میں ایسے کیسز بھی ہوں گے جو ڈی آر سی یا لیزان کونسل کے ذریعے حل نہیں ہوسکتے۔ بیشک ایسے فریقین کو عدالتوں کا راستہ دکھایا جائے مگر ذاتی تجربہ ہے کہ ایسے ناقابل دست اندازی مقدمات 98% لیزان کونسل اور ڈی آر سی میں حل ہوسکتے ہیں۔ میرے دیراپر پیریڈ میں ایسے 95% تنازعات ہیں جو لیزان کونسل اور ڈی آر سی کے ذریعے حل کر کے لوگوں کو مالی فائدہ دے کر قتل مقاتلہ کی دشمنیوں سے بچایا۔ دیراپر کی عوام اس کی گواہ ہیں۔ دیراپر میں ایسے تنازعات اس لیے زیادہ ہیں کہ یہاں پر جائیداد غیر منقسم اور بندوبست نہیں ہے۔ لہٰذا اگر ہم جان چھڑانے کی اور قانون کی آڑ لے کر کسی کو کہیں کہ اس میں پولیس کچھ نہیں کرسکتی آپ عدالت جائیں۔ 24 گھنٹوں میں فریقین نے ایسے تنازعات میں قتل مقاتلہ کرنا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ تھانہ میں اس قسم کی رپورٹ ہوجائے فوری طور پر ایس ایچ او کاروائی انسدادی کریں۔ اگر معاملہ شدید نوعیت کا ہو تو DC سے 3MPO کے وارنٹس حاصل کر کے فریقین کو جیل بھیجنا چاہیئے۔ اس دوران لیزان کونسل یا ڈی آر سی سے مدد لینی چاہیئے۔ حتی المقدور لیزان کونسل اور ڈی آر سی سے مسئلے حل کرنے چاہئیں۔ یہی کمیونٹی پولیسنگ کا اہم مقصد ہے۔

(10) تمام ایس ایچ اوز کو ہدایت جاری کی تھی کہ حتی الوسع طالب علم اور بوڑھے شخص کو حوالات میں بند نہیں کرنا۔ علاقے کے معززین جب تھانے آجائے تو چائے، قہوہ پیش کیا جائے خرچہ میں برداشت کروں گا۔ تھانے

میں کسی ملزم پر کسی قسم کا تشدد نہ ہو۔ تفتیشی افسر کو تفتیش کے دوران جو کوئی دشواری درپیش تو مجھ سے ڈسکس کر سکتا ہے۔ عورتوں کو کسی صورت میں رات کو تھانے میں نہیں رکھا جائے گا۔ دن کو اگر کسی عورت سے تفتیش کرنا ہو تو اس عورت کے گھر کا کوئی نرینہ فرد ساتھ موجود ہو گا۔

(11) رمضان کے مہینے میں 9 بازاروں میں پولیس افطاری دسترخوان بچھائی گئی جس میں روزانہ سینکڑوں مسافر افطاری کرتے تھے۔ یہ جو ایک طرف انتہائی ثواب کا کام ہے مگر دوسری طرف پولیس کی عزت میں اضافہ ہوتا گیا۔ لوگ جو پولیس سے بھاگتے تھے پولیس کے قریب آنے لگے۔ علاقہ میں جہاں بھی کوئی پولیس افسر تقریب میں شرکت کرتا تو وہاں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کیساتھ فوٹو گرافی اور دلچسپ بات چیت کرتا تھا۔ مختلف سکولوں اور کالجوں میں سیکیورٹی اور دیگر موضوعات پر لیکچر کے لیے جاتا۔ وہاں پر اپنا مدعا واضح کرتا اس لئے لوگ میرے وقت میں پولیس سے بے پناہ محبت کرنے لگے۔

(12) پولیس لائن میں پولیس افسران کے لیے اخلاقیات اور تفتیش پر 15 روزہ ریفریشر کورس شروع کیا۔ عوام کے ساتھ رویہ اچھا رکھنا، صبر تحمل، برداشت پر میں خود لیکچر دیتا تھا۔ تفتیش میں مشکلات کو ہال میں ڈسکس کر کے مشکلات دور کرنے کی ہدایات دیتا تھا۔

(13) کمیونٹی کے ساتھ مل کر ڈھائی سال میں 1601 راضی نامہ کرائے۔ کوشش تھی کہ ہر بڑی دشمنی کی صلح کی فائنل تقریب میں خود جاتا اور صلح اور صلہ رحمی پر تقریر کر کے بھائی چارے کی اہمیت پر زور دیتا۔

(14) مدارس، مساجد میں ڈی پی او کی حاضری علمائے کرام کا والہانہ محبت اور خلوص کی بدولت میں مختلف مساجد میں جا کر معاشرتی زندگی، حلال وحرام پر تقریر کرتا۔ ہزاروں لوگ تقریر سننے کے لیے موجود ہوتے تھے۔ وہاں پر ان کی شکایات سن کر ازالہ کے لیے کوشش کرتا۔ اسی طرح مدارس جو کہ پورے دیر میں 152 کی تعداد میں تھے وہاں دستار بندی کے موقعوں پر مجھے بلاتے تھے اور میں وہاں جا کر طالب علم اور علماء کی فضیلت پر تقریر کرتا۔ گو کہ مجھے دن رات مصروفیت کی وجہ سے تکلیف ہوتی تھی۔ نیند پوری نہیں ہوتی تھی۔ تاہم دوسری طرف سلہا سالوں سے پولیس کے خلاف نفرت نے عوام کے دلوں میں پنجے گاڑھے تھے۔ وہ نفرت ختم ہوئی اور عوام پولیس کو اپنا بھائی، محافظ اور خیر خواہ سمجھ کر مدد کرنے لگے۔

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں
ترقیاتی منصوبے

امتیاز علی ASI/LI مردان

مفکر مکتب ڈاکٹر فصیح الدین صاحب جو پولیس ٹریننگ کالج ہنگو، کمانڈنٹ کی حیثیت سے چارج سنبھالے ہوئے نہایت پاک باز، علم پرور، شریف النفس اور تعمیری ذہن والے قابل ترین پولیس افسر ہیں اور عہدہ کے تناظر میں کافی تجربہ کار بھی ہیں اور خاص طور پر محکمہ پولیس کی تعمیر و ترقی اور معاشرہ میں پولیس کے کردار اور پولیس کی قدر و عظمت بڑھانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں نظر آتے ہیں۔ صاحب موصوف کی پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کے ساتھ لگن اور ذاتی دلچسپی کے ساتھ پولیس فورس کو ٹریننگ کے لیے پر امن اور پر سکون ماحول فراہم کرنے میں اہم کردار ہے۔ دور حاضر کے جدید تقاضوں سے پولیس جوانوں کو ہم آہنگ کرنے اور بہتر طریقے سے محکمہ پولیس کا وقار بڑھانے کے لیے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ترقیاتی منصوبے اور ڈاکٹر فصیح الدین صاحب کی ذاتی دلچسپی کی تفصیل تو کافی لمبی ہے۔ جس کو گوش گزار کرنے کے لیے میرے پاس ذخیرہ الفاظ نہیں ہے تاہم کچھ اہم اہم ترقیاتی منصوبوں سے متعلق آگاہی کرتا چلوں کہ اس سے موجودہ اور مستقبل میں ادارہ ہذا کے ٹرینیز اور سٹاف کو نہایت ہی فائدہ ہوگا اور کالج کی تاریخ مرتب کرنے میں اس سے مدد بھی ملے گی۔ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کو جناب فصیح الدین صاحب نے دور حاضر و دور جدید کے تقاضوں کے مطابق آراستہ کرنے کے لیے چند اہم ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل ذیل ہے۔

1- جناب فصیح الدین صاحب کے شبانہ روز کوشش و محنت سے ملٹی پرپز آڈیٹوریم ہال کی تعمیر کے لیے (لاگت تقریباً نو کروڑ روپے کی منظوری) یہ آڈیٹوریم ہال ادارہ ہذا کے لیے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہوگا۔ کیونکہ امتحانات، شہدائے پولیس کی تقریبات، تقریری مقابلے، ورائٹی شوز اور دیگر پروگرامات وغیرہ کے دوران ٹرینیز اور سٹاف کو بارش اور دیگر موسمی حالات سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا رہے گا۔

2- عرصہ دراز سے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے اکیڈمک بلاک کے کلاس رومز میں بلیک بورڈ نصب تھے جن کو دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرکے وائیٹ بورڈز تمام کلاس رومز میں نصب کیے گئے ہیں۔

3- جناب کمانڈنٹ صاحب نے پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کے دس عدد کلاس رومز کو ملٹی میڈیا اور پروجیکٹرز کی سہولت سے آراستہ کیا جو قابل تعریف ہیں۔

4- ڈاکٹر فصیح الدین صاحب کی ذاتی دلچسپی اور تعمیری سوچ کی وجہ سے ایڈمنسٹریشن بلاک میں شینو رای ہال کے نام سے میٹنگ ہال کی تعمیر پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں اپنی نوعیت کا پہلا اور واحد ہال ہے۔جس میں ملٹی میڈیا، پروجیکٹر اور نیا فرنیچر فراہم کیا گیا ہے۔

5- ادارہ ہذا کو معرض وجود میں آنے سے لے کر آج تک پولیس ٹریننگ کالج کے کچھ پریڈ گراؤنڈ بٹ میں ٹرینیز اور سٹاف کو موسمی حالات سے بچانے اور سرکاری مال واسباب کو باحفاظت رکھنے کے لیے کوئی انتظام موجود نہ تھا جس کے لیے ایک بڑا ہوادار برآمدہ تعمیر کیا گیا۔

6- خیر البشر کالونی میں فیملی کوارٹرز کے ساتھ سٹاف کے لیے مزید چار (۴) عدد جدید سہولیات سے آراستہ اور نہایت پرُسکون فیملی کوارٹرز کی تعمیر عمل میں لائی گئی ہے۔جس پر کثیر رقم خرچ ہوئی اور جسے تکمیل کے بعد سنیارٹی کے اصولوں کے مطابق حقدار افسران کو الاٹ کیا گیا۔کمانڈنٹ موصوف نے اپنے ہاتھ سے افتتاح کے بعد چابیاں افسران کے حوالے کیں۔

7- گنتی گراونڈ کا سٹیج جو عرصہ قدیم سے جدید طرز تعمیر کا منتظر تھا اور ادارہ ہذا کی سرگرمیوں کے لیے ناکافی بھی تھا کمانڈنٹ صاحب نے سٹیج کی کشادگی، تعمیرِ نو اور اس میں ایک عدد غسل خانے کی تعمیر کا بھی حکم دیا۔

8- پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی مسجد میں ہر قسم کے حالات میں صاف وشفاف پانی کے فراہمی کے لیے دو (۲) عدد ہینڈ پمپس نصب کیے گئے جن کی اشد ضرورت تھی۔

9- بنگلہ کمانڈنٹ صاحب اور مسجد میں پانی کی سہولت فراہم کرنے کے لیے باقاعدہ بورنگ کی گئی جو کہ کامیاب ہوکر بلا تعطل پانی کی دستیابی شروع ہے۔

10- پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے لیے صاحب موصوف نے اپنی پچھلی تعیناتی میں ایک سروس بلاک کی بنیاد رکھی تھی جو موجودہ تعیناتی میں مکمل کی۔ سروس بلاک میں جدید اور خوبصورت انداز میں بار بر شاپ، ٹیلر ماسٹر شاپ اور موچی شاپ بنائی گئی ہیں اور صاف وشفاف ماحول ٹرینیز اور سٹاف کو فراہم کیا گیا ہے۔ جس کی نگرانی کے لیے میرٹ کی بنیاد پر اچھے اور بااخلاق سٹاف کی تعیناتی نہایت ہی اعلیٰ قدم ہے۔

11- صاحب موصوف کی، لاء اے ٹی ایس (ATS) اور ڈرل سٹاف کے لیے جدید ریسٹ رومز (غسل خانہ جات) کی تعمیر نہایت ہی قابل ستائش ہے۔

12- آڈیٹوریم ہال (کراٹے ہال) کے تمام پرانے پنکھے جو انگریز دور کے لگے ہوئے تھے کو تبدیل کر کے پنکھوں کی تنصیب کی گئی ہے۔ اپنی پچھلی تعیناتی میں ایک عدد ڈیری فارم بنوایا تھا جس میں اب مزید جانوروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

13- اس سال سے پی ٹی سی کی ڈسپنسری میں مفت ادویات کا انتظام کیا گیا ہے جس میں کلاس فور، کک کنسٹیبلان، سٹاف اور ٹرینیز کو ڈاکٹری نسخے کے مطابق مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

14- پولیس فورس کے تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنانے اور اُن کے علم میں اضافے کے لیے ماہرین نفسیات، قانون دان، ماہرین تعلیم اور سینئر افسران کے بطور خصوصی لیکچرز اور کورسز کے سلیبس کو جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ترامیم اور کالج کی لائبریری میں مختلف مضوعات پر مشتمل نہایت ہی اچھی اچھی کتب کو شامل کیا گیا ہے جو صاحب موصوف کی علمی و ادبی سوچ کی وجہ سے ممکن ہوسکا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کالج کا نصاب بہت پُرانا ہو چکا تھا جس کے لیے پی ٹی سی سٹاف نے شبانہ روز محنت کر کے نئے نصاب کو ترتیب دیا اور اب ریکروٹ کورس سے اپر کورس تک تمام کتابیں دوبارہ شائع ہورہی ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا اقدام تھا۔

15- کالج کی خوب صورتی اور بہتر ماحول فراہم کرنے کے لیے مختلف قسم کے قیمتی پودے اور موسمی پھول جگہ جگہ پر لگائے گئے ہیں۔ جس سے کالج کی خوب صورتی عیاں ہے۔

16- دورِ حاضر میں ٹرینیز کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے خیموں میں کلاس رومز کا اہتمام کیا جاتا ہے جن کو مدنظر رکھتے ہوئے نیو اکیڈمک بلاک کی تعمیر کی منظوری کے لیے باقاعدہ طور پر خط کتابت کی گئی ہے اور یہ اکیڈمک بلاک مستقبل میں ٹرینیز بہتر تعلیمی ماحول دینے کے لیے کافی ہوگا۔

17- شُنید ہے کہ عنقریب لوہے کے گیٹ جگہ پی ٹی سی کی مین انٹرنس یعنی مرکزی داخلی دروازے پر ایک شاندار گیٹ کی تعمیر کی جائے گی۔اور اسی طرح ڈرل سٹاف کے نئے ہاسٹل میں میز کُرسی اور الماریوں سمیت میس کا نظام شُروع کرایا جائے گا۔

جناب کمانڈنٹ صاحب کی درجہ بالا پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ترقیاتی منصوبے اور ذاتی دلچسپی نہ صرف اِدارہ ہذا کے لیے بلکہ پورے محکمہ پولیس کے لیے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔کیونکہ کالج میں جو بھی ترقیاتی کام ہوئے ہیں وہ دورحاضر و دورجدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہوئے ہیں اور اگر درجہ بالا ترقیاتی منصوبوں میں جناب ڈاکٹر فصیح الدین صاحب کی ذاتی دلچسپی و دانشمندانہ سوچ اور محکمہ پولیس و پولیس ٹریننگ کالج سے محبت اور لگن شامل نہ ہوتی تو ان ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کا ایک دیرینہ خواب ہی رہتی جس کی تعبیر آج آپ کے سامنے ہے۔دُعا گو ہوں کہ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو سرچشمہ علوم، فصیح البیان جناب فصیح الدین اشرف کی سرپرستی میں پھلتا پھولتا رہے اور ان کا سایہ تا دیر ما تحتان پر قائم و دائم رہے۔

پی ٹی سی ہنگو میں ترقیاتی کاموں کی تصویری جھلکیاں (سال 2021ء)

ٹیلر شاپ

باربر شاپ

شو شاپ

چار عدد فیملی کوارٹرز

رول کال گراؤنڈ سٹیج

ہینڈ پمپ برائے مسجد عثمان پی ٹی سی

فردی ادویات برائے سٹاف وٹرینیز

دُکانات

ریسٹ رومز برائے ڈرل سٹاف

ریسٹ رومز برائے لاء سٹاف

ملٹی میڈیا اینڈ وائٹ بورڈز برائے کلاس رومز

ریسٹ رومز برائے ATS سٹاف

سکیورٹی کو مزید مؤثر بنانے لیے زیرِتعمیر باؤنڈری وال

شنواری ہال پی ٹی سی ہنگو کا ایک خوبصورت منظر

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں زیر استعمال پُرانے گیٹ کی جگہ نئے گیٹ کی سنگ بنیاد
کے موقع پر لی گئی تصاویر اور نئے بننے والے گیٹ کا ماڈل

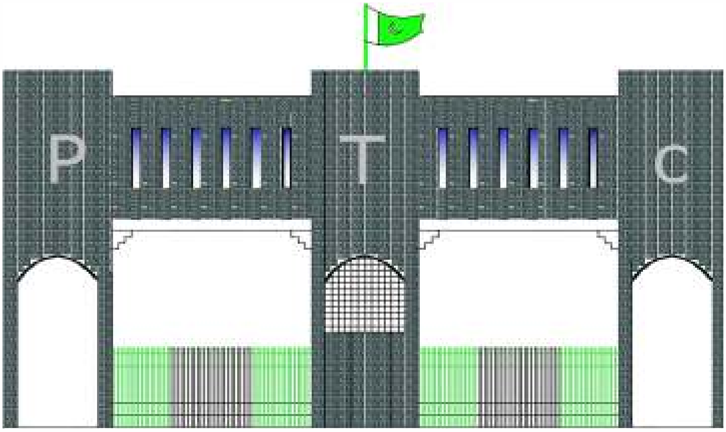

ریکروٹ کورس کے جوانوں کا رسہ کشی میچ کے دوران ایک خوبصورت منظر

مورخہ 03 اگست 2021ءکو پی ٹی سی ھنگو میں MNA جناب حاجی خیال زمان
جناب سرمد سلیم ڈپٹی کمشنر ھنگو، جناب مظہر خٹک DFO ھنگو اور کالج ہذا کی ایڈمنسٹریشن اور ٹرینیز نے
گلوبل وارمنگ (مون سون) کے تحت شجرکاری مہم میں قریباً 250 عدد پودے لگائے۔ تصویری جھلکیاں

ناقص تفتیش

روخان زیب SDPO تخت بائی سرکل

عدالتوں میں مقدمات کی ناکامی کی بہت سی دیگر وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن یہاں ہم ان وجوہات کا ذکر کریں گے جس کا تعلق ناقص تفتیش سے ہے۔اس حقیقت سے آگاہ ہونا چاہیے کہ ملزم کو قانونی طور پر اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اس کے علاوہ ملزم پر جرم ثابت کرنے کی ذمہ داری استغاثہ پر عائد ہوتی ہے۔عدالتوں میں سماعت کے دوران وکیل صفائی تفتیش کے ہر پہلو کی چھان بین کرتے ہیں اور تفتیش میں افسران کی چھوڑی ہوئی خامیوں کو پکڑتے ہیں۔وکیل صفائی کی طرف ان خامیوں کو عدالت کے ذہن میں ملزم کے جرم کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور ہمیشہ شک کا فائدہ ملزم کو جاتا ہے جس کے نتیجے میں جرم ثابت نہیں ہو پاتا۔ایسے حالت میں تفتیشی افسر کا کردار بہت اہم ہوجاتا ہے۔اسے کیس فائل تیار کرنا چاہیے کہ وکیل صفائی اس میں کوئی خامی نہ نکال سکے۔

تفتیش میں خامیاں

1- سب سے پہلے FIR میں اکثر اوقات ایسے ناقص مناسب دفعات لاگو کرنے اور بعد ازاں ان کو حذف کرنے سے پولیس کی بدنیتی سب سے پہلے ظاہر ہوتی ہے جو استغاثہ کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔

2- تفتیش کے کام کے لیے مجاز اور اعلیٰ تربیت یافتہ اور پروفیشنل پولیس افسر جو تفتیش سے متعلق مروجہ تمام قوانین اپنے فرائض اور کام سے بخوبی واقف ہو جو شہادتوں کو کھود نکالنے اور مجرم سے جرم کا تعلق جوڑنے اور ثابت کر کے عدالت کو مطمئن کرنے کا گُر جانتا ہو جو بدقسمتی سے نہیں ہے۔

-3 مجاز تفتیشی افسر کا بروقت موقع واردات پر نہ پہنچنا جس کی وجہ سے موقع واردات پر کئی اہم شوائد ضائع ہو جاتے ہیں جس کے ذریعے ملزم کا تعلق جرم سے جوڑا جا سکتا ہے۔

-4 موقع واردات پر سائنسی طریقوں سے شہادتوں کو اکھٹا نہ کرنا۔

-5 اکثر اوقات نقشہ موقع میں واقع کے گردو پیش کا ایسا تذکرہ کرنا جو استغاثہ کے بیان سے مطابقت نہیں رکھتا۔

-6 برآمدشدہ اشیاء کی تفصیل نقشہ موقع میں درج نہیں کی جاتی، خاص طور پر اسلحہ آرڈیننس کے کیسوں میں ہتھیاروں سے اس کا نمبر مٹا بھی دیا جائے تب بھی اس پر شناخت کے خاص کندہ ہوتے ہیں ان نشانات کا ذکر فرد برآمدگی میں نہیں کیا جاتا جس سے یہ ثابت کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ہتھیار ملزم سے برآمد کیا گیا تھا۔

-7 بعض اوقات میڈیکل رپورٹس موصول ہوتی ہیں جو FIR میں درج یا تفتیشی افسر کے تیار کردہ نقشہ ضرر یا پوسٹ مارٹم رپورٹ سے مطابقت نہیں رکھتیں اس لیے اس تضاد کی وجہ سے استغاثہ کا پورا استدلال ہی غلط ہو جاتا ہے۔

-8 گواہان کے بیانات تاخیر سے قلمبند کرنا بھی ناقص تفتیش کا باعث بنتا ہے۔

-9 ملزم کی شناخت اگر ٹارچ کی روشنی ہے تو ٹارچ محفوظ نہیں کی جاتی اگر بلب کی روشنی ہے تو نقشہ موقع میں بلب کی موجوگی نہیں دکھائی جاتی۔

-10 موقع واردات سے برآمد شدہ اشیاء موقع پر پارسلوں میں بند نہ کرنا اور تاخیر سے FSL بھجوانا بھی مقدمہ کو کمزور کرنے کا باعث بنتا ہے۔

-11 ملزم کی گرفتاری کے بعد اس کی شناخت کا بندوبست کرنے میں تاخیر سے بھی مقدمہ کمزور ہو جاتا ہے۔

-12 نامزد گرفتار شدہ ملزمان کی انٹاروگیشن بھی پرانے اور بے سود طریقوں سے خانہ پُری کر کے کی جاتی ہے حالانکہ گرفتار شدہ ملزم سے انٹاروگیشن کے دوران وقوعہ سے متعلق تمام حقائق سامنے کرنا وجہ عناد معلوم کرنا جائے وقوعہ کی تصدیق کرنا اور واردات میں استعمال کردہ ہتھیار یا دیگر اشیاء برآمد کرنا جرم کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

-13 دوران تفتیش مقدمات میں اگر ملزم سے کوئی آلہ قتل، آلہ ضرر وغیرہ برآمد ہو جائے تو تفتیشی افسر برآمد شدہ اسلحہ کے ساتھ ٹسٹ فائر کے لیے 5 کارتوس FSL کو بھجواتے ہیں۔ وہی کارتوس تفتیشی افسر اپنی جیب سے یا

مدعی مقدمہ سے وصول کر کے بغرض ٹسٹ FSL بھجواتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنا قاعدہ قانون کی خلاف ورزی ہے۔جس کی وجہ سے وکیل صفائی کو اعتراض اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔اس لیے ٹسٹ فائر کے لیے کارتوس حاصل کرنے کے لیے تحریری درخواست پر ضلع کی کوت سے سرکاری طور پر حاصل کرنے چاہئیں۔

-14 بعض مقدمات میں سازش کا الزام لگایا جاتا ہے لیکن سازش کی تیاری ثابت کرنے کے لیے درکار شہادتیں جمع نہیں کی جاتیں حتیٰ کہ سازش کا وقت، موقع اور سازش کرنے کی جگہ کے بارے میں بھی کوئی شہادت پیش نہیں کی جاتی۔

-15 الحمدللہ محکمہ پولیس میں چند سالوں میں اچھی ریفارمز کر کے کچھ بہتری لائی گئی۔مگر بد قسمتی سے تفتیش جو محکمہ پولیس کا زینہ اور پورے معاشرے کو پولیس کی کارکردگی پرکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔جس کو ہم نے پسِ پشت ڈالا ہے۔تفتیش ایسا شعبہ ہے جس کی کامیابی سے معاشرے سے ہم کئی متاثرہ اور مظلوم شخص کو عدالتوں کے زریعے انصاف دلا سکتے ہیں۔کامیاب تفتیش کے ذریعے ہمیں جرائم کو قابو یا کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے۔کیونکہ اگر ایک قصور وار شخص کو کامیاب تفتیش کے ذریعے ہم عدالت سے سزا دلوانے میں کامیاب ہوتے ہیں تو اس سے معاشرے میں دیگر ایسے افراد جو ہر چوں قسم جرائم کے ارتکاب کا ارادہ رکھتے ہیں انکے دلوں میں قانون اور سزا کا خوف پیدا ہو جاتا ہے ان کے دلوں میں قانون اور سزا کا خوف پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح کے کسی بھی ارتکاب جرم سے پہلے اچھی طرح سوچتا ہے۔آج کے دور میں المیہ یہ ہے کہ عدالتوں میں مقدمات کی سزا کی شرح دن بہ دن کم ہوتی جا رہی ہے۔جس کی وجہ سے نہ صرف عوام الناس کا اعتماد محکمہ پولیس کی کارکردگی اور ناقص العقل قوانین سے اٹھ جاتا ہے بلکہ حکومت وقت وکلاء عدالتوں الغرض تمام مکتبہ فکر کے لوگ ناقص تفتیش کی وجہ سے پولیس کی کارکردگی پر انگلی اٹھاتے ہیں۔

اگر ہم دیکھیں کہ آج سے تقریباً 30 سال قبل محکمہ پولیس میں افسران پولیس موجودہ دور کے مقابلے میں کم تعلیم یافتہ ہوا کرتے تھے مگر ان کم تعلیم یافتہ افسران کی تفتیش کا معیار موجودہ اعلیٰ تعلیم یافتہ افسران سے کافی بہتر تھا اور عدالتوں میں سزاؤں کی شرح آج کے دور سے 60 گناہ بہتر تھی۔لہذا بہتر ہوگا کہ ہم ایک مرتبہ ناقص تفتیش اور اس سلسلہ میں پولیس کی کارکردگی کا از سرِ نو جائزہ لے کر تفتیش کے کام کے بارے میں کچھ اقدامات اٹھا کر عوام الناس اور عدالتوں میں محکمہ پولیس کی کارکردگی پر اعتماد بحال کریں۔

تحریر ہذا میں ناقص تفتیش کے بارے میں چند غلطیوں کی نشاندہی کے باوجود اصل وجہ کسی تفتیشی افسر کا ملک میں رائج الوقت قوانین سے واقف نہ ہونا اور اس کی تربیت میں کمی ہے۔ کیونکہ تفتیش ایک عملی کارروائی کا نام ہے جو ایک تفتیشی افسر مختلف اقسام کے واقعات کی تفتیش متعلقہ قوانین پر عمل پیرا ہو کر ملزم کا تعلق مصدقہ اور مدلل شوائد اکٹھا کرنے کے بعد جرم سے جوڑ سکتا ہے اس لیے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کر رہا ہوں۔

-1 تفتیشی افسر کی بہترین تربیت اور ٹریننگ کے لیے پولیس ٹریننگ کالج میں بلا تعطیل تربیتی عرصہ گزارنا چاہیے جس کے لیے لوئر کورس، انٹرمیڈیٹ کورس اور اپر کورس کا دورانیہ بڑھا کر 6/6 مہینے کرنا چاہیے۔

-2 تجربہ کار اور تفتیش کے کام میں مہارت رکھنے والے اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیے کیونکہ 4 مہینے کا دورانیہ کورس کے لیے کافی نہیں ہے۔

-3 پولیس ٹریننگ کالج میں بہترین ٹیکنالوجی سکھانے کے لیے نہ صرف تمام ساز و سامان ہونا چاہیے بلکہ طلباء کو تربیت دینے کے لیے ماہر اساتذہ بھی ہونے چاہئیں۔

-4 ہر کورس جو چھ مہینے پیریڈ پر مشتمل ہو میں جدید ٹیکنالوجی سکھانے کی خاطر عرصہ ایک مہینہ اضافی رکھنا چاہیے۔

-5 پولیس ٹریننگ کالج میں طلباء تربیت اور اچھے کیس فائل کی تیاری میں مدد دینے کے لیے اضلاع کے پراسیکیوشن سٹاف میں سے تقریباً دو ہفتے دینے کے لیے اچھا تجربہ رکھنے والے پبلک پراسیکیوٹر مدعو کرنا چاہیے۔

-6 ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد ایسے تمام افسران کو ضلع میں مزید چار مہینے تک تفتیش کے کام کے سلسلے میں کسی تجربہ کار تفتیشی افسر کی شاگردگی میں لگانا چاہیے۔

-7 چونکہ ضابطہ کے مطابق افسر مہتمم تھانہ، تھانہ میں سب سے بڑا تفتیشی افسر ہوتا ہے اس لیے جو تفتیش پر عبور نہ رکھتا ہو ایسے افسر کو SHO نہیں لگانا چاہیے کیونکہ تھانہ میں تفتیشی کام کا نگران SHO ہوتا ہے۔

میں نے اپنی طرف سے ایک ادنیٰ سے کوشش کی ہے اور اُمید کرتا ہوں کہ میری یہ حقیر کاوش رائیگاں نہیں جائے گی مستقبل میں آپ کو مستفید کرے گی۔

یوم شہدائے پولیس

04 اگست 2021ء

"جناب معظم جاہ انصاری"

انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا کا **پیغام**

خیبر پختونخوا پولیس کی تاریخ اور بہادری کی لازوال داستانوں سے بھری پڑی ہے۔گزشتہ دو دہائیوں میں پولیس نے ضرب المثل جوانمردی سے دہشت گردی کا مقابلہ کیا ہے۔سپاہی سے لے کر ایڈیشنل آئی جی پی تک خیبر پختونخوا پولیس کے 1700 سے زائد شہداء نے مادرِ وطن کی حفاظت کی خاطر اپنی جانوں کی قربانی دی ہے۔اُن کی قربانی کے احترام کا ہم پر اور آنے والی نسلوں پر قرض ہے۔ یہ انہی شہداء اور غازیوں کی بدولت ہے کہ آج خیبر پختونخوا پھر سے روشنیوں اور پھولوں کی سرزمین بن رہا ہے۔ہمیں اپنے شہیدوں اور غازیوں پر فخر ہے۔اُن کی قربانیوں کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی دے گا،لیکن ہم اُن کے لواحقین اور بچوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔خیبر پختونخوا حکومت نے شہید پیکج کو بڑھا کر دوگنا کر دیا ہے۔جو پولیس شہداء کی بے مثال قربانیوں کا برملا اعتراف ہے۔

یوم شہدا تجدیدِ عہدِ وفا کا دن ہے۔آج کے دن ہمیں عہد کرنا ہے کہ ہم اپنے شہیدوں کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ہمیں عہد کرنا ہے کہ ہم دہشت گردی کے مکمل خاتمے تک ہمہ وقت سرگرم عمل رہیں گے۔ ہمیں عہد کرنا ہے کہ ہم اپنے رویوں اور کردار سے خیبر پختونخوا کو ایسا معاشرہ بنائیں گے جس کی خاطر ہمارے شہیدوں نے خاک وخون کی داستانیں رقم کی ہیں اور ہمیں عہد کرنا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ایک خوشحال،محفوظ اور روشن مستقبل دیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

4 اگست 2021ء

یوم شہدائے پولیس

کے حوالے سے

جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو

کا پشاور پولیس لائن میں تقریب سے بطور مہمان خصوصی خطاب کا متن

میری دھڑکن کی حرارت سے جنم لیتی ہے
زندگی میری شہادت سے جنم لیتی ہے
اس سحر کو کوئی تاراج نہیں کر سکتا
جو میرے خون کی حدّت سے جنم لیتی ہے

محترم مہمانانِ گرامی! معزز خواتین وحضرات۔۔۔۔السلام علیکم

- میں انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا، پولیس افسران اور جوانوں کی طرف سے یوم شہدائے پولیس کی اس پروقار اور باعظمت تقریب میں آپ سب مہمانوں کو تہہ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں۔
- آج 04 اگست ہے۔آج ہم یومِ شہدائے پولیس کی ساتویں سالانہ تقریب منعقد کر رہے ہیں۔اس تقریب کا مقصد نہ صرف محکمہ پولیس کے ڈیڑھ ہزار سے زائد شہیدوں کی یاد تازہ کرنا ہے بلکہ شہدائے پولیس کے والدین، اہل خانہ، بہن بھائیوں اور بچوں کو بھی خراج تحسین پیش کرنا ہے جن کو یقین ہے کہ وہ تاریکی پھیلانے والوں کو شکست دینے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔

اِن اندھیروں سے دشمنی ہے مجھے
اسی لیے روشنی بناتا ہوں

❖ 04 اگست کا دن، اُن جانبازوں کے نام ہے، جنھوں مٹی کے وہ وہ قرض اُتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے۔ اُن پروانوں کے نام جن سے مقتل کی سج دھج اور آن باقی ہے۔ کشتگانِ عشق کے یہ پروانے نا قابلِ تسخیر افواج پاکستان کے شانہ بشانہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ٹوٹ ٹوٹ کر شمعِ وطن پر قربان ہوتے رہے۔

خُدا بھی کیسا ہوا خوش مرے قرینے پر
مجھے شہید کا درجہ ملا ہے جینے پر

❖ 04 اگست اُن شہدائے پولیس کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا دن ہے جو نہ صرف بہادر اور نڈر سپاہی تھے بلکہ ایک شفیق باپ، وفا شعار شوہر، غیرت مند بیٹے، عزیز بھائی اور پیار کرنے والے دوست بھی تھے۔ وطنِ عزیز پر مُسلّط معرکہ خیر وشر میں کسی کا لختِ جگر بچھڑا اور کسی کا سہاگ اُجڑا مگر اپنے خون سے وہ لیلائے وطن کے گیسو سنوار گئے۔ اِسی لیے وہ آج اپنے کیا غیروں کی محفل میں بھی زندہ ہیں۔

اے شہیدِ ملک وملت میں ترے اوپر نثار
لے تیری ہمت کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

❖ 04 اگست کا دن پولیس کے اُن غازیوں کے نام بھی ہے جنہوں نے اپنی عدیم المثال بہادری اور قابل ناز جوانمردی سے دُشمن کے ہر وار کو اپنے سینے پر روکا۔ اُن کے جسم زخم زخم ہوئے لیکن ان کی سرفروشی کی تمنا بازوئے قاتل کو کاٹ کر رکھ دیتی رہی۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

مہمانانِ گرامی!

❖ آج ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قافلہ راہِ حق میں خیبر پختونخوا پولیس نے بھی ڈیڑھ ہزار سے زائد جسم وجاں کے ٹکڑے پیش کر کے اپنے حصے کی شمع جلائی ہے۔ بلکہ فاٹا انضمام کے بعد قبائلی شہدا اور قبائلی غازیانِ ملت بھی ہماری اس پولیس خاندان کا قیمتی سرمایہ بن چکے ہیں۔ خیبر پختونخوا پولیس اپنے ان شہداء کو نہ صرف یاد رکھتی ہے

بلکہ اُن کے بچوں اور خاندانوں کو اپنے دل کے قریب رکھتی ہے اور اُن کی کفالت کا ذمہ بھی اُٹھاتی ہے۔ ہم اُن کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ پولیس فیملی کا حصہ اور ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں۔ ہم آپ کو یہ بھی یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب آپ کے ہر دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

- اس ہال میں خیبر پختونخوا حکومت کے اعلیٰ ذمہ داران اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم بحیثیت قوم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کی موجودگی اور ہمرکابی ہمارا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ شہدائے پولیس پر آپ کا فخر ہمارا فخر ہے اور آپ کی تعزیت ہماری تعزیت ہے۔

جناب والا!

اس موقع پر میں آپ سب حاضرین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ شہدائے پولیس کے محترم والدین، اہل خانہ اور دیگر عزیز و اقارب کو خوش آمدید کہنے کے لیے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کریں۔

میں اپنے ان ابتدائی کلمات کا خاتمہ اِن الفاظ پر کرنا چاہوں گا۔

اے بچھڑنے والے۔۔۔۔تم نے سچ کہا تھا

ہم زندگی کی جنگ میں ہارے ضرور ہیں
لیکن کسی محاذ سے پسپا نہیں ہوئے

اے بچھڑنے والے ______ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آرزو سچ ثابت کر کے دکھائی

اِک آرزو ہے دولتِ کونین کے سوا
کہہ کر پکاریں لوگ شہیدِ وطن مجھے

اے __________ خیبر پختونخوا پولیس کے شہداء تم پر سلام۔

والسلام۔ شکریہ

4اگست 2021ء یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے سنٹرل پولیس لائن پشاور میں منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 04 اگست 2021ء کو سی سی پی او عباس احسن اور ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو پولیس لائن پشاور میں
جناب آئی جی پولیس کی جانب سے یوم شہدائے پولیس کے موقع پر شہداء کے وارثین میں تحائف تقسیم کر رہے ہیں

4 اگست

یوم شہدائے پولیس

کے حوالے سے ایک خاص تحریر

اصغر علی شاہ DSP

پاکستان پولیس فورس اور بالخصوص خیبر پختونخواہ پولیس جس معاشرے میں اپنے فرائض منصبی سر انجام دے رہی ہے۔ یہاں کا معاشرتی رویہ پولیس کے ساتھ ہر لحاظ سے نظر ثانی کا متقاضی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریز سرکار نے 1852 میں اپنا اقتدار برقرار رکھنے کے لیے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ عین اسی وقت جدید دنیا میں پولیس کو دور حاضر میں آنے والے چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے جدید خطوط پر نہ صرف استوار کیا جارہا تھا بلکہ پرفارم کرنے کے لیے ایسا مہذب معاشرہ تشکیل کے آخری مراحل میں تھا جہاں پولیس کے فرائض منصبی کی درحقیقت تکمیل ممکن ہو سکے!

برصغیر پاک و ہند میں جہاں پولیس کو ایک رُعب، دبدبہ، حاکم اور عملدار کے طور پر روشناس کرانے کی سعی جاری تھی۔ وہاں جدید دنیا میں پولیس فورس کو معاشرے کا عملی خادم اور اس کے اختیارات کی مکمل بجا آوری میں دسترس کا حصول اور قانون کی عمل داری میں بلاخوف خطر "رول پلے" کرنے کی ترغیب آخری مراحل میں تھی۔ جہاں اس خطے میں پولیس کو کسی بھی "آوٹ آف لاء" شخص کو نشان عبرت بنانے کی ترغیب دی جارہی تھی وہاں جدید دنیا میں پولیس کو درندگی کو روکنے اور معاشرے کو جرائم سے پاک بنانے کا سسٹم پولش کیا جارہا تھا۔

پھول ہیں، رنگ ہیں، یا خوشبو کے دھارے ہیں!
پیارے پیارے یہ سارے نام تمہارے ہیں!

ہمارا سسٹم :۔

قصور کے معصوم زینب کے وقوعے کا سفاک ملزم "عمران علی" جو قبل ازیں 10 معصوم بچیوں کے ساتھ ہولناک درندگی کا مظاہرہ کر کے بھی محفوظ رہا، شومی قسمت! ہمارے سسٹم کو پتہ تک نہ چل سکا۔ ہماری ریاست اس عظیم قومی سانحے کو ٹریس کرنے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھ گئی، پیش رفت نہ ہونے پر ISI,MI اور جناب آرمی چیف سے مدد لینے پر بھی مجبور ہوگئی پھر آپ دیکھیئے کہ اس سفاک ملزم کی نشاندہی ہمارے روایتی (Typically) طریقے سے ہو کر اسپیشل برانچ پولیس کے ایک اہلکار اور زینب کے ایک رشتے دار کے ذریعے ہوئی (ملزم عمران علی صرف اپنی جیکٹ اور شیو کرانے کی وجہ سے Suspect شمار ہو کر ٹریس ہوا)۔ یہ ہے ہمارا سسٹم۔

جہاں برصغیر پاک و ہند میں جرائم کا کھوج لگانے لیے کھوجیوں، (Detective) اور حراست جسمانی کے حصول کو عملاً نافذ کیا جا رہا تھا برعکس اس کے جدید دُنیا میں پولیسنگ، فرانزک، انفارمیشن ٹیکنالوجی، پولی گرافک ٹیسٹ، سزا و جزا کا قطعی نظام، DNA، جیوفینسنگ، CCTV کیمرے، فنگر پرنٹس، بیلسٹک فنگر پرنٹ کی معاونت سے جدید خطوط پر استوار کی جا رہی تھی۔

ہمارے یہاں صرف یہی راگ الاپا جا رہا تھا کہ دنیا میں کسی بھی شخص کے فنگر پرنٹ دوسرے شخص سے مطابقت نہیں رکھتے برعکس اس کے جدید دنیا کے ہر شہر میں فیس میچنگ سسٹم اور فنگر پرنٹ میچنگ سسٹم کے لیے تمام مشکوک افراد کا ڈیٹا ان (in-log) کیا جا رہا تھا۔ یہاں اسلحہ کی شناخت و تقسیم کے لیے اسلحہ ہولڈرز کی بابت لائسنسز کے اجرا کو قانونی شکل دی جا رہی تھی۔ برعکس اس کے جدید دنیا میں کسی بھی اسلحہ سے چلنے والی گولی کے فنگر پرنٹ خریدار سے پہلے سسٹم پر چڑھائے جا رہے تھے (تھرو بیلسٹک فنگر پرنٹ سسٹم) مثلاً اگر متذکرہ اسلحہ جہاں بھی استعمال ہو پولیس ایک سسٹم کے ذریعے ملزم تک پہنچ جائے۔

یہاں انسداد جرائم کے لیے پیٹرولنگ (گشت) کو کامیابی کی کنجی قرار دیا جا رہا تھا۔ برعکس اس کے جدید دنیا میں CCTV کیمروں، مجرموں و مشتبہ افراد کے موبائل Data's میڈیا یا چپ کے ذریعے کرائم کو کنٹرول کیے جانے کا سسٹم بنایا جا رہا تھا۔ ہمارے ہاں کسی بھی ایمرجنسی صورتحال سے نمٹنے کے لیے ہٹ جاؤ، ہٹ جاؤ، ہٹ جاؤ (On Drill Excercise) کی شب و روز تربیت دی جا رہی تھی۔ جو آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ہمارے بنیادی تربیتی اداروں

میں رائج ہے برعکس اس کے جدید دنیا میں ریاست کے کسی بھی شہری کی گہرائی تک پہنچنے کے ٹولز تلاش کر رہی تھی اسی طرح ہمارے ہاں امن وامان کی بگڑتی صورتحال کو وعظ ونصیحت (مجمع فارمیشن کاروائی) کے ذریعے کنٹرول کرنے کی تربیت اپنے عروج پر تھی۔ اور برعکس اس کے جدید دنیا میں گوگل میپ کے ذریعے ڈیٹا کولیکٹ کر کے ڈرونز کی وساطت سے پورے شہر/علاقے کی فوٹیجز کسی بھی ناگہانی صورتحال سے نمٹنے کے لیے اکھٹی کی جارہی تھیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر "وقوعہ" معصوم زینب (4 جنوری) کا ڈیٹا بھی گوگل سے حاصل کرلیا جاتا تو یہ باآسانی پتہ چل جاتا کہ سفاک عمران علی زینب کو کہاں لے کر گیا تھا۔؟ اور ملزم کس جگہ سے اپنے گھر کو واپس آیا تھا۔؟

ہمارے ہاں امن وامان کی صورتحال کی تمام تر ذمہ دار مقامی پولیس، مقامی پولیس کی رٹ لگا کر جان چھڑائی جا رہی تھی برعکس اس کے جدید دنیا میں سنگین جرائم از قسم قتل، چوری، ڈکیتی، راہزنی، ریپ، کاونٹر ٹیرارزم کی تفتیش کے لیے اسپیشل ایفکٹیو یونٹ تشکیل پا رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ ان جرائم کے حامل افراد کا باقاعدہ ڈیٹا بھی Collect کیا جارہا تھا ہمارے ہاں پولیس فورس سے صرف اور صرف سیکورٹی کا کام لیا جارہا تھا۔ اور ہے برعکس اس کے جدید دنیا میں پولیس فورس کی تمام تر توجہ Law & Order پر مرکوز تھی اور ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں تفتیش اور انصاف کے درمیان واقعاتی شہادت، مادی شہادت اور قانونی شہادت اساس بنائے جا رہے تھے تو وہاں کسی بھی آوٹ آف لا شخص کو یہ باور کرایا جارہا تھا کہ وہ (ملزم) کوئی بھی ہو، کہیں بھی ہو ارتکاب جرم کے بعد بچ نہیں پائے گا۔ بات یہاں ختم نہیں ہوتی لیکن مجھے کمی وقت مزید وضاحتوں کی اجازت نہیں دے رہی۔

اب ہمارے معاشرے میں ایک پولیس افسر کے فرائض منصبی کی بجا آوری خودکش حملہ زنوں کا مقابلہ کرنے، بارود سے بھری گاڑیوں کو روکنے، ایک مکمل انسرجنسی (شورش) کے آگے سینہ سپر ہونے اور اس سے مزید براں پولیس ملازمان کی پری پلان ٹارگٹ کلنگ جو بدستور جاری ہے، برداشت کرنے سے کی جارہی ہے، جو Moral/Socially ہر لحاظ سے نظر ثانی کی متقاضی ہے اور اس عظیم قربانی کے عوض چند لاکھ روپے، پلاٹ، نوکری اور عرصہ ملازمت تک بدستور تنخواہ کا حصول کسی بھی طرح سے ایک معصوم انسانی زندگی، بنیادی انسانی حقوق یا کسی کے "پری وار" کے احسانات کا مداوا ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ من حیث القوم اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری پولیس فورس واقعی ایک معاشرتی پولیس فورس بنے اور اس کا معیار اس کا لینڈ یارڈ تک پہنچے یا ہم اپنے شہدائے پولیس کو واقعی خراج تحسین پیش کریں تو ہمیں یوم شہدائے پولیس احساس دلاتا ہے کہ خبرناک، مذاق رات اور بلبلے میں بھانڈ

میراثیوں کے ذریعے پاکستان پولیس فورس کی یونیفارم کا کسی صورت تمسخر اڑانا قابل تعزیز جرم ڈکلیئر کیا جائے۔ہمیں اپنی پولیس کو وہی اختیار اور ٹریننگ دینا ہوگی جولندن میں ایون فیلڈ کے سامنے کھڑے پولیس اہلکاروں کو حاصل ہے۔ جہاں برطانیہ کی ملکہ ہو یا وزیراعظم کوئی بھی پولیس کو نہ روک سکتا ہے اور نہ کوئی حکم دے سکتا ہے۔ہمیں اپنی پولیس کو صرف حکم ماننے والی پولیس سے عوامی اور با اختیار پولیس بنانا ہوگا۔ہمیں معاشرے میں اپنی پولیس کو وہ مقام اور عزت دینا ہوگی جس کی یہ متقاضی ہے۔

ہمارے شہدائے پولیس ہمارے لیے مشعل راہ ہیں یہ 4 اگست بھی ہم سے اسی بات کا تقاضا کرتا ہے ہمارے اشجع شہدائے پولیس جن کی قبروں میں پڑی لاشوں سے اب بھی جرائم پیشہ افراد خوف کھا جاتے ہیں ہم سے متقاضی ہیں۔کہ اُنکے حق میں صرف علامتی طور پر یومِ شہدائے پولیس منانے کی بجائے پولیس فورس کے لیے وہ عملی اقدامات کیے جائیں جن سے اُن کی دی جانے والی قربانیوں کے حقیقی مقاصد پورے ہوسکیں ۔ کیوں کہ صرف Symbolically یوم شہدائے پولیس منانے سے کام نہیں چلے گا۔

خداوند کریم! ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔۔(آمین)

مورخہ 25 اکتوبر 2021ء کو اپر کورس کے افسران جنرل ٹیسٹ دیتے ہوئے

مورخہ 13 اکتوبر 2021ء (ر) ایس پی افتخار الدین صاحب کی زیر نگرانی سب انسپکٹر لیاقت شاہ اسلام آباد پولیس
کے PASI اور لیڈیز ٹرینیز کو مولڈ اور کرائم سین کا پریکٹیکل کروا رہے ہیں

اُستاد سعید کی عظمت

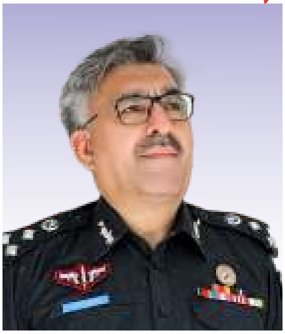

ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ (پی ایس پی)

دُنیا میں عظیم انسانوں کی کمی نہیں۔ البتہ عظمت کے پیمانے مختلف بھی ہوں تو انسانی عظمت وشرافت کے بنیادی عناصر ہر قوم، ہر تہذیب اور ہر زمانے میں یکساں ہوتے ہیں۔ 26 ستمبر 2021ء کو پشاور میں ایک عظیم انسان اس جہان سے کوچ کر گیا اور تلہ گنگ میانوالی جا کر آسودۂ خاک ہوا۔ اُستاد سعید بلاشبہ ایک پاکباز اور ایک راست باز انسان تھے۔ میں آج کل اپنا سفرنامہ ''ذوقِ پرواز'' کو ترتیب دینے کے آخری مراحل سے گزر رہا ہوں۔ اس کے بعد اپنے علمی مضامین کو ترتیب دوں گا اور پھر عظیم انسانوں پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔ بابائے اردُو مولوی عبدالحق نے نام دیو مالی اور نور خان پر لکھا۔ ان کے نزدیک عظمت کا جو پیمانہ تھا میں نے بھی اُسی پیمانے کو سامنے رکھا ہے۔ اُستاد سعید ایک اعلیٰ اخلاق کا مالک، رزق حلال (وہ بھی سو فیصد) کمانے والا، سچا محبِ وطن، دیانتدار، انسان دوست، نظم وضبط کا دلدادہ، کھری کھری اور دوٹوک بات کرنے والا، غریب پرور، مخلص، وقت اور اپنے اصولوں کا انتہائی پابند اور محنت کش سادہ سا انسان۔ اُستاد سعید کی ایمانداری اور خلوص ولِلّہیّت کے سامنے بہت سارے جبہ ودستار ہیچ۔ اس کے وطن عزیز سے بے پناہ محبت اور ملکی مسائل پر ہر وقت دلسوزی کے آگے بہت ساروں کی ایمانداری اور حب وطن کے سرکاری نغمے گانے والوں کی حب الوطنی کچھ بھی نہیں۔ وہ ایک باشعور اور حساس انسان تھے۔ بیدار مغزی اور شعور وآگہی مزّین اُستاد سعید کی باتوں میں حکمت وبصیرت اور عام انسانوں کے مسائل پر جلے بھنے دل ودماغ کو دیکھ کر میری آنکھوں میں کئی ڈگری یافتہ افسران بونے نظر آتے تھے۔ زہد وتقویٰ، پنجگانہ نماز، تہجد کی نماز اور تلاوت قرآن سے محبت ان کی شرافت کی ایسی دلیل تھی کہ بناوٹی تقویٰ والے اس کے ٹخنوں تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔

شوگر اور بلڈ پریشر جیسے امراض میں مبتلا رہے۔ مگر مجال ہے کہ ایک دن بھی کوئی کلمہ منہ سے ایسا نکالا ہو کہ اس

کفرانِ نعمت اور شکوہ خا کم بدہن کا گمان گزرے۔ صبر و شکر کی اعلیٰ دولت سے مالا مال انسان تھے۔ پہلی بیوی وفات پا گئی اور دوسری نباہ نا کام رہی تو ایک بیوہ سے نکاح کیا اور اس کی دو بیٹیوں کی کفالت کا ذمہ بھی اُٹھایا۔ غریبی میں یہ اضافی بوجھ بھی برداشت کیا۔ ایک دن مجھ سے کہا کہ میں نہ جھوٹ بولتا ہوں نہ دھوکہ دیتا ہوں، نہ سازش اور فراڈ کرتا ہوں، نہ کسی کا حق مارتا ہوں نہ ملاوٹ کرتا ہوں نہ حرام کھاتا ہوں۔ میں نے کہا، استاد، یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ لوگ سب کچھ کر سکتے ہیں مگر یہ کام نہیں کر سکتے۔ میں اکثر اپنے لیے اُس سے دُعا بھی کراتا تھا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ کسی پیر فقیر سے اُستاد سعید کی دُعا زیادہ کارگر ہے کیونکہ یہ رزق حلال کھاتا ہے۔ یقین کریں میرے حق میں اس کی وہ دُعا قبول بھی ہوئی۔ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں میں نے سروس بلاک کے نام سے چند دکانیں بنوائیں۔ اس میں ایک دکان باربر شاپ کی بھی تھی۔ دکان کے لیے مخصوص کرسیاں خریدنے کا وقت آیا تو میں نے ریزرو انسپکٹر امتیاز خان اور لائن آفیسر اسرار خان سے کہا کہ وہ استاد سعید سے رابطہ کریں کہ کہاں سے اچھی کوالٹی کی کرسیاں مناسب دام پر لی جا سکتی ہیں؟ استاد سعید ان افسران کے ہمراہ خود فیصل آباد چلے گئے۔ جس کارخانے سے کرسیاں خریدیں اس کے مالک یا منشی نے استاد سے کہا کہ کیا دو مختلف بل بنانے ہیں؟ اس پر استاد نے ذرا غصے اور ناراض ہو کر کہا کہ میں نے زندگی بھر ایسا کوئی کام کیا ہے جو آج کروں گا؟ دکاندار یا کارخانہ دار نے کہا کہ نہیں کیا ہے مگر آج آپ سرکاری لوگوں کے ساتھ آئے ہیں اور یہ سرکاری لوگ اکثر دو قسم کے بلز بنواتے ہیں۔ استاد سعید نے بتایا کہ ہرگز نہیں، جس افسر کے کام سے میں آیا ہوں وہ اس قسم کے کام نہیں کرتا۔ استاد سعید کی اس صاف گوئی اور دیانت کی جتنی بھی تعریف کی جائے، کم ہے۔ افسوس کہ سرکاری ملازمین نے اپنا امیج اتنا زیادہ خراب کیا ہے کہ زندگی کے کسی شعبے میں بھی ان کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہ سرکاری ملازمین بالخصوص پولیس کے لیے ایک تازیانہ اور طمانچہ ہے۔

استاد سعید ایک دن نہایت خفہ اور آزردہ تھے۔ مجھ سے کہا کہ میں ایک بیوہ کی مدد کے لیے اپنے بیٹے کو ماہانہ جو چند ہزار روپے دیتا تھا، اب معلوم ہوا ہے کہ وہ اس سے کٹوتی کرتا تھا۔ یہ امانت میں خیانت ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا اور اب کئی ماہ سے اپنے بیٹے سے میری بات چیت بند ہے۔ میں نے اس کو ان اخلاق کی تعلیم نہیں دی تھی۔ شرافت اور احتسابِ نفس کی ایسی مثالیں اب کہاں ہیں؟ میں نے عید سے پہلے اُستاد کو اس کے شاگردوں کے لیے عیدی دے دی۔ ایک شاگرد اس وقت اپنے گاؤں تلہ گنگ چلا گیا تھا۔ استاد نے اس شاگرد کو فون کیا کہ یہ تمھاری

امانت میرے پاس ہے، تم چاہو تو عید آنے والی ہے، میں یہ ایزی پیسہ سے بھجوا دوں۔ کاش، معاشرے کے پڑھے لکھے اور ڈاڑھی پگڑی کی حد تک ایمانداری کے دعویدار اُستاد سعید مرحوم سے کچھ سیکھتے۔ وہ روزانہ کئی اخبارات پڑھتے اور صبح سے شام تک عوام اور خواص کی باتیں سنتے اور تجزیہ کرتے رہتے تھے۔ اس لیے ان کی معلومات اور احساس لاجواب تھا۔ معلومات تو بہت سوں کو ہوتی ہیں مگر دردمندی اور دلسوزی تو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ میرا ان کے پاس آنا جانا کالج کے زمانے سے تھا۔ وہ بتاتے تھے کہ فلاں فلاں بڑا سیاستدان اور جج بھی ان کے پاس آتے ہیں۔ ایک دن میں نے پوچھا کہ ان بڑے افسران سے کیا وہ کسی کا کام بھی کراتے ہیں؟ کہا، صاحب، میں غلط لوگوں کے ساتھ راہ ورسم نہیں رکھتا۔ میں سفارش پر بھی یقین نہیں رکھتا، میں خود ایک محنت کش انسان ہوں اور دوسروں کو بھی چور دروازوں کی بجائے محنت، مشقت اور لگن کی نصیحت کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری کسی سفارش سے کسی حقدار کا حق مارا جائے۔ استاد سعید کا تبصرہ بڑا بے لاگ اور بے رُورعایت ہوتا تھا۔ بعض باتوں میں جذباتی بھی ہو جاتا تھا۔ میں کبھی کبھی ان کی پُرجوش باتوں سے اندازہ لگاتا تھا کہ یہ دراصل استاد سعید کی حرارتِ ایمانی اور خلوص کی شدّت ہے۔ منافق اور چاپلوس آدمی میں اس قسم کی گرمجوشی نہیں ہوتی یا وہ مصنوعی اور بناوٹی ہوتی ہے۔ ایک دن میں نے پوچھا کہ استاد، معاشرے میں اس قدر مہنگائی ہو چکی ہے، اس قدر گرانی ہوگئی ہے کہ توبہ توبہ۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ پھر بھی لوگ خریداریاں کر رہے ہیں؟ یہ قوتِ خرید کہاں سے آتی ہے؟ استاد سعید نے بڑی برجستگی سے کہا، سر، چوری بھی تو زیادہ ہو گئی ہے۔ مہنگائی زیادہ ہے مگر اسی حساب سے ہر کوئی چوری اور کرپشن میں بھی زیادہ ملوث ہو چکا ہے۔ بے ایمانی، دھوکہ دہی، چالبازی اور جھوٹ بھی اسی رفتار سے زیادہ ہو چکا ہے اس لیے تو قوتِ خرید بھی بڑھ گئی ہے۔ استاد سعید کی اس بات میں کافی وزن ہے۔ انسان پیٹ کے ہاتھوں مجبور ہے اور روٹی تو کسی طور کمائے کھائے مچندر۔ ظاہر ہے کہ چیزیں مہنگی ہو جائیں تو مجبور یا خود غرض انسان کوئی نہ کوئی راہ تو ڈھونڈے گا۔

اپنی بیٹی کو ایم اے کرایا اور پھر اپنی بساط سے بڑھ کر اس کے ہاتھ پیلے کیے۔ خواتین کی ملازمت پر کہا کہ بیٹی کی اپنی مرضی ہے مگر تعلیم صرف ملازمت کے لیے نہیں ہوتی، اس سے عقل وشعور میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان کی ایک شخصیّت بنتی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم تعلیم کے بعد صرف سرکاری نوکری ڈھونڈتے رہیں۔ ان کی دکان پر وقت کی پابندی بہت ہوتی تھی۔ میں اے ایس پی سے ڈی آئی جی بنا مگر ان کی دکان پر اپنی باری کے لیے قطار میں بیٹھا انتظار کرتا تھا۔

اس نے کہا، صاحب، ناراض نہ ہوں، انسان ہم سب برابر ہیں، ہم سب کا وقت قیمتی ہے۔ آپ چاہیں تو آپ کے بال بنوانے میں چھٹی کے دن آپ کے گھر آ سکتا ہوں مگر یہاں پر آپ کو اپنے نمبر کا انتظار کرنا پڑے گا۔ مجھے اس کی یہی ادا پسند تھی۔ آج اس کی فاتحہ پڑھنے گیا تو اس کے شاگرد مجھ سے لپٹ کر زاروقطار روئے اور اتنا روئے کہ میں بھی اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکا۔ ایک نے کہا، سر آپ وہ انسان ہیں جس کے بالوں کی استاد نے آخری کٹنگ کی تھی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور ہسپتال میں جان دے دی۔ پتہ نہیں ہمارے سکول کالج کے اساتذہ کے مرنے پر کوئی اتنا رو سکتا ہے جتنا استاد سعید کے شاگرد اس کے لیے روئے۔ پشاور نے ایک بڑا پیارا، مخلص، شریف اور عظیم انسان کھو دیا۔ کیا خوبصورت اور نفیس انسان تھے۔ اپنے اردگرد نظر ڈالیئے۔ اِیسے ہی عظیم انسان اس معاشرے کی زینت ہیں۔ ان کی قدر کریں۔ حق مغفرت فرمائے۔

رہے نام اللہ کا

اُستاد سعید (مرحوم) کی ایک تصویر

ٹرینیز کا کالج ہذا کی لائبریری میں دوران مطالعہ ایک خوبصورت منظر

پولیس کی تعلیم و تربیت

میں PTC کا کردار

سب انسپکٹر لیاقت شاہ

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو 1935ء سے پاکستان پولیس کی بالعموم خیبر پختونخواہ پولیس کی بالخصوص تربیت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔اس ادارہ سے لاتعداد افسران و جوانان نے اس مٹی پر اپنی جان نچھاور کرتے ہوئے اس چمن کی آبیاری کی ہے۔تعلیم وتربیت میں یہ ادارہ پورے ایشیاء میں اپنی مثال آپ ہے۔یہ ادارہ گزشتہ سال جون 2020ء تا جون 2021ء 6300 جوانان پولیس کو تربیت دے چکا ہے یہ تو صرف ایک سال کے اعداد وشمار ہیں اپنے قیام سے لے کر اب تک لاکھوں لوگ اس قدیم درسگاہ سے جذبہ حُب الوطنی لے کر ملک وقوم کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح رواں دواں ہے۔اگر چہ ''تعلیم وتربیت'' دو الگ اصطلاحات ہیں۔ آکسفورڈ ڈکشنری تعلیم کو سکول اور کالجز میں پڑھانے، تربیت دینے سیکھنے/سکھلانے کے ایک مسلسل عمل کا نام دیتے ہیں جو آپ کے علم اور صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے جبکہ ٹریننگ آپ کا کسی خاص شعبہ میں فرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں سیکھنے اور اپنی صلاحیتوں میں نکھار لانے اور رویوں میں واقع تبدیلی کا نام ہے۔شروع دن سے اس ادارے نے ''تعلیم اور تربیت'' کے سلسلے میں زیرتربیت جوانان اور افسران کی شخصیت میں نکھار لانے اور جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ ادارہ جدید دور کی جدید پولیسنگ کی ضروریات کو بھانپتے ہوئے اپنے نصاب میں بھی جدت لاتا رہا ہے۔

اس ادارے سے میں بھی ریکروٹ، پروبیشنز اور اپر کورسز کرنے کا شرف حاصل کر چکا ہوں اور فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں بھی یہاں سے فارغ التحصیل جوانوں میں شامل ہوں۔اس ادارے میں زیرتربیت رہتے ہوئے میں بھی اس ادارے میں بحیثیت معلم فرائض سرانجام دینے کی آرزو اور خواب دل میں سمائے ہوئے جو بہ فضل خداوندی سال

رواں کے دوران شرمندہ تعبیر ہوا۔ جب میں اس ادارے میں تربیت حاصل کرر ہا تھا اُس وقت اور اب بحیثیت انسٹرکٹر میں نے کافی جدت اور تبدیلی محسوس کی ہے بلکہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اب یہاں پر میں نے حالات کو مکمل تبدیل پایا ہے۔ جس کی میری نظر میں سب سے بڑی وجہ ایک ماہر تعلیم ،مفکر اور ریسرچر سربراہ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب کی سرپرستی ہے۔ جو اس ادارہ اور اس ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے ٹرینیز کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت اور خوش قسمتی ہے۔ وہ اس لیے کہ جب میں اس ادارہ میں بحیثیت لاء انسٹرکٹر تعینات ہوا تب سے لے کر اب تک میں ایک پولیس کے تربیتی ادارہ میں نہیں بلکہ ایک یونیورسٹی میں اپنی موجودگی محسوس کرر ہا ہوں۔ آئے روز جناب صاحب بہادر کی خصوصی دلچسپی سے اپنے شعبوں میں مہارت رکھنے والے PHD سکالرز، ماہرین نفسیات، قانون دان، ماہرین تعلیم، اور محکمہ پولیس کے سینئر افسران اس ادارہ میں اپنی موجودگی سے زیر تربیت ٹرینیز اور سٹاف کی تربیت اور Capacity Building میں اپنا کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ جن سے بحیثیت ایک ذمہ دار انسٹرکٹر (ACLI) میں روزانہ سیکھنے کے عمل سے مستفید ہو رہا ہوں اور جناب کمانڈنٹ صاحب کی بہترین کاوشوں کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں نہ صرف یہ کہ پی ٹی سی میں ماہرین کو طلب کر کے اُن سے استفادہ ہو رہا ہے بلکہ جناب کمانڈنٹ صاحب کی ذاتی دلچسپی سے ادارہ سے باہر سٹڈی ٹورز اور سیمنارز میں بھی شامل ہونے کے مواقع فراہم کیے جارہے ہیں۔ جس کے بارے میں قبل ازیں سوچا بھی نہ تھا۔ جس کا مقصد دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق پیش آمدہ چیلنجز سے نمٹنے کے لیے پولیس فورس کی کردار سازی اور تیاری ہے۔

حال ہی میں مورخہ 11 نومبر 2021ء کو انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ سائنسز پشاور میں منعقدہ IMS اور PISA (پاکستان انفارمیشن سیکیورٹی ایسوسی ایشن) کے باہمی اشتراک سے (سائبر سیکیورٹی کانفرس 2021ء) میں پولیس ٹریننگ کالج ہنگو سے سٹاف اور ٹرینیز پر مشتمل 30 جوانوں کی ایک ٹیم نے ڈی ایس پی جناب باروز خان CLI کی سربراہی میں جناب کمانڈنٹ صاحب کی ذاتی دلچسپی سے شرکت کی۔ جس میں سابقہ انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخواہ جناب اختر علی شاہ صاحب اور عمار جعفری صاحب صدر (PISA) کے علاوہ FIA,CTD اور IB کے افسران نے سائبر سیکیورٹی پر کافی سیر حاصل گفتگو کی۔

جبکہ منACLI نے

"Panel on" Digital Forensic in the Era of Digital /Cyber Crime,

"Preservation of Evidence and its Evidinatory Value in Court of Law”

پر دیگر افسران جو مختلف محکمہ جات سے آئے ہوئے تھے کہ ساتھ پی ٹی سی ہنگو کی نمائندگی کا شرف حاصل کیا جس کو وہاں پر موجود تمام Participants اور افسران نے خوب سراہا اور کانفرنس کے اختتام پر من ACLI کو توصیفی سرٹیفکیٹ جبکہ CLI انسپکٹر باور خان کو یادگاری شیلڈ سے نوازا گیا۔ پی ٹی سی کے ٹرینیز اور سٹاف افسران صاحبان بھی مفید معلومات سے مستفید ہوئے۔ المختصر یہ کہ پی ٹی سی دور حاضر میں جس طرح ''تعلیم وتربیت'' کے سلسلے میں پولیس جوانوں کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرا رہا ہے۔ اس میں کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب ایک ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اپنے مضمون کا اختتام اس دعا کے ساتھ کرتا ہوں کہ خداوند کریم پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کو محکمہ پولیس کی خدمت اور تربیت کے لیے کامیابی کے ساتھ تا ابد قائم ودائم رکھے اور تمام افسران جو اس ادارہ کی بھلائی اور کامیابی کے لیے سرگرم عمل ہیں بالخصوص جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کو صحت وتندروستی عطا فرمائے تاکہ اپنی بہترین قائدانہ اور ماہرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کالج کو یونیورسٹی کے درجے پر فائز کریں اور اس ادارہ کو بہترین اداروں کی فہرست میں کھڑا کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکے۔

مورخہ 11 نومبر 2021ء کو انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ سائنسز پشاور میں IMS اور PISA کے
باہمی اشتراک سے منعقدہ سائبر سیکیورٹی کانفرس 2021ء کی تصویری جھلکیاں

محکمہ پولیس میں نئے کورسز کی اہمیت وافادیت

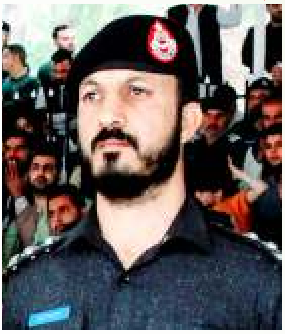

رضوان اللہ سب انسپکٹر

زمانہ قدیم سے جوں جوں دنیا ترقی کرتی جاتی ہے نئی نئی ایجادات ہوتی جاتی ہیں۔ دُنیا کا ہر شعبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ جونئی ایجاد ہوتی ہے وہ دوسروں تک پہنچانے کے لیے پڑھائی سکھلائی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک بندے کی کاوش سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ملتا ہے۔ اگر اس کوشش کو مٹھی میں بند کیا جائے یا دوسروں کو منتقل نہ کیا جائے تو وہ کاوش یا ایجاد بے کار ہو جاتی ہے اور کسی فردواحد کو بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس دنیاوی نظام میں ایک نظام پولیس کا بھی ہے۔ جتنے بھی ممالک ہیں ان میں پولیس کا انتہائی اہم اور خاص کردار ہے۔ ایک طرف اگر دُنیا ترقی کرتی جارہی ہے تو دوسری طرف جرائم کے اعداد و شمار بھی بڑھتے جارہے ہیں اور جرائم کی روک تھام کے لیے محکمہ پولیس کو بھی اسی تیزی کے ساتھ ترقی کرنی ہوگی۔ بیشک پاکستان میں بھی محکمہ پولیس نے پیشہ وارانہ اُمور میں ترقی کی ہے مگر بہت سے اُمور ایسے ہیں جن میں اب تک کوئی کام نہیں کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی پولیس باقی ترقی یافتہ ممالک کی پولیس سے بہت پیچھے ہے۔

پولیس فورس کے لیے نئے کورسز بڑی اہمیت کے حامل ہیں جن کی بدولت پیشہ وارانہ کارکردگی میں بے پناہ اضافہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ بیس برس قبل پولیس کی اتنی ذمہ داریاں نہیں تھیں جتنی آج کے دور میں ہے۔ پہلے پولیس افسران اپنے بیشتر تھانہ جات، پولیس چوکیاں اور لائن میں سب کچھ سیکھ لیتے تھے۔ لیکن اب دور جدید کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور حالیہ دہشت گردی سے نمٹتے ہوئے پولیس فورس مصروف ہوگئی ہے جس کی وجہ سے وہ پرانا سیکھنے سکھانے کا کام رُک کر رہ گیا ہے۔ اب دور حاضر کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے محکمہ پولیس میں مختلف شعبہ جات سے متعلق پیشہ وارانہ کورس کروانے کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ جیسے جیسے ٹیکنالوجی میں ترقی آتی

ہے ویسے ویسے جرائم کی عداداورنوعیت بھی مختلف ہوتی جارہی ہے۔محض پرانے تفتیش کے طریقہ کار کے مطابق جرائم کی روک تھام اب ناممکن ہوچکی ہے۔ایسے میں محکمہ پولیس میں نئے کورسز کے اجراء کی ضرورت دن بہ دن بڑھتی جارہی ہے جس میں میری ناقص رائے کے مطابق ذیل کورسز کوشامل کرنا چاہیے تاکہ ہم کسی بھی حالات سے نمٹنے کے لیے ہروقت تیاررہ سکیں۔

1	تفتیش کا کورس	چھ ماہ
2	سائبر کرائم کورس	تین ماہ
3	انفارمیشن ٹیکنالوجی کورس	تین ماہ
4	لائن آفیسر کورس	تین ماہ
5	لیڈرشپ SHO کمان کورس	چھ ماہ
6	نائب کورٹ کورس	تین ماہ
7	لیگل کورس برائے SI لیگل	چھ ماہ
8	آرمرر کورس	تین ماہ

ان نئے کورسز کے اجراء سے محکمۂ پولیس میں ایک جدّت آئے گی اور وقت کے تقاضوں کے مطابق ان کورسز کوایک سٹینڈنگ آرڈر کے ذریعے لازمی قرار دیا جائے تو پولیس تعیناتی میں سیاسی مداخلت اورسفارش بھی کم ہوجائے گی کیونکہ صرف کوالیفائیڈ افسران ہی تعیناتی کے مستحق ہوں گے۔بعض کورسز کے لیے کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ڈاکٹرفصیح الدین اشرف کی نگرانی میں نصاب بھی تیار کیا گیا تھا مگر محکمے کی طرف سے تاحال اس پر کارروائی نہیں ہوئی ہے۔

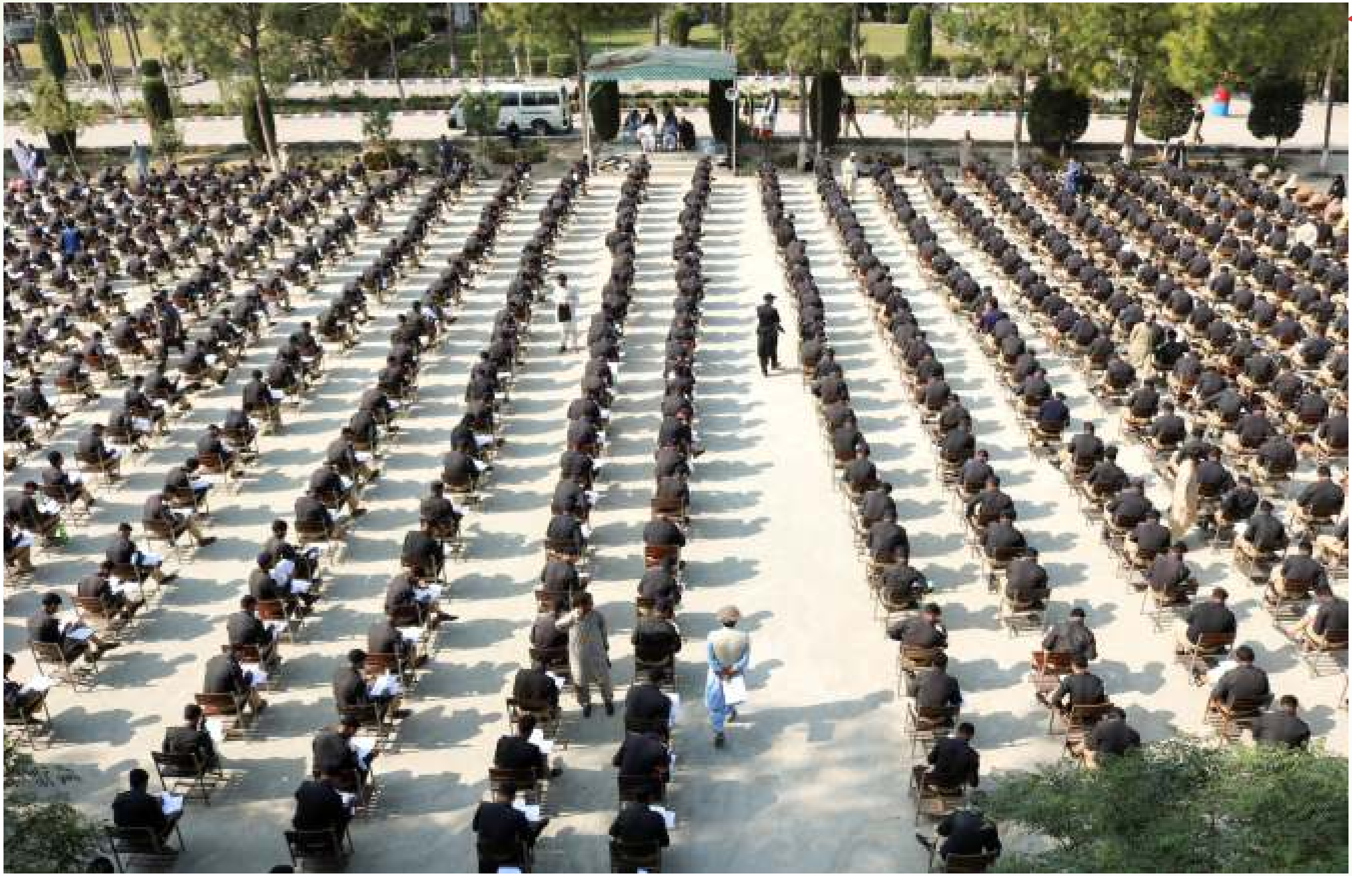

مورخہ 03 نومبر 2021ء کولوئر کورس کے ٹرینیز ایٹا امتحان دیتے ہوئے۔ تصویری جھلک

ماہرین کے زیر تربیت جوانوں وافسران کو خصوصی لیکچرز کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 21 جون 2021ء کو ڈاکٹر فرحت اللہ پی ایچ ڈی سٹاف اینڈ اپر کورس
کے ٹرینیز کو ٹیچنگ میتھاڈالوجی کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 18 جون 2021ء کو ایس پی ریٹائرڈ میاں نصیب جان اپر کورس کے
ٹرینیز کو ناقص تفتیش کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 22 جون 2021ء کو ایس پی ریٹائرڈ میر قاسم خان اپر کورس کے ٹرینیز
کو ریسرچ انوسٹی گیشن کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 18 جون 2021ء کو ماہر نفسیات ڈاکٹر حیدر زمان زیر تربیت ٹرینیز کو ذہنی تناؤ
کا انتظام پولیس میں اور طرز زندگی کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 12 جولائی 2021ء کو ڈی ایس پی روخان زیب سٹاف وار کورس کے
ٹرینیز کو پولیس کریمنل ریکارڈ کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 16 جون 2021ء کو ایس پی ریٹائرڈ افتخار الدین انٹرمیڈیٹ کورس کے
جوانوں کو کرائم سین کے تحفظ کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 25 جون 2021ء کو ڈاکٹر عمران احمد ساجد پی ایچ ڈی اپر، انٹرمیڈیٹ
کورس کے ٹرینیز کو ہیومن رائٹس کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 05 جولائی 2021ء کو ڈی پی او اورکزئی نثار خان سٹاف وزیر تربیت
ٹرینیز کو انفیکٹو وسپرویژن آف انوسٹی گیشن کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 10 نومبر 2021ء کو ڈاکٹر شکیل احمد PASI کورس کے ٹرینیز کو
پولیس ٹارچر اور پولیس پراسیکیوشن کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 10 نومبر 2021ء کو ڈاکٹر عمران احمد ساجد لاء انسٹرکٹرز کو کمیونیکیشن اینڈ
پریزنٹیشن سکلز کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 07 اکتوبر 2021ء کو بیرسٹر برکت اللہ PASI کورس کے ٹرینیز کو
کورٹ پروسیڈنگ اینڈ رول آف پولیس کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مورخہ 18 نومبر 2021ء کو معمر جلال ایڈوکیٹ PASI کورس کے ٹرینیز کو
ڈیولپمنٹ آف کریمنالوجی اینڈ کیس سٹڈیز کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

پی ٹی سی ہنگو میں

جشن آزادی

کی پُروقار تقریب

14 اگست 2021ء

سہیل جہانداد

ہمارا وطن وہ وطن نہیں جو وراثت میں اس کے بسنے والوں کو ملا ہے بلکہ پاکستان کی بنیادیں استوار کرنے کے لیے متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ہڈیاں اینٹوں کی جگہ اور خون پانی کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ اتنی گراں قدر تخلیق کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے تعمیر پاکستان میں اپنا تن، من، دھن، بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ اور عزیز واقارب قربان کیے۔ حصول پاکستان کے لے لاکھوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ کتنی ماؤں کے سامنے ان کے بچے قتل کر دیئے گئے۔ کتنے بے بسوں کے خاندان کو مکانوں میں بند کر کے نذر آتش کر دیا گیا اور وہ بیچارے دل پکڑ کر رہ گئے۔ کتنی پاکدامنوں نے نہروں اور کنوؤں میں ڈوب کر اس ملک کی قیمت ادا کی۔ بے شمار بچے یتیم ہوئے جو اپنے والدین کی شفقت کے لیے ساری عمر ترستے رہے۔

اس کی وادیاں اپنے اندر فردوس کی راعنائیاں لیے ہوئے ہیں۔ ہرے بھرے اور وسیع وعریض کھیت سونا اُگل رہے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمیں ہر قسم کی آزادی سامان آسائش وآرائش مہیا ہے مگر یہ کبھی نہ بھولیں کہ اس میں سلطان ٹیپوؒ کا خون، سرسیدؒ کی نگاہ، دوربین علامہ محمد اقبالؒ کے افکار، قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی جہد مسلسل اور دوسرے اکابرین کا ایثار بھی شامل ہے اور ان کا ایسا کرنے کا مقصد کیا تھا؟ ''ایک آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کا حصول''۔

وطن عزیز کو حاصل کرنے کے لیے ہم نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اسی لیے اس کے اہم دن ہم بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ ان دنوں میں جشن آزادی اہم ترین دن ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے پورے برصغیر پر قریباً سو سال تک انگریزوں کا قبضہ رہا۔ انگریزوں کے قبضے سے پہلے برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ انگریزوں سے

آزادی حاصل کرنے کے لیے مسلمان مسلسل کوشش کرتے رہے۔اللہ تعالیٰ محنت کا پھل ضرور دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سی قربانیاں دینے کے بعد آخرکار 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔اس دن برصغیر کے مسلمان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو گئے اور اپنا ایک الگ ملک حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں پر کسی قسم کی کوئی مذہبی یا دیگر ایسی پابندی نہیں تھی ۔ جہاں وہ کھل کر اپنی آزادانہ رائے کا اظہار کر سکتے تھے اور اپنی تمام تر مذہبی رسومات آزادانہ طور پر منا سکتے تھے۔ یہ ملک ہم نے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے حاصل کیا۔

اس کامیابی کی خوشی میں ہم ہر سال 14 اگست کو تمام دن خاص تقریبات منعقد کرتے ہیں ۔ان بزرگوں کی کوششوں کی یاد تازہ کرنے کے لیے تقریریں کرتے ہیں جنہوں نے عظیم قربانیاں دے کر ہمارے لیے وطن بنایا۔ یوم آزادی کی خوشی میں پورے ملک کے شہروں اور قصبوں میں چراغاں کیا جاتا ہے۔لوگ جوق در جوق گھروں سے باہر آتے ہیں ۔سرکاری ونجی عمارتوں پر قومی پرچم لہرائے جاتے ہیں ۔کراچی میں لوگ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مزار اقدس پر جاتے ہیں پھولوں کے گلدستے رکھتے ہیں اور قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں ۔

اسی سلسلے کی کڑی کو لے کر چلتے ہوئے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی کی خصوصی ہدایت پر اکیڈمک بلاک کے چمن میں جشن آزادی کے حوالے سے ایک پُر وقار تقریب منعقد کی گئی۔جس کے مہمان خصوصی جناب ارشد حسین ڈی ایس پی صاحب ایڈمنسٹریشن تھے ۔اس تقریب کا آغاز کلام اللہ سے ہوا۔قومی ترانہ پیش کیا گیا۔قومی ترانہ کی سریلی دھنوں نے تمام آنکھوں کو اشک بار کیا اور ایک رقت آمیز منظر پیش کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے پیارے ملک کی خاطر جان نثار کرنے والوں کو کبھی نہیں بھولے اور نہ ہی بھولیں گے ۔ اسسٹنٹ چیف ڈرل انسٹرکٹر خانزادہ خان کے کاشن پر قومی پرچم کو گارڈ سلامی دی گئی ۔مہمان خصوصی نے پرچم کشائی کی اور مہمان خصوصی سمیت تمام نے مملکت خداداد کے جھنڈے کو سلامی پیش کی ۔سلامی کے بعد مہمان خصوصی ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمنسٹریشن نے یادگارِ شہداء پر پھولوں کا گلدستہ رکھا۔مہمان خصوصی کے ساتھ ساتھ ڈی ایس پی باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر، انسپکٹر جان عالم خان چیف ATS نے بھی یادگارِ شہداء پر پھولوں کے گلدستے رکھے اور وطن عزیز کی بقاء وسلامتی اور شہداء کے لیے خصوصی دعا کی گئی ۔مہمان خصوصی نے کہا کہ پاکستان ہمارے بزرگوں کی

قربانیوں اور طویل جدوجہد کا ثمر ہے۔ ہر پاکستانی کو محنت، لگن اور خلوص نیت سے ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ آزادی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔ 14 اگست قیام پاکستان اور ملک کی حفاظت کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کا دن ہے۔ جو طاقتیں مل کو کمزور کرنا چاہتی ہیں ہمیں متحد ہو کر ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس کے بعد گارڈ سلامی اور باقی سٹاف ممبران و ٹرینیز کے ہمراہ مہمان خصوصی نے یادگار شہدا کے سامنے گروپ فوٹوز بنوائے۔ اسی کے ساتھ جشن آزادی کی پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں منائی گئی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

14 اگست 2021ء جشن آزادی کی تقریب کی تصویری جھلکیاں

بادش بخیر

آنے والے کمانڈنٹ صاحبان کے نام
پیغام

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف (پی ایس پی)

ع نقشِ است برجریدۂ عالم دوامِ ما

ع شادم از زندگئ خویش کہ کارے کردم

مجھے ہمیشہ سے یہ ارمان رہا تھا کہ میں پولیس ٹریننگ کالج ہنگو میں پولیس کے نظامِ تعلیم و تربیت میں اپنے حصّے کی شمع جلاؤں۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ہوا یہ موقع مجھے محترم آئی جی پولیس جناب ناصر خان دُرّانی صاحب نے دیا۔ الحمدللہ ___ محترم دُرّانی صاحب ہوں کہ ایڈیشنل آئی جی ہیڈ کوارٹر جناب میاں آصف، یا اُن کے بعد نگران ایڈیشنل آئی جی اور نگران آئی جی جناب سیّد اختر علی شاہ صاحب ہوں، سب نے میری کام، میرے خدمات اور میرے جذبۂ خلوص و محبت کا اعتراف کیا۔ اساتذہ کے ساتھ میرا رویّہ برادرانہ اور ٹرینیز کے ساتھ مشفقانہ رہا۔ اس کالج کو 1991ء کے بعد شاید ہی کسی نے اتنی محبت دی ہو جو میں نے اسے گزشتہ ایک سال میں دی۔ میں نے اِسے بچوں کی طرح پالا۔ میں نے اس کے اندر درجن بھرے باغات لگائے، پھل پھول اُ گائے، یہاں میس نائٹ، گیسٹ نائٹ، مشاعروں، تقریری مقابلوں، مضمون نویسی، کتاب دوستی، درس قرآن اور علم و ادب کی اشاعت کے لیے ششماہی ''تیغ و قلم'' اور کھیلوں کو فروغ دیا۔ اکیڈمک بلاک کی تزین و آرائش کی۔ ناصر خان دُرّانی ای لرننگ سنٹر بنایا۔ اساتذہ کے لیے ''ٹیچر ہاؤس'' میں کمپیوٹرز کا انتظام کرایا۔ میس میں کھانے کے آداب اور مسجد میں بیٹھنے کے آداب پر لیکچر دیئے۔ محرر کورس، لوئر کورس، کمپیوٹر کورس کے لیے کتابیں لکھیں۔ بہت سے ماہرین کو لیکچر کے لیے بُلایا۔ کتاب کلچر اور کُتب بینی کو رائج کیا۔ ٹرینیز اور اساتذہ سے کتابوں پر تبصرے لکھوائے۔ کبھی پہاڑ کے اوپر اور کبھی دامنِ کوہ میں علاقائی موسیقی اور ورائٹی شوز کے

پروگرام منعقد کرائے ۔ امتحانات کا ماہانہ، پری ٹریننگ اور سہ ماہی آزمائشی امتحانات کا نظام متعارف کرایا۔ خوف، رگڑا اور زبردستی کام کروانے کو منع کیا۔ خالص دُودھ کے لیے ڈیری فارم بنوایا۔ اب بھی پولٹری فارم اور شہد فارم زیرِ تجویز وزیرِ تعمیر ہیں۔ UNDP کی مدد سے ایک عدد ڈسپنسری اور خواتین ہاسٹل بنوایا۔ حتیٰ کہ دس سال کے وقفے کے بعد پاسنگ آوٹ پریڈ منعقد کرائے۔ کچھ گراؤنڈ میں پہلی بار ATS تکنیک کے لیے اسالٹ گراؤنڈ بنوایا۔ یہاں پژمردگی، مُردنی، علیحدگی اور دقیانوسی طور طریقوں میں ایک تازگی، ولولہ، ہلچل، اجتماعیت جدیدیت اور ایک زندگی کو جنم دیا۔ یہی میرا وژن 2035ء ہے جب اس کالج کی صد سالہ تقریبات ہوں تو یہ یونیورسٹی بنے۔

الحمدُ للہ میرا ضمیر مطمئن ہے اور اس شعر پر خاتمہ کروں گا۔

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اسی راہ سے کوئی گیا ہے

اللہ کرے یہ کالج سدا آباد و خوشحال رہے (آمین)۔

ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ (پی ایس پی / ڈی آئی جی)
کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج، ہنگو

مورخہ: ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ بروز بدھ
بمطابق 16 اگست 2017ء

(ماخوذ: پی ٹی سی ہنگو کے "Visitors' Book" سے اِنتخاب)

"حرفِ آخر" — تأثرات — آخری دن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O الحمدُ للہ ۔ خُدائے لم یزل کی بے حد مہربانی اور رحمت و رحمانیت کی بے پناہ بارشوں کے لیے سربُسجود اور دل و زبان سے شکر گزار ہوں کہ آج اپنی تعیناتی کے آخری دن نہایت سکون اور طمانیتِ قلب کے ساتھ چارج چھوڑ رہا ہوں ۔ خُداوند کریم ربّ جلیل کی کرم نوازی اور منبعِ فیض و سعادت حضرت آقائے نامدار سرورِ کائنات ﷺ کی نظرِ عنایت کے طفیل میں نے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کو اُس کا جائز مقام دلوانے کی بھرپور کوشش کی ہے ۔ میرا ضمیر مطمئن ، میرا دل پُرسکون اور میرا ایمان تر و تازہ ہے ۔ یہاں پر میں نے جتنے دن بھی گزارے بفضل تعالیٰ ایک تعمیری اور مثبت سوچ کے ساتھ گزارے ۔ مجھے سابق آئی جی پولیس اور عبقری فکر کے خاوند محترم جناب ناصر خان دُرّانی صاحب نے یہ ذمہ داری سونپی تھی ۔ اس کے بعد ہمارے نئے پولیس قائد صلاح الدین محسود صاحب آئے ۔ انہوں نے بھی میرے اوپر اعتماد کیا ۔ الحمدُللہ میں نے اُن کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی ۔ دُرّانی صاحب سے مجھے شفقت پدری ملی تو صلاح الدین صاحب سے مجھے برادرانہ محبت ملی ۔ میں اپنے دونوں قائدین کا بے حد مشکور ہوں ۔ مجھے ایک سال اور تین ماہ کے اس عرصے میں کوئی ملال نہیں بلکہ نہایت دلجمعی اور سکون قلب کے ساتھ یہاں سے جا رہا ہوں کہ میں نے اس کالج میں اپنے حصے کا کام کر دیا ہے ۔ ابھی بہت سا کام باقی ہے مگر اب کوئی اور تازہ دم شہسوار ہی اس گھوڑے پر سواری کرنے آئے گا ۔ میری دُعا ہے کہ جو بھی آئے ، جب بھی آئے وہ نئے نقوش ، نئے خدوخال اور نئے اقدامات لے کر آئے ۔

تعلیم و تربیت ایک سماجی عمل (Social Process) ہے ۔ یہ ریاست کی اجارہ داری (Monopoly) میں مخصوص ذہن پیدا کرتا ہے ۔ یہ لارڈ میکالے کا طرزِ عمل تھا ۔ ہمارے ادارے آج بھی اُس ڈگر پر چل رہے ہیں ۔ آزادیٔ ہند کے بعد ہم میں کوئی نابغۂ روزگار عبقریٔ زمانہ پیدا نہ ہوا جو اس نظام کو تہہ و بالا کرے یا ایسے مصلحین و مجدّدین بھی نہ آئے جو کردار سازی اور تعمیر انسانیت کے لیے موجودہ نظام میں تبدیلیاں لا کر اُسے مقامیّت بخشنے اور
آزادیٔ ہند کے بعد ہم میں کوئی نابغۂ روزگار عبقریٔ زمانہ پیدا نہ ہوا جو اس نظام کو تہہ و بالا کرے یا ایسے مصلحین و

مجدّد دین بھی نہ آئے جو کردار سازی اور تعمیر انسانیت کے لیے موجودہ نظام میں تبدیلیاں لا کر اُسے مقامیّت بخشے اور اِسے Indigenize کرے۔

لارڈ میکالے نے کہا تھا "A new man with a new selfhood"

''ایک نیا انسان ایک نئی ذات کے ساتھ'' اقبالؔ نے کہا تھا کہ شخصیت سازی کے لیے جدید تعلیم بہترین حربہ ہے، تعلیم کے تیزاب میں خودی کو ڈالنے کے بعد جدھر چاہو موڑ لو۔ پولیس تعلیم و تربیت بھی اس سے جُدا چیز نہیں ہے۔ افسوس کہ محکمۂ پولیس میں لوگوں کو تعلیم و تربیت کا پیغمبرانہ پہلو معلوم نہیں ہے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے کہ ''اے ماہی گیرو! آؤ، میں تمھیں آدم گیر بنالوں''۔ یہ آدم گیری دراصل انٹیلی جنس کی زبان میں Talent-spotting اور Brain-huntting کہلاتی ہے۔ نفسیات کی زبان میں اسے Right man for the right job کہا جاتا ہے۔ قرآن میں اسے تعلیم کتاب، حکمت اور تزکیہ کہا جاتا ہے۔

افسوس کہ پولیس کا محکمہ اس شعور اور اس عقل و ادراک سے خالی ہے۔

یہ اس محکمے کی بدترین بدقسمتی ہے۔ والسلام۔

ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ (پی ایس پی/ڈی آئی جی)

کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج، ھنگو

مورخہ: ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ بروز پیر، بمطابق 20 نومبر 2017ء

بچوں کی نفسیاتی تربیت

انتخاب: ڈی ایس پی باروز خان

ان باتوں کا خیال رکھیے! جوں جوں وقت اور زمانہ بدل رہے ہیں، توں توں بچوں کی تربیت کے رنگ ڈھنگ نئے تقاضے کرنے لگے ہیں۔ اس وجہ سے بچے اور والدین دونوں ہی اپنی اپنی جگہ کشمکش کا شکار ہیں۔ بچوں کی تربیت کے لیے پہلی درس گاہ ماں اور باپ ہوتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں کا ایک بات پہ متفق ہونا ضروری ہے اور بچوں کے سامنے سب سے پہلے تو ایک دوسرے کی عزت کرنا ضروری ہے، ایک دوسرے کی بات سننا ضروری ہے۔ بچہ سب سے زیادہ دیکھ کر سیکھ رہا ہوتا ہے۔ لہذا پہلے تو والدین اور ساتھ رہنے والوں کو، جیسے مشترکہ خاندانی نظام ہے، اپنے ہر عمل کے ساتھ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بچہ یہی سب کچھ مستقبل میں کرے گا، جو دیکھ رہا ہے۔ خواہ آپ اس کو کتنا بھی کسی بات سے کیوں نہ روک لیں، جو اس نے دیکھا ہے، وہ کرنا ناگزیر فطرت ہے۔ یوں بھی بچے کو، جس بات سے مسلسل روکا جا رہا ہوتا ہے، وہ اس کے لیے تجسس بن جاتی ہے اور وہ اپنے تجسس کی تسکین یا کھوج کے لیے اس عمل کو دہراتا ہے۔

بچوں کو خوف یا لالچ دے کر کام کرنے کی طرف آمادہ مت کریں ورنہ وہ ساری عمر خوف یا لالچ کے زیر اثر زندگی گزار دے گا، مزید دشواریوں کا شکار ہو جائے گا اور آپ کو بھی اس کا حصہ بنا لے گا۔ اس کو جو سکھانا ہے جو تربیت کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اسے جو کچھ کرنا ہے بحیثیت انسان ہی کرنا ہے اور انسان بھلائی کا کام کرتا ہے۔ اس پر اپنے کسی قسم کے نظریات مسلط مت کریں، اس کا زمانہ دوسرا ہے اور آپ کا دوسرا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر زمانہ اپنی تہذیب ساتھ لاتا ہے اور ہمیں اسی کے مطابق تعلیم بھی دینی ہے اور تربیت بھی۔ تعلیم نے تو وقت کے ساتھ ساتھ کسی حد تک اپنے معیارات بدل لیے ہیں مگر تربیت ابھی ماضی کی پرستش میں مشغول ہے۔ تعلیم اور تربیت دو الگ چیزیں ہیں۔ بچے کو سکول اور ٹیوشن بھیج کر ہم اس کے تربیتی تقاضے پورے نہیں کر رہے بلکہ علمی تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ علمی تقاضوں

کی پہلی سیڑھی والدین، خاندان، دوست احباب، بچوں کے دوست، ان کے خاندان کے رویے اور اعمال ہیں، جو بچہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ کھیل کود، ملنے ملانے اور کھانے پینے کے دوران سیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہو رہا ہوتا ہے تو ہم اسے ڈراتے ہیں، سوجا، بلی آجائے گی، جن آجائے گا یا اس کو کسی چیز کا لالچ دیتے ہیں اور یوں اس کے ذہن میں کچھ کرنے کے لیے ڈرنا یا لالچ جگہ بنا لیتے ہیں۔ اس طرح بچے نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس کا اعتماد اس کی اپنی ذات پہ بحال کرنا تربیت کا سب سے اہم نکتہ ہے۔ ذات پہ اعتبار تب آتا ہے، جب وہ اپنے کام آپ کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ بڑا ہونے لگے تو اس سے وہ کام، جو وہ کر سکتا ہے کروائیں تا کہ وہ خود مختار ہو اور یوں اس کا اپنی صلاحیتوں پر اعتبار بڑھنے لگے۔ وہ جتنا جلد خود مختار اور پُر اعتماد ہوگا، اتنا ہی جلد اور بہتر عملی زندگی میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے گا۔ لیکن ہم اپنے بچوں سے ان کا اپنا کام کروانا بھی شاید چائلڈ لیبر سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ خود اس کے سب کام کر کے دیں۔ اس طرح وہ عمر بھر یہی توقع کرتا رہتا ہے کہ اس کے کام دوسرے کریں۔

کچھ والدین تو انہیں اپنی ذات کے گرد اتنا محو کر لیتے ہیں کہ اس کا اعتماد عمر بھر انسانوں سے اٹھ جاتا ہے۔ بچہ جب بڑا ہو رہا ہوتا ہے تو گھر میں چیزوں کو بکھیرنا اور غلطیاں کرنا ایک عام بات ہے مگر اسے مار کر یا ڈانٹ کر منع کر دیتے ہیں۔ خوف سے وہ سہم تو جاتا ہے مگر غلطی کرنا اس کی جبلت ہے، موقع ملتے ہی وہ غلطیاں کرنے لگتا ہے۔ کسی کے گھر جا کر یا سکول جا کر، تب ہمیں ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نتیجے میں ہم اس پہ مزید سختی کرتے ہیں۔ لیکن یہ سوچتے کہ وہ گھر میں غلطیاں نہیں کرے گا تو باہر کرے گا۔ کیونکہ اس نے عملی زندگی کو غلطیوں سے ہی سیکھنا ہے۔ اس کو گھر میں غلطی کرنے دیں اور اس کا نتیجہ جب سامنے آتا ہے، اول تو وہ اسی سے سیکھ جاتا ہے کہ اسے یہ کام نہیں کرنا۔ تب اگر آپ اس کو سمجھا دیں کہ وہ دیکھا ایسا کرنے سے یہ ہو گیا تو وہ خود محتاط ہو جائے گا۔

بچے کو اجنبی جگہوں پہ لے کر جائیں، اجنبی لوگوں سے ملاقات کروائیں تا کہ اسے جگہ کے بدلنے اور نئے لوگوں سے مانوس ہونا اور انہیں قبول کرنا آئے۔ لوگوں اور خصوصاً اجنبی اور نئے افراد کے سامنے اس کی رہنمائی کم سے کم کریں۔ ہم یہی سب سے زیادہ کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو بتا سکیں کہ ہمارے بچے ہمارے کتنے کنٹرول میں ہیں۔ مگر مستقبل قریب اس کا پردہ فاش کر دیتا ہے۔ جونہی بچہ ذرا طاقت ور ہوتا ہے تو وہ کسی بھی صورت اس کنٹرول سے بغاوت کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی عزت نفس مجروح ہو رہی ہوتی ہے جب کہ ہم سمجھتے ہیں کہ بچے کی عزت نفس ہوتی ہی نہیں ہے۔ بچے

کو ممکن اور ضروری حد تک آزادی دیں کیونکہ سیکھنے کا عمل آزادی کا تقاضا کرتا ہے، جو اس کی ذہنی و جسمانی نشو ونما کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ کھیلوں میں شمولیت کریں۔ اس کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ والدین اس کے کھیل کود کا حصہ بنیں۔ آج کے دور کی بات کی جائے تو اب کارٹون کہانیوں میں سب رشتے ہوتے ہیں، جو بہت آئیڈیل صورت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے والدین اور دوسرے رشتوں کو بھی اس آئیڈیل صورت میں دیکھنا چاہتا ہے، جب نہیں دیکھتا اس آئیڈیل کے قریب، جو بھی شخصیت لگتی ہے، اس کا جھکاؤ اس کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس لیے اپنے بچے کے آئیڈیل کو کم از کم سمجھنے کی کوشش ضرور کریں۔

جب آپ بچے سے بات کریں گے، ڈائیلاگ کریں گے، اسے وقت دیں گے تو وہ اپنے تصور کی تصویر آپ کے سامنے خود بنا دے گا۔ لیکن اس سب کے لیے آپ کو وقتی طور پہ اس کے ذہنی معیار تک آنا ہو گا یعنی وقتی طور پہ بچہ بننا ہو گا۔ بچے میں قوت برداشت پیدا کریں۔

[تحریر: روبینہ گل۔ ماخوذ۔ سنڈے میگزین]

مورخہ 16 اگست 2021ء کو کرونا حالات کے پیش نظر کالج ہذا میں ریسکیو 1122 ھنگو کے جوان سپرے کر رہے ہیں

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے
پروبیشنر ASI کے ساتھ دربار

غلام ذکریا

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو اپنی تربیتی سرگرمیوں اور قدیمی تاریخ کے حامل درسگاہ ہونے کی وجہ سے پورے ملک بھر میں ایسے بھی اپنا لوہا منوا چکا ہے۔ سال 1935ء سے لے کر تا حال پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے ہزاروں کی تعداد میں پولیس آفیسر کی تربیت کر کے ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے اور اپنا کردار بخوبی نبھاتا آ رہا ہے۔ پی ٹی سی ھنگو جس میں نہ صرف خیبر پختونخوا بلکہ ملک بھر کے پولیس افسران تربیت حاصل کر کے کامیابیوں سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ پی ٹی سی سے تربیت حاصل کرنے والوں میں گلگت بلتستان، آزاد جموں وکشمیر، مالاکنڈ لیویز، نیشنل ہائے ویز اینڈ موٹروے پولیس، بلوچستان پولیس، فیڈرل انوسٹی گیشن ایجنسی اور اسلام آباد پولیس شامل ہیں۔ پی ٹی سی نے ہر زمانے میں اپنی ریت کو برقرار رکھا اور اسی کے زیر اثر امروز اسلام آباد پولیس کے پروبیشنر ASI یہاں ٹریننگ کے لیے آئے ہیں۔ امروز 18 اگست 2021ء کو پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں شینواری ھال میں جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے اسلام آباد پولیس کے پروبیشنر کے ساتھ دربار کیا۔ جس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام اللہ سے ہوا۔ جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی نے جوانوں کے ساتھ اپنا مختصر تعارف کیا اور فرداً فرداً تمام پروبیشنر سے ان کے نام پتے اور محکمہ پولیس میں شمولیت کی وجہ پوچھی۔ بعدہ صاحب موصوف نے پولیس چیف جناب معظم جاہ انصاری صاحب کی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے سب سے پہلے اس ادارے کا انتخاب کیا جو برصغیر کی دوسری قدیم درسگاہ ہے اور تیسری بار اس ادارے میں بطور کمانڈنٹ تعینات کیا۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے ٹرینیز سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کا مورال گرانے کے لیے 5th جنریشن وار چل رہی

ہے۔اصل داستان آپ لوگ ہو آپ نے انصاف کرنا ہے لوگوں کے ساتھ جس لمحے میں آپ زندہ ہو وہ لمحہ آپ میں زندہ ہے جو کرنا ہے وہ کر گزرو۔ انصاف میں اوپر والے اور نیچے والے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ ناراض نہ ہو باقی کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہیں ہمیشہ اپنی ڈیوٹی جانفشانی کے ساتھ ادا کرو۔لوگوں کو انصاف دو تاکہ آپ کو انصاف ملے۔ٹریننگ کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ میں ہر بار ہر بیج کو یہی بتاتا ہوں کہ آپ لوگ یہاں ٹریننگ حاصل کرنے آئے ہیں اور ٹریننگ رویوں میں واضح تبدیلی کا نام ہے جب تک آپ اپنے اندر واضح تبدیلی نہیں لاتے آپ کی ٹریننگ مکمل نہیں ہے۔جو عرصہ آپ یہاں گزاریں اس میں اساتذہ سے سیکھیں اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں بھی اس کو اپنائیں۔ جناب کمانڈنٹ صاحب کے خطاب کے بعد پروبیشنر ASI نے صاحب موصوف کے ساتھ گروپ فوٹو بنوائے اور ریفرشمنٹ کے پروگرام سے محظوظ ہوئے۔

مورخہ 18 اگست 2021ء جناب کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو کا

اسلام آباد پولیس کے پروبیشنر اے ایس آئی کے ساتھ دربار کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 18 اگست 2021ء کو سروس بلاک کا افتتاح کیا گیا جس میں

باربر شاپ، ٹیلر شاپ اور شو شاپ بنائے گئے ہیں

ریکروٹ کورس اسماعیل کمپنی کے جوان فائرنگ کے لیے اسلحہ کی مشق کررہے ہیں

انسٹرکٹرز ہیوی ویپن سے متعلق ریکروٹ کورس کے جوانوں کو سمجھا رہے ہیں

ریکروٹ کورس
پاسنگ آؤٹ پریڈ

سید عقیل شاہ

11 ستمبر 2021ء کی ایک پُر فضا صبح اپنے ساتھ کئی لوگوں کے لیے ایک نئی اُمید بن کے اُبھری کیوں کہ آج کا دن پولیس ٹریننگ کالج ہنگو میں بنیادی ریکروٹ کورس کے زیر تربیت جوانوں کے لیے ایک انتہائی خوشی کا شگون تھا اور وہ اس قدیم درسگاہ سے اپنی چھ ماہ کی ٹریننگ مکمل کر کے آج پاس آؤٹ ہو رہے تھے اور نئے جذبے نئے امنگوں کے ساتھ وطن عزیز پر اپنی جانیں قربان کرنے کا جذبہ لے کر اپنے اپنے اضلاع کو جا رہے تھے۔ کسی بھی انسان کے لیے یہ لمحے سب سے زیادہ کارگر اور فرحت بخش ہوتے ہیں کہ وہ زندگی کے کسی بھی میدان میں اپنی کامیابی کی منزل کی سیڑھی کو خوش اسلوبی کے ساتھ عبور کر لے۔ ریکروٹ کورس کے جوانوں کے لیے بھی یہ کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے کہ انہوں نے اپنا ریکروٹ کورس مکمل کر لیا۔ کالج ہذا میں زیر تربیت ریکروٹ کی اسی خوشی کو دوبالا کرنے کے لیے پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کے یوسف شہید پریڈ گراؤنڈ جو کہ PASI محمد یوسف کے نام سے موسوم ہے جس نے اپنی جان کی بازی لگا کر سینکڑوں جوانوں اور افسران کی جان بچائی میں پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے مہمان خصوصی کالج ہذا کے سربراہ ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب تھے۔ شرکاء میں زیر تربیت جوانان و افسران کے علاوہ معززین علاقہ، سٹاف ممبران، پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا اور پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں کے عزیز و اقرباء نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس پریڈ میں خطابت کے فرائض سید دستار علی شاہ سب انسپکٹر نے سرانجام دیئے جبکہ نظامت کے فرائض جناب ریزرو انسپکٹر امتیاز خان، چیف ڈرل انسٹرکٹر حسن فقیر، لائن آفیسر اسرار خان اور ان کے معاونین نے بخوبی سرانجام دیئے۔

حسب معمول مہمان خصوصی کی آمد پر فن فائر بگل بجا کر سلسلہ قائم رکھا جا کر مہمان خصوصی کا استقبال کیا گیا۔ جوں ہی مہمان خصوصی کی سٹیج پر آمد ہوئی انسپکٹر حسن فقیر پریڈ کمانڈر نے جوانوں کو ہوشیار کر کے مہمان خصوصی کو جنرل سلامی پیش کی اور پریڈ کے معائنہ کی درخواست کی۔ مہمان خصوصی نے تمام پریڈ کا بغور معائنہ کیا اور اطمینان کا اظہار کیا۔ بعد معائنہ پریڈ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ڈی ایس پی ایڈمنسٹریشن جناب ارشد حسین نے پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں سے حلف وفاداری لیا اور جوانوں کے اقرار کے جذبے سے پورا پریڈ گراؤنڈ گونج اٹھا۔

پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں سے مہمان خصوصی جناب فصیح الدین اشرف پی ایس پی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ،ہنگو نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آج فجر کی نماز کے بعد نالاں تھا کہ آج میرے بچے پاس آؤٹ ہو کر اپنے اپنے اضلاع کو جا رہے ہیں اور خصوصی دُعا کی آج موسم خوشگوار ہو اور پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں کا یہ اہم ترین لمحہ بہ احسن پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ یہ بچے ہمارے ملک کا مستقبل ہیں اور ان کے روشن مستقبل کے لیے ہمیشہ دعا گو ہوں۔ صاحب موصوف نے کہا میں پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور کہا کہ یہ تمام کریڈٹ آپ کے اساتذہ کو جاتا ہے جنھوں نے محدود دورانیہ میں آپ کو پڑھانے کے علاوہ نئے زمانے کی مہارتیں سکھلانے کے ساتھ ساتھ آپ کا کورس مکمل کروایا۔ آپ کے اندر عوام کی خدمت کا جذبہ پیدا کر کے قانون شکن عناصر کی سرکوبی کی ترغیب بھی دی ہے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اس علم اور جذبہ سے کتنا مستفید ہوتے ہیں ۔اپنا اور اپنے محکمہ کا نام روشن کرتے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ عوام کے ساتھ اچھے تعلقات اُستوار کریں گے اور خدمت خلق کا موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے اور اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیں گے۔

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ،ہنگو نے اپنے خطاب کے آخر میں تمام جوانوں کو مبارکباد پیش کی اور اُن کے اساتذہ کو اس کامیابی پر داد دی اور آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے قیمتی لمحات میں سے رفاقت کی چند گھڑیاں اس پُر وقار تقریب کے لیے عطا کیں۔ اس دُعا کے ساتھ مہمان خصوصی نے اپنا خطاب اختتام فرمایا کہ اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر رہے۔

(آمین)

مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد پریڈ کمانڈر حسن فقیر نے پریڈ کی مزید کاروائی جاری رکھنے کی اجازت طلب کی اور نعرہ تکبیر اور قومی نعرہ پکارا جس کی صداؤں سے پوری فضا اور پریڈ گراؤنڈ گونج اٹھا۔ پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں نے مارچ پاس کرتے ہوئے مہمان خصوصی کو سلامی پیش کی جس کو حاضرین نے تالیاں بجا کر خوب سراہا اور داد دی۔ آخر میں بینڈ سٹاف نے ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص انداز میں سلامی پیش کی جسے حاضرین نے خوب سراہا۔ سلامی کے بعد ثقلین پارک میں معززین علاقہ، میڈیا نمائندگان اور پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں کے عزیز و اقارب کے لیے ریفریشمنٹ کا پروگرام بھی کیا گیا۔ جس میں تمام سٹاف اور باہر سے آئے مہمانوں نے شرکت کی۔ ریفریشمنٹ پروگرام کے بعد کالج ہذا میں احسن کارکردگی کرنے والے افسران میں جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے تعریفی اسناد تقسیم کر کے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اسی کے ساتھ پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تمام تر تقریبات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

مورخہ 11 ستمبر 2021ء کو ریکروٹ کورس پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تصویری جھلکیاں

کمانڈنٹ پی ٹی سی کے ہمراہ ریٹائرڈ ایس پی میر قاسم خان اور ریٹائرڈ ایس پی افتخار الدین بھی موجود تھے

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو

ریکروٹ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے معائنہ کے دوران قومی پرچم، پولیس پرچم کو سلوٹ کر رہے ہیں جبکہ جناب میر قاسم خان ریٹائرڈ ایس پی بھی ہمراہ ہیں

مورخہ 11 ستمبر 2021ء کو کمانڈنٹ پی ٹی سی کے ہمراہ ریکروٹ کورس پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر
سٹاف ممبران و ٹرینیز کا گروپ فوٹو

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو
کی مورخہ 11 ستمبر 2021ء کو اچھی کارکردگی کرنے والے افسران میں تعریفی اسناد تقسیم کرنے کی تصویری جھلکیاں

آفس سپرنٹنڈنٹ عالم خان اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

چیف لاء انسٹرکٹر باروز خان اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

ریزروانسپکٹر امتیاز خان اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

ڈی ایس پی ارشد حسین اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

چیف ATS جان عالم خان اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

میس سیکریٹری حیات علی شاہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

چیف ڈرل انسٹرکٹر حسن فقیر اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

لائن آفیسر محمد اسرار اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

پے آفیسر صفی اللہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

اسسٹنٹ CDI خانزادہ خان اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

ریڈر ٹو کمانڈنٹ رضوان اللہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

سب انسپکٹر لیاقت شاہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

سب انسپکٹر نیاز ملوک اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

سب انسپکٹر زاہد نواز اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

سب انسپکٹر امان اللہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

سب انسپکٹر دستار علی شاہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفیکیٹ لے رہے ہیں

ASI امتیاز خان خٹک اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

PASI محمد حسیب اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

سب انسپکٹر یاسین اللہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

ہیڈ کنسٹیبل نعیم اللہ اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

ASI سہیل جہانداد اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

سب انجینئر محمد سہیل اچھی کارکردگی پر کلاس ٹو سرٹیفکیٹ لے رہے ہیں

جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو اور جناب میر قاسم ریٹائرڈ ڈی ایس پی
مورخہ 11.09.2021 کو شہزاد خان کو ASI کے بیجز لگا رہے ہیں

جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو اور جناب افتخار الدین ریٹائرڈ ڈی ایس پی
مورخہ 11.09.2021 کو ذیشان خان کو ASI کے بیجز لگا رہے ہیں

والدین کے ادب کی رعایت

خصوصاً بڑھاپے میں

انتخاب:نعمان قدیر

والدین کی خدمت واطاعت والدین ہونے کی حیثیت سے کسی زمانے اور کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں ہر حال اور ہر عمر میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک واجب ہے لیکن واجبات وفرائض کی ادائیگی میں جو حالات عادتاً رکاوٹ بنا کرتے ہیں ان حالات میں قرآن حکیم کا عام اسلوب یہ ہے کہ احکام پر عمل کو آسان کرنے کے لیے مختلف پہلوؤں سے ذہنوں کی تربیت بھی کرتا ہے اور ایسے حالات میں تعمیل احکام کی پابندی کی مزید تاکید بھی۔

والدین کے بڑھاپے کا زمانہ جبکہ وہ اولاد کی خدمت کے محتاج ہو جائیں ان کی زندگی اولاد کے رحم وکرم پر رہ جائے اس وقت اگر اولاد کی طرف سے ذراسی بے رخی بھی محسوس ہو تو وہ ان کے دل کا زخم بن جاتی ہے۔دوسری طرف بڑھاپے کے عوارض طبعی طور پر انسان کو چڑ چڑا بنا دیتے ہیں۔تیسرے بڑھاپے کے آخری دور میں جب عقل وفہم بھی جواب دینے لگتے ہیں تو ان کی خواہشات ومطالبات کچھ ایسے بھی ہو جاتے ہیں کہ جن کا پورا کرنا اولاد کے لیے مشکل ہوتا ہے قرآن حکیم نے ان حالات میں والدین کی دلجوئی اور راحت رسانی کے احکام دینے کے ساتھ انسان کو اس کا زمانہ طفولیت یاد دلایا کہ کسی وقت تم بھی اپنے والدین کے اس سے زیادہ محتاج تھے جس قدر آج وہ تمھارے محتاج ہیں تو جس طرح انہوں نے اپنی راحت وخواہشات کو اُس وقت تم پر قربان کیا اور تمھاری بے عقلی کی باتوں کو پیار کے ساتھ برداشت کیا اب جبکہ ان پر محتاجی کا یہ وقت آیا تو عقل وشرافت کا تقاضا ہے کہ ان کے اس سابق احسان کا بدلا ادا کرو آیت میں کما ربیانی صغیرا سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور آیات مذکورہ میں والدین کے بڑھاپے کی حالت کو پہنچنے کے وقت چند تاکیدی احکام دیئے گئے ہیں۔

اوّل یہ کہ ان کو اُف بھی نہ کہے لفظ اُف سے مراد ہر ایسا کلمہ ہے جس سے اپنی ناگواری کا اظہار ہو یہاں تک کہ ان کی بات سن کر اس طرح لمبا سانس لینا جس سے ان پر ناگواری کا اظہار ہو وہ بھی اسی کلمہ اُف میں داخل ہے۔ایک

حدیث میں بروایت حضرت علیؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایذا رسانی میں اُف کہنے سے بھی کم کوئی درجہ ہوتا تو یقیناً وہ بھی ذکر کیا جاتا۔ حاصل یہ ہے کہ جس سے ماں باپ کو کم سے کم بھی اذیت پہنچے وہ بھی ممنوع ہے۔ دوسرا حکم ہے ولا تنھر ھما لفظ تنھر کے معنی جھڑکنے ڈانٹنے کے ہیں اس کا سبب ایذا رہونا ظاہر ہے۔ تیسرا حکم وقل لھما قولاً کریما ہے۔ پہلے دو حکم منفی پہلو سے متعلق تھے جن میں والدین کی ادنیٰ سے ادنیٰ باخاطر کو روکا گیا ہے اس تیسرے حکم میں مثبت انداز سے والدین کے ساتھ گفتگو کا ادب سکھلایا گیا ہے کہ ان سے محبت وشفقت کے نرم لہجہ میں بات کی جائے۔ حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا جس طرح کوئی غلام اپنے سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہو۔ چوتھا حکم واحفض لھما جناح الذل من الرحمة جس کا حاصل یہ ہے کہ ان کے سامنے اپنے آپ کو عاجز وذلیل آدمی کی صورت میں پیش کرے جیسے غلام آقا کے سامنے جناح کے معنی بازو کے ہیں لفظی معنی یہ ہیں کہ والدین کے لیے اپنے بازو عاجزی اور ذلّت کے ساتھ جھکائے آخر میں من الرحمة کے لفظ سے ایک تو اس پر متنبہ کیا کہ والدین کے ساتھ یہ معاملہ محض دکھاوے کا نہ ہو بلکہ قلبی رحمت وعزت کی بنیاد پر ہو دوسرے شاید اشارہ اس طرف بھی ہے کہ والدین کے سامنے ذلت کے ساتھ پیش آنا حقیقی عزت کا مقدمہ ہے کیونکہ یہ واقعی ذلت نہیں بلکہ اس کا سبب شفقت ورحمت ہے۔ پانچواں حکم وقل رب الرحمھما ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ والدین کی پوری راحت رسانی تو انسان کے بس کی بات نہیں اپنی مقدور بھر راحت رسانی کی فکر کے ساتھ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کی سب مشکلات کو آسان اور تکلیفوں کو دور فرمائے یہ آخری حکم ایسا وسیع اور عام ہے کہ والدین کی وفات کے بعد بھی جاری ہے جس کے ذریعہ وہ ہمیشہ والدین کی خدمت کر سکتا ہے۔

مسئلہ والدین اگر مسلمان ہوں تو اُن کے لیے رحمت کی دعا ظاہر ہے لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں یہ دعا اس نیت سے جائز ہوگی کہ اُن کو دنیوی تکلیف سے نجات ہو اور ایمان کی توفیق ہو مرنے کے بعد اُن کے لیے دعائے رحمت جائز نہیں (قرطبی ملخصا)

ایک واقعہ عجیبہ

قرطبی نے اپنی اسناد منفصل کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہو کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

اپنے والد کو بلاؤ اسی وقت جبرائیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آ جائے تو آپ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں والد نے عرض کیا آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایــــہ (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہو گئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں) اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمھارے کانوں نے بھی نہیں سنا اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہو گئی جو ایک معجزہ ہے) پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ اس وقت اس نے یہ اشعار ذیل سنائے۔

غَذَ وُتُکَ مَولُودًا وَمُنتُکَ یَافِعاً تُعَلُ بِمَا اَجنِی عَلَیکَ وَتُنهَلُ

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمھاری ذمہ داری اٹھائی تمھارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا

اِذالَیلَة ضَافَتکَ بِا لّسقمِ لَم اَبِت لِسُقمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلمَلُ

جب کسی رات میں تمھیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمھاری بیماری کے سبب بیداری اور بیقراری میں گزاری

کَأنِی اَنَا المَطُروقُ دُونَکَ بِالَّذِی طُرِقتَ بِهِ دُونِی فَعینِی تَهمَلُ

گویا کہ تمھاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمھیں نہیں جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا

تَخَافُ الرُّدَی نَفسِی عَلَیکَ وَاِنَّهُمَا لَتَعلمُ اِنَّ المَوتَ وَقتٌ مُؤَجَّلُ

میرا دل تمھاری ہلاکت سے ڈرتا ہے حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہوسکتی

فَلَمَا بَلَغتَ السِنَّ وَالغَایَةَ الَّتی اِلَیھا مَدٰی مَا کُنتُ فِیکَ اُومّل

پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا

جَعَلتَ جَزَائِي غِلظَةً وَفَظَاظَةً کَاَنَّکَ اَنتَ الُمنعِمِ المُتَفَضِل

تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان و انعام کر رہے ہو

فَلَیتَکَ اِذ لم تَرعَ حَق اُبُوّتِی فَعَلتَکَ کَمَا الجَارُ المُصَاقِبُ یَفعلُ

کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے

فَاولَیتَنِی حَقَّ الجِوارِ وَلَم تَکُن عَلَیَّ بِمَالِ دُونَ مَالِکَ تَبخَلُ

تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا: اَنتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیکَ یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب باپ کا ہے (تفسیر قرطبی ص ۲۴۶ ج ۱۰) یہ اشعار عربی ادب کی مشہور کتاب حماسہ میں بھی نقل کیے گئے مگر ان کو امیہ ابن ابی الصلت شاعر کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ عبدالاعلیٰ کے اشعار ہیں بعض نے ان کی نسبت ابوالعباس اعمیٰ کی طرف ہے (حاشیہ قرطبی)

مذکورہ آیات میں سے آخری آیت ربکم اعلم بمافی نفوسکم میں اس دل تنگی کو رفع فرما دیا گیا جو والدین کے ادب و تعظیم کے متعلقہ احکام مذکورہ سے اولاد کے دل میں پیدا ہوسکتی ہے کہ والدین کے ساتھ ہر وقت رہنا ہے ان کے اور اپنے حالات بھی ہر وقت یکساں نہیں ہوتے کسی وقت زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل گیا جو مذکورالصدر آداب کے خلاف ہو تو اس پر جہنم کی وعید ہے۔

(ماخوذ: معارف القرآن جلد پنجم سورۃ بنی اسرآئیل ۱۷:۲۵)

مورخہ 26 اکتوبر 2021ء کو ڈاکٹر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو
نیو خیر البشر بلاک فیملی کوارٹرز کا افتتاح کر رہے ہیں

سب انسپکٹر لیاقت شاہ کوارٹر کی چابی لے رہے ہیں

ASI سہیل جہانداد کوارٹر کی چابی لے رہے ہیں

ASI امتیاز خٹک کوارٹر کی چابی لے رہے ہیں

ہیڈ کنسٹیبل سہیل احمد کوارٹر کی چابی لے رہے ہیں

جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی اور جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی
مورخہ 26 اکتوبر 2021ء کو سہیل جہانداد کو ASI کے بیجز لگا رہے ہیں

ریکروٹ کورس کے جوان مارشل آرٹس کی پریکٹس کرتے ہوئے

انٹرمیڈیٹ کورس ٹرینیز ٹرم 23.10.2021 تا 23.02.2022 کلاس لے رہے ہیں

اپر کورس ٹرینیز ٹرم 23.10.2021 تا 23.02.2022 کلاس لے رہے ہیں

لوئر کورس ٹرینیز ٹرم 13.11.2021 تا 13.03.2022 کلاس لے رہے ہیں

PASI کورس ٹرینیز ٹرم 09.04.2021 تا 09.04.2022 کلاس لے رہے ہیں

اسماعیل کمپنی ریکروٹ کورس کے ٹرینیز ٹرم 11.09.2021 تا 11.03.2022 کلاس لے رہے ہیں

مریم کمپنی ریکروٹ کورس کی ٹرینیز ٹرم 11.09.2021 تا 11.03.2022 کلاس لے رہی ہیں

ابراہیم کمپنی ریکروٹ کورس کے ٹرینیز ٹرم 11.09.2021 تا 11.03.2022 کلاس لے رہے ہیں

اسحاق کمپنی ریکروٹ کورس کے ٹرینیز ٹرم 11.09.2021 تا 11.03.2022 کلاس لے رہے ہیں

اپرکورس کے ساتھ
ایک سنہری شام

سید دستار علی شاہ سب انسپکٹر

مورخہ 18.10.2021 بروز سوموار بوقت شب 08:00 بجے ڈاکٹر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ ھنگو نے اپرکورس کی الوداعی تقریب کے طور پر پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے پولیس کلب میں ایک میس نائٹ کا اہتمام فرمایا۔جس میں اپرکورس کے زیرتربیت افسران، کالج ہذا کی ایڈمنسٹریشن نے شرکت کی۔تقریب میں نظامت وخطابت کے فرائض دستار علی شاہ سب انسپکٹر نے سرانجام دیئے۔مہمان خصوصی جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی کا پُر جوش طریقے سے استقبال کیا گیا۔کمانڈنٹ صاحب کے ساتھ ساتھ جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ، جناب افتخار الدین ایس پی ریٹائرڈ، جناب ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمن، جناب باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر، جناب امتیاز خان ریزروانسپکٹر، جناب حسن فقیر چیف ڈرل انسٹرکٹر اور جناب عالم خان چیف ATS کو بھی خوش آمدید کہا۔تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت عماد خان نمبر 528 لوئر کورس آمدہ ضلع مانسہرہ کو حاصل ہوئی۔تلاوت کلام پاک کے بعد اپرکورس کے زیرتربیت افسران سے بطور فیڈ بیک کچھ سوالات پوچھے گئے کہ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ان چار ماہ کے عرصے کے دوران انہوں نے کیا سیکھا اور فیلڈ میں اس کا استعمال کس حد تک ممکن ہوگا۔جس میں مظہر راؤف اپرکورس کے ٹرینی نے کہا کہ سابقہ تربیتی ادوار سے بے پناہ فرق محسوس کیا ہے۔پہلے کے اساتذہ کا رویہ ٹرینی کے ساتھ ایسا ہوتا تھا کہ جیسے ہم یہاں قیدی ہیں اور اساتذہ ہمارے جیلر جبکہ جناب فصیح الدین اشرف صاحب کے دور میں ٹرینیز اساتذہ فروغ کی وجہ سے اساتذہ گھل مل کر پڑھاتے ہیں اور کام سکھاتے ہیں۔جس سے ہم بہتر انداز میں سیکھتے اور سمجھتے ہیں۔

اسی طرح محمد ایوب ضلع ڈی آئی خان نے فیڈ بیک دیتے ہوئے کہا کہ یہاں کا ماحول سابقہ ادوار کے مقابلے

بہت اچھا ہے۔جس کی وجہ سے ہم سب کی عزتیں محفوظ ہیں وگرنہ پہلے ادوار میں اساتذہ سے بہت بار ہماری عزت نفس مجروح ہوئی ہے اور تجویز دیتے ہوئے کہا کہ سیکورٹی کی خاطر پریڈ اندرونی حدود میں کرائی جائے اور دونوں گراونڈز کو ملا کر یک مشت کیا جائے تو بہتر رہے گا۔جس پر جناب کمانڈنٹ صاحب نے تجویز زیر بحث ایڈمنسٹریشن افسران کے حوالے کی جس پر آئندہ غور وغوض کے بعد لائحہ عمل کیا جائے گا۔

ایر کورس کے ایک اور زیر تربیت افسر ولی محمد خان ضلع مردان نے فیڈ بیک دیتے ہوئے کہا کہ دل کی بات کرتا ہوں کہ جب ایر کورس کے لیے میرا نام منتخب کیا گیا تو سابقہ کورسز کے تربیت یافتہ لوگوں نے بہت ڈرایا۔مگر! جب پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے مین گیٹ پر پہنچا تو انسٹرکٹر خندہ پیشانی کے ساتھ ملے تو دل خوش ہو گیا۔کالج ہذا میں آمد ہوتے ہی اگلے روز جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ صاحب نے دربار رکھ دیا اور دربار میں خود تشریف لے آئے۔ اس سے قبل میں نے اپنے کسی کورس میں نہیں دیکھا کہ کوئی کمانڈنٹ دربار میں آئے اور ٹرینیز سے ان کو درپیش مسائل پوچھ کر ان کا فوری حل کرے۔ہم اس کورس کے دورانیہ کو ہمیشہ اور بالخصوص جناب کمانڈنٹ صاحب کی شفقت تادم مرگ یاد رکھیں گے۔

فیڈ بیک لینے کے بعد موسیقی کا دور چلا جس میں گلوکار سرفراز برکی نے ''آ بھی جا رُت بدل جائے گی ، چاندنی رات ڈھل جائے گی'' نغمہ گایا جس نے پورے ماحول کو مزید خوشگوار بنا دیا مہمان خصوصی سمیت تمام داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔

محفل موسیقی کے بعد جناب کمانڈنٹ صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور خطاب سے قبل ہی تلاوت کلام پاک کرنے والے ٹرینی عماد خان نمبر 528 لوئر کورس کو نقد 500 روپے انعام اور تعریفی اسناد سے نوازا اور بعد میں تمام ایڈمنسٹریشن ، اور فارغ التحصیل ہونے والے ٹرینیز کو نیک خواہشات اور سلام پیش کیا۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے اس شعر کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔

میں فسانے تلاش کرتا ہوں ، آپ عنوان ڈھونڈ کر لائیں

آؤ بادہ کشوں کی بستی میں ، کوئی انسان ڈھونڈ کر لائیں

جناب کمانڈنٹ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے اس شعر کی تفسیر میں فارسی کے ایک کلام کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک شیخ تھے جو گلی کوچوں میں صدائیں لگا رہے تھے کہ جانوروں سے تنگ آچکا ہوں کوئی انسان ڈھونڈ رہا ہوں، سست چال چلنے والے، بے حوصلہ، نکمے، کام چور اور مشکلات سے ڈرنے والوں سے میرا دل بھر گیا ہے۔ میں تو کسی شیر خدا اور رستم داستان کو دیکھ رہا ہوں۔ تو کسی نے کہا حضرت یہاں تو ایسا کوئی نہیں ملے گا تو شیخ نے جواب دیا کہ جو نہیں ملتا میں اسی کی تلاش میں ہوں۔ حاصل یہ کہ آپ لوگ بھی واپس اپنے اضلاع میں جا کر اپنے فرائض سرانجام دیں گے مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اندر ایک واضح تبدیلی ہو اور ایک ایسے انسان بن کر جائیں جو لوگوں کے نفع کے لیے کام کریں نہ کہ لوگوں کے نقصان اور ایذاءرسانی کے لیے کام کریں۔ جو بھی آپ کے پاس سوالی آئے اسے اپنا فرض سمجھ کر اس کی دادرسی کریں۔ ہمیشہ اپنے محکمہ کے سربلندی کے لیے کام کریں ایسے لوگوں اور معاشرے سے بچیں جس سے آپ کا وقار یا آپ کے محکمہ کی بدنامی ہو۔ اسی طرح خطاب کرتے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ کا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دن خلیفہ دوئم صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما تھے اور سب سے پوچھا کہ اپنی اپنی خواہش بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو کسی صحابہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں مجھے جنت ملے تا کہ ہمیشہ اللہ پاک کے قرب میں رہوں تو کسی نے فرمایا کہ میں بہت زیادہ مال و زر چاہتا ہوں جو اللہ کی راہ میں اور مسکین لوگوں پر خرچ کروں۔ جب سب نے اپنی اپنی خواہش بتا دی تو سب نے یک مشت کہا کہ امیر المومنین آپ بھی اپنی خواہش بتائیں آپ نے نہ بتلائی مگر سب کے اصرار پر آپ نے کہا ''میری خواہش ہے کہ ایک بہت بڑا ہال ہو اور اس ہال میں حضرت عبیدہ بن جراحؓ جیسے صحابہ سے بھرا پڑا ہو'' جناب کمانڈنٹ صاحب نے کہا کہ آپ بھی یہاں پر موجود ہیں میں چاہتا ہوں آپ سب بھی حضرت عبیدہ بن جراح جیسے بن جائیں ویسے کام کریں اپنی اصلاح کریں اور اپنے ملک و محکمہ کی عزت و تقریم کے ساتھ ساتھ اس کی ترقی کے لیے کام کریں۔ آپ کو دیکھ کہ لگنا چاہیے کہ آپ ایک ایسی عظیم درسگاہ سے تربیت حاصل کر کے آئے ہیں جو براعظم ایشیاء کی دوسری بڑی درسگاہ ہے۔

مہمان خصوصی جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے خطاب کے بعد طعام کا دور چلا جس میں رنگ برنگے کھانے تھے اور موسیقی کی سُریلی دھنوں میں سب نے کھانا تناول کیا اور اسی کے ساتھ اس سنہری شام کو اختتام ہوا۔

مورخہ 18 اگست 2021ء کو اپر کورس کے ساتھ منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

آؤ ہم مل کے خواب دیکھتے ہیں

آؤ ہم مل کے خواب دیکھتے ہیں
خواب جو بادلوں پہ رقصاں ہوں
خواب جو زندگی کا ساماں ہو
خواب جو مثلِ اک گلستاں ہو
خواب جو روشنی بکھیرتے ہیں
خواب جو سورجوں کو گھیرتے ہیں
خواب جو قسمتوں کو پھیرتے ہیں
خواب جو آرزو میں جینے کی
خواب جو گفتگو ہیں سینے کی
خواب جو یاس ہیں سفینے کی
خواب جو زندگی کو بہلائیں
خواب جو چاہتوں کو نہلائیں
خواب جو میرے خواب کہلائیں
خواب جو ہم نے مل کے دیکھے ہیں
خواب جو گل نے کھل کے دیکھے ہیں
خواب جو ہم نے کل کے دیکھے ہیں
خواب جو عشق نے سکھائے ہیں
خواب جو ہجر نے بتائے ہیں
خواب جو حُسن نے دکھائے ہیں

خواب سانسیں ہواؤں میں بھر دیں
خواب صورت شعاعوں میں بھر دیں
خواب پانی گھٹاؤں میں بھر دیں
خواب حسرت رداؤں میں بھر دیں
خواب انسان کی عظمتوں کے لیے
خواب مہر و محبتوں کے لیے
خواب تسکین و چاہتوں کے لیے
خواب دل کی ضرورتوں کے لیے
خواب رنگین صورتوں کے لیے
خواب خوش بخت مورتوں کے لیے
خواب آدم کی راحتوں کے لیے
خواب شب شب مہورتوں کے لیے
خواب خوشبو کے اور گلاب کے خواب
خواب رنگوں کے آفتاب کے خواب
خواب کرنوں کے ماہتاب کے خواب
خواب جزبات و اضطراب کے خواب
خواب مدہوشی و شراب کے خواب
خواب شوہاز کے وہاب کے خواب
آؤ مل کے حساب دیکھتے ہیں

آؤ مل کے خواب دیکھتے ہیں

ماخوذ: [ماہ نامہ ”سنگت“، مری لیب فاطمہ، جناح روڈ، کوئٹہ]

تندرستی ہزار نعمت ہے

ہیڈ کنسٹیبل میاں صبغت اللہ

تندرستی ایک ایسی نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں اور خصوصاً ایک منظّم فورس میں رہتے ہوئے صحت کا خاص خیال رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ایک عام انسان کو صحت مند رہنے کے لیے بنیادی چیزوں یا اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیے جو کہ درج ذیل ہیں۔

خوراک (ڈائیٹ)

سب سے پہلے خوراک یعنی ڈائیٹ میں کن چیزوں کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیے۔ چینی، نمک، میدہ (نشاستہ) چاول، فاسٹ فوڈز کو کولڈرنک اور چکناہٹ والی تمام ایسی غذاؤں کا استعمال قدرِ کم یا ترک کر دینا چاہیے۔جس سے جسم میں کولیسٹرول بڑھنے اندیشہ ہوتا ہے۔جس کے نتیجے میں وزن بڑھتا ہے اور جسم میں فالتو چربی بڑھتی ہے۔ایک مستند ڈائیٹ پلان بنایا جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کی بدولت ہی صحت مند رہا جا سکتا ہے۔ڈائیٹ پلان میں نیند کے لیے مناسب ٹائم ٹیبل بنانا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ ضرورت سے زیادہ سونا بھی صحت پر بُرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

خوراک میں کون سی اشیاء کا استعمال زیادہ کرنا چاہیے؟

وہ پھل جس میں کیلشیم کی مقدار زیادہ ہو جیسے کے مالٹا، سیب وغیرہ۔صلاد کا استعمال بھی زیادہ کرنا چاہیے کیونکہ صلاد میں بیک وقت جسم کو آئرن کے ساتھ ساتھ فائبر مل جاتا ہے جو جسم میں پہلے موجود چربیوں کے خاتمے کا باعث بنتا

ہے۔وزن زیادہ ہوتو کولیسٹرول کوکم کرنے میں سیب کا سرکہ کھانہ کھانے سے پہلے نیم گرم پانی میں ملا کر پینے سے وزن کم کیاجاسکتا ہے۔

روزمرہ ورزش

روزمرہ ورزش ایک نہایت لازم ذریعہ ہے جس کی بدولت نہ صرف ایک صحت مند انسان بلکہ ایک صحت مند معاشرہ بن سکتا ہے۔دورِجدید میں ورزش کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔وقت کی کمی اورسہولیات کی موجودگی جسمانی ورزش کوشدید متاثر کررہی ہے۔جسمانی کھیل کودورزش کا بہترین اوردلچسپ ذریعہ ہیں جس سے ذہنی نشوونما کے ساتھ تفریح بھی مل جاتی ہے۔روزانہ تین سے چار کلومیٹر دوڑ اور جسمانی مشقیں (جو وجود کی نرمی کے خلاف نہ ہوں) بہترین صحت کی ضمانت ہوتی ہیں۔میڈیکل ایکسپرٹ کے مطابق ورزش سے انسانی جسم میں لچک پیدا ہوتی ہے جو تندرستی کے ساتھ عمر میں بڑھوتری کا باعث بنتی ہے۔

ویسے تو ورزش کی سینکڑوں اقسام ہیں لیکن قارئین بلا جھجک کسی بھی وقت نارمل وارم اپ کے بعد کوئی بھی ورزش جو وجود کے قدرتی جوڑ کے حرکت کے خلاف نہ ہو کر سکتے ہیں۔ چند میجر ورزشیں جن میں پُش اپ، چن اپ، سٹ اپ وغیرہ شامل ہیں کثرت سے کر سکتے ہیں۔باقی انشاءاللہ اگر زندگی رہی تو اگلے شمارے میں خصوصی طور پر تمام اقسام کی ورزشیں اور اُن کے فوائد تفصیل سے تحریر کروں گا اور مستقبل میں توسط سے رننگ، فائرنگ (نشانہ بازی) باکسنگ اورجسمانی ورزش کے موضوعات پر تفصیلی کالم لکھوں گا۔

سابق ممبر صوبائی اسمبلی سید حامد شاہ، سابق مشیر زراعت سید عبداللہ شاہ اور شیخ محمد ادریس
پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کا دورہ کر رہے ہیں۔

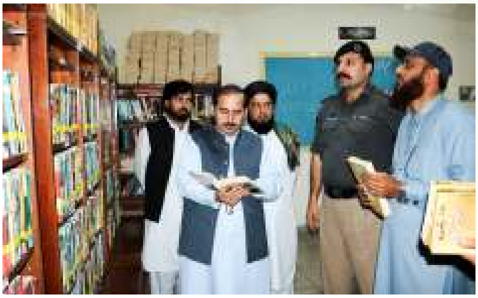

جشن عید میلاد النبی ﷺ

کی پُرنور تقریب

تحریر: انسپکٹر امتیاز خان

12 ربیع الاول تمام مسلمانوں بالخصوص عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لیے عید کا دن ہے۔ اس دن عالم اسلام نبی آخرالزمان ﷺ کی محبت میں ثناء خوانی کی محفلوں کے علاوہ گھر محلے اور گلی کوچوں تک کو سجاتے ہیں۔ دُنیا بھر میں جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں اس دن کی خوشی میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں نیازیں پکائی جاتی ہیں اور خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس دن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ کچھ فرقوں کے نزدیک یہ ولادت باسعادت 8 ربیع الاول کو ہوئی خیر ہم تو سرورکائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کی بات کرتے ہیں کہ اللہ پاک کے ہم سب پر کروڑوں احسانات ہیں کے ہمیں ان کا اُمتی پیدا کیا کہ جن کے اُمتی ہونے کے لیے جلیل القدر انبیاء نے دعائیں مانگیں۔ ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو ایک ایسے ہی عاشقِ رسول ﷺ ہیں کہ جنہوں نے درجنوں بار سرورکائنات مولائے کل کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اسی محبت و عشق میں انہوں نے 2017ء میں عید میلاد النبی ﷺ کے لیے بزم سجانے کا اہتمام فرمایا جو بعد میں کسی ناگزیر وجوہات کی بناء پر رُک گئی تھی ۔مگر جب آپ دوسری اور بالخصوص تیسری بار کمانڈنٹ تعینات ہوئے اور اب ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوا تو پہلے سے ہی حکم جاری فرمایا کہ 12 ربیع الاول کو حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سلسلے میں بزم سجائی جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور مورخہ 19.10.2021 کو پولیس ٹریننگ کالج ہنگو میں ایک پُروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں بعد نماز فجر مسجد عثمان پی ٹی سی میں ختم قرآن کیا گیا اور بعد میں محفل نعت اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر درجنوں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

اس نعت خوانی اور تقاریر کی پُرنور محفل میں طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو خود تو شریک نہ ہوسکے مگر ڈپٹی کمانڈنٹ شاہ جہان درانی اور کالج کی تمام ایڈمنسٹریشن بشمول

اساتذہ کرام اور ٹرینی کو سختی سے حکم دیا کہ اس میں ضرور شرکت کریں۔ جن کے دل میں حضور بستے ہوں تو اُن کو کہاں آرام آتا ہے آقا کی ولادت کا دن ہو اور وہ طبیعت ناسازی کی وجہ سے بستر پر آرام کریں یہ محبت نہیں۔ فصیح الدین اشرف جن کو دُنیا علمی وادبی انسان کے طور پر جانتی ہے وہ اتنے ہی بڑے عاشق رسول ﷺ بھی ہیں اور انہوں نے حکم فرمایا بے شک طبیعت ناسازی کی وجہ سے میں شرکت نہ کر سکا تو کیا ہوا آج شب سیرت النبی ﷺ کے سلسلے میں تقریب منعقد کی جائے۔ علالت کے باوجود جناب نے بوقت شب 08:00 بجے سلیمان ہاسٹل کے گراونڈ میں ایک تقریب منعقد کروائی جس میں کالج کی ایڈمنسٹریشن، سٹاف، زیرتربیت ٹرینیز بشمول لیڈیز ٹرینیز سے کثیر تعداد میں شرکت کی جبکہ صاحب موصوف نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ جس میں نظامت وخطاب کے فرائض سید دستار علی شاہ نے سرانجام دیئے۔ اس پُرنور تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت عماد خان لوئر کورس نے حاصل کی۔ خُدا کا ذکر ہو اور مصطفیٰ کا ذکر نہ ہو ایسا کبھی ہو نہیں سکتا تو تلاوت کے بعد ذیشان خان نے نعت رسول مقبول ﷺ کا ہدیہ پیش کیا ''وہ جس کے لیے محفل کونین سجی ہے، فردوس بریں جن کے وسیلے سے سجی ہے'' اور سب عاشقان رسول ﷺ کے دلوں کو گرما کے رکھ دیا۔

ثناء خوانی کے بعد جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو نے شرکاء محفل سے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر قرآن وسُنت کی روشنی میں ایک جامع خطاب فرمایا جس کا آغاز آپ نے درود ابراہیمی سے فرمایا اور کہا کہ میرے بہت ہی محترم اساتذہ کرام اور عزیز جوانان قوم، افسران اور ہماری پیاری بچیو۔ کیسی ہی خوبصورت محفل ہے جس میں سید العالم ﷺ کا ذکر مبارک ہو رہا ہے۔ کیسے ہی خوش قسمت آپ لوگ ہیں جو آپ سب جمع ہوئے۔ پشاور میں سب سے بڑی میلاد شریف کی محفل پیر سید مُنیر شاہ صاحب کے آستانہ پر ہوتی ہے جہاں پاکستان بھر کے علماء کرام اور ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ شرکت کرتے ہیں۔ جس میں میرا بیٹا سلیمان بھی گلدستہ عقیدت پیش کرتا ہے مگر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے وہاں نہ جا سکا۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے سورۃ کہف کی آیت مبارک سے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا اور خطاب فرماتے ہوئے درجنوں آیت کریمہ اور احادیث شریف پڑھیں۔ خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ ہم پیدائشی مسلمان ہیں مذہب کے لیے پڑھا ہی نہیں جو کتاب والدین نے پڑھائی وہی پڑھی ہے اصل حضور ﷺ کی سیرت ہم نے پڑھی ہی نہیں ان کی سیرت کے کئی پہلو ہیں۔

ایسی خیر خواہی ہمارے پاس سے بھی نہیں گزری کہ اپنے آپ کو غم لگا لیں ، مگر! نبی ﷺ کی ذاتِ مبارک نے اپنے اُمتیوں کے لیے اپنے آپ کو غم میں مبتلا کر دیا کہ جب دُنیا میں تشریف لائے تب سے اپنے امتیوں کی بخشش و مغفرت کے لیے دُعا فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں قرآن نے فرمایا " بے شک آپ کے اخلاق بڑے عظیم ہیں" خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اعمال سنور جائیں گے اگر آپ کھری کھری باتیں کروگے ، سچی باتیں کروگے۔ اسی طرح خطاب کے دوران جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ ہدایت نہیں دیتا بے باک اور جھوٹے لوگوں کو لہٰذا جھوٹ سے بچو۔ فتنہ بازی سے بچو اور اللہ کے حکم کے مطابق ایک رسی کو تھام لو اور تفرقہ نہ پھیلاؤ۔ خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ جھوٹ اس قدر بُری چیز ہے کہ اسے شرک کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ جھوٹ کے ساتھ ساتھ بہتان سے بھی بچو یہ غیبت کی اعلیٰ ڈگری ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جھوٹ سے بچو یہ دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی لیے احادیث میں احکام موجود ہیں کہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہو ، سچ بولنے والے لوگوں کے ساتھ رابطہ رکھو۔ اسی طرح خیانت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک حدیث میں سب سے بڑی خیانت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ " یہ ایک بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے جھوٹی بات بولو جبکہ وہ تمھیں سچا سمجھے"۔ آپ لوگ اپنا اخلاق ٹھیک کریں یہی سیرت النبی ﷺ ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے بتلایا کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں کو جمع کیا فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کی جانب سے دشمن تم پر حملہ آور ہو رہا ہے تو آپ کیا کہیں گے سب نے کہا کہ آپ صادق اور آمین ہیں ہم یقین کریں گے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ کر اس خالق حقیقی کی عبادت کرو تو سب نے کہا کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہم کیوں اللہ کو مانیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری چالیس سالہ زندگی جو آپ لوگوں کے درمیان گزری ہے وہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ لہٰذا آپ سب بھی اپنا کردار اپنا اخلاق اعلیٰ کر لو تا کہ لوگ تم پر یقین کر سکیں۔ جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر قرآن وسُنت کی روشنی میں دو گھنٹے کا جامع خطاب فرمایا اور اس کے بعد ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ نے گلدستہ عقیدت پیش کیا اور بعد میں کالج ہذا کے سربراہ ، اعلیٰ پولیس افیسر جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے دُعا فرمائی اور اسی کے ساتھ اس رُوح پرور محفل کا اختتام ہوا۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے روح پرور مناظر

عید میلاد النبی

اسلام میں منشیات کی ممانعت اور معاشرتی نقصانات

تحریر: سید شفقت بخاری

میں بحیثیت پولیس آفیسر نقشہ نویس ہر ماہ جب جرائم کی شرح کا گراف بناتا ہوں اور تمام جرائم سے منشیات کا گراف بلند ہوتا ہے منشیات کی شرح ہر ماہ بلند سے بلند تر ہوتی نظر آتی ہے ہر آنے والے سال میں جرائم کی شرح سال گزرے سال سے زیادہ ہوتی ہے۔اسلام میں ہر اس چیز کو قطعی حرام قرار دیا گیا ہے جس سے انسان اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ ہوجاتا ہے ایسی حالت میں وہ شخص ہر دو کے لیے یعنی اپنے لیے اور معاشرے کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ ایسے کام کر بیٹھتا ہے جن کی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے۔ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے شراب بیچنے والوں شراب پینے والوں پر اور اسے کشید کرنے والوں پر'' چونکہ منشیات انسانیت کے لیے سُم قاتل ہیں یہ معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔معاشرے کو عدم توازن کا شکار کرتی ہیں خاندانوں کو تباہ کرتی ہیں اس لیے اسلام نے منشیات فروشی اور اس کے ہر طرح کے استعمال سے منع کیا ہے۔آج کے دور میں منشیات ایک بہت بڑا المیہ ثابت ہورہی ہے۔دن بہ دن معاشرے کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے اور مضبوط خاندانی نظام تباہ کر رہی ہے خاص کر نوجوان نسل اس کا نشانہ ہے سکول کالجز اور یونیورسٹیوں میں ان کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تعلیمی نظام تباہ ہوتا جارہا ہے منشیات کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں لڑائی جھگڑے چوریاں اور دیگر برائیاں عام ہو چکی ہیں یہ برائیاں نوجوان نسل کے مستقبل کو دیمک کی طرح چاٹتی جارہی ہیں۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے منشیات کے استعمال کی بنیادی وجوہات کیا ہیں اور کس طرح ایک اسلامی معاشرے میں ان کی شرح میں کمی لائی جاسکتی ہے،منشیات کے استعمال کی بنیادی وجہ اسلامی شعائر سے عدم آگاہی ہے۔ ضروری ہے کہ شروع سے ہی بچوں کی تعلیم وتربیت عین اسلامی خطوط پر کی جائے انہیں اچھی طرح ذہن نشین کروایا جائے کہ صرف اسلام وہ دین ہے

جو اپنے پیروکاروں کی فلاح چاہتا ہے منشیات سے آگاہی کو نصاب کا لازمی حصہ بنانا چاہیے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں منشیات کی تباہ کاری سے آگاہ رہ سکیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ منشیات کے جرائم میں کم سزا نے منشیات کے استعمال اور اس کے کاروبار کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے وقت کی ضرورت ہے کہ منشیات سے متعلق سخت سے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عمل کروایا جائے اس طرح منشیات استعمال کرنے والے اور اس کا کاروبار کرنے والوں میں خوف وڈر پیدا کر کے منشیات کی شرح کو کم کیا جا سکتا ہے۔منشیات کے حوالے سے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر ایک خصوصی سیل بنایا جائے منشیات کے حوالے سے پمفلٹ چھاپ کر تقسیم کیے جائیں واکز اور سیمینار منعقد کئے جائیں جن میں نوجوان نسل کو بالخصوص اور دیگر شہریوں کو بالعموم منشیات کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔

مورخہ 09 نومبر 2021ء کو جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو
ایڈمنسٹریشن سٹاف اور سینئر انسٹرکٹرز مابعد ٹریننگ جائزہ رپورٹ پر غور کر رہے ہیں

روح اور وعدہ

تحریر: انور کمال PASI

جب صرف رب اور اس کے فرشتے تھے تو رب نے ایسی تخلیق کی جس کے ذریعے رب کو پہچانا جا سکے کہ وہ کیسا ہے؟ تو رب تعالیٰ نے اپنے نور سے جسے نورِ مروریت کہتے ہیں اس سے ایک حصہ لیا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک نور العالمین کہلایا اور اس سے خلقت کی تخلیق کی ۔ جب آدم کی تخلیق ہو گئی تو ان روحوں کو چھٹے آسمان پر اتارا گیا اور پھر ان کو نور سے غسل دیا گیا۔ ان روحوں کو مقدس روحوں کا نام دیا گیا۔ اس کے بعد ان کو تیسرے آسمان پر اتارا گیا پھر ان کو نور میں غسل دیا گیا۔ وہاں پر ان روحوں کو حرکت کرنے والی روحوں کا نام دے دیا گیا۔ اس کے بعد ان کو عالم ارواح میں داخل کر دیا گیا اب وہ روحیں جو دنیا میں نہیں آئیں وہ سب کی سب عالم ارواح میں موجود ہیں ۔ جب زمین پر ایک جسم تخلیق ہوتا ہے تو اس سے متعلقہ روح کی عالم ارواح سے روانگی ہوتی ہے تو جب روح روانہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت اس روح سے صرف ایک وعدہ لیتا ہے کہ وہ روح اپنے خالق کی طرف رجوع رکھے گی ۔ ہم میں سے بہت سے اس وعدے کی تکمیل نہیں کر پاتے ۔ اللہ پاک نے چاہا کہ اس کی پہچان ہو تو اللہ نے ہر انسان کے اندر اپنے صفاتی ناموں کا عکس رکھا ہے اس لیے اگر ہم انسان کو دیکھیں تو وہ رحم دل بھی ہے، سخی بھی ہے، سنگ دل بھی ہے اور اس لیے انسان اللہ کا نائب بھی ہے ۔ وہ انسان جو اللہ سے تھوڑا بہت تعلق رکھتا ہے تو اللہ اس کو قبول بھی کرتا ہے اور اس کو اجر بھی کرتا ہے ۔ جو انسان زیادہ تعلق رکھتا ہے اس کو اللہ گھر کا سکون عطا کرتا ہے اور جو اس سے زیادہ اللہ سے تعلق رکھتا ہے اس کو اللہ دین کی سمجھ اور فہم عطا کرتا ہے اور جو رب کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ اس کو علم کا آخری درجہ دانائی عطا کر دیتا ہے ۔

مورخہ 17 نومبر 2021ء کو SHARP اور UNHC کے تعاون سے پی ٹی سی ھنگو میں ہیومن رائٹس اور افغان رفیوجیز رائٹس پر منعقدہ یک روزہ تربیتی ورکشاپ کی تصویری جھلکیاں

جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو کے ہمراہ
مورخہ 17 نومبر 2021ء کو SHARP اور UNHC کے تعاون سے ہیومن رائٹس اور افغان رفیوجیز رائٹس پر منعقدہ
یک روزہ تربیتی ورکشاپ کے شرکاء کا گروپ فوٹو

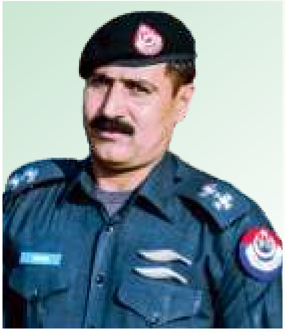

دربار

انٹرمیڈیٹ کورس

اسرار خان سب انسپکٹر

آج مورخہ 23.11.2021 کو انٹرمیڈیٹ کورس کے نئے آمدہ ٹرینیز کے ساتھ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے دربار کیا۔ دربار ایڈمنسٹریشن بلاک کے چمن میں منعقد کیا۔ جس میں شاہ جہان دررانی ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو، ڈی ایس پی ایڈمن جناب ارشد حسین، ریزروانسپکٹر امتیاز خان اور باقی ایڈمنسٹریشن سٹاف کے ساتھ اساتذہ کرام اور زیر تربیت ٹرینی نے شرکت کی۔ دربار کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک س ہوا جس کی سعادت عابد حسین انٹرمیڈیٹ کورس نے حاصل نے کی۔ نظامت کے فرائض سید دستار علی شاہ نے سرانجام دیئے اور جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کو شرکائے محفل سے خطاب کی دعوت دی۔ جناب کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو ڈاکٹر فصیح الدین صاحب نے ٹرینیز کو خوش آمدید کہا اس دعا کہ ساتھ کہ جس مقصد کے لیے آئے ہو وہ مقصد خیر بخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ اللہ آپ سب کو اپنے حفظ و آمان میں رکھے۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے کہا کہ یہ کالج 1935ء میں قائم ہوا۔ اس میں آج تک ہزاروں، لاکھوں لوگ آئے، آپ بھی چلے جائیں گے۔ مجھ سے پہلے درجنوں کمانڈنٹ حضرات اور پرنسپل آئے اور چلے گئے۔ مجھ سے بہتر کہنے والے اور آپ سے بہتر سُننے والے آتے رہیں گے۔ دُنیا کی محفل آباد رہتی ہے کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا۔ میرے عزیزو! ٹریننگ ہمیشہ سخت ہوتی ہے۔ آپ کی ٹریننگ سے ہماری ٹریننگ بہت سخت ہوتی ہے۔ ٹریننگ کوئی مذاق نہیں ہے۔ آئے دن ٹارگٹ کلنگ میں پولیس جوان شہید ہوتے ہیں یہ سب ٹریننگ میں نرمی کا نتیجہ ہے۔ زندگی آپ کو آپ کے حصے کی خوشی اور غم دے گی ٹریننگ سے ہرگز مت گھبرائیں۔ غلامانہ ذہنیت سے خود کو آزاد کریں اپنی اور معاشرے

کی اصلاح کریں۔ بیشک اللہ مال، جان اور اولاد کی کمی سے آزمائشیں لیتا ہے۔ ہم بھی آپ کو آزمائیں گے ٹریننگ کے دوران کہ آپ لوگ کتنے صابر اور شاکر ہیں۔

اپنی ڈیوٹی میں غفلت نہ برتیں آپ چُنے ہوئے لوگ ہو جنہیں محکمہ پولیس میں رہ کر عوام کی خدمت کرنی ہے۔ تمھارے اوپر تمھارے جسم کا حق ہے۔ اپنے جسم کو فلاحی کاموں میں صرف کریں۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ آپ کے اساتذہ بہت اچھے ہیں اور آپ پر بہت مہربان ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس اگر کوئی مالدار آدمی آتا تو اسے دال کھلاتے اور اگر کوئی غریب آدمی آتا تو اسے اچھا کھانا کھلاتے تھے۔ تاکہ جانچ سکیں کہ کون کتنا صابر و شاکر ہے۔ ہمارا اور اس قدیم درسگاہ کا کام ٹریننگ سے انصاف ہے جو آدمی جوتے کھانے کے لیے تیار ہو سمجھو اس نے جوتے کھا لیے۔ آپ اپنے حوصلے بلند رکھیں سمجھو آپ نے بھی ٹریننگ حاصل کر لی۔ پولیس کا کام روٹین کا کام ہے مگر ٹریننگ میں ہم انسان کی مختلف صلاحیتوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ٹریننگ کا مطلب لوگوں کی اناؤں کو توڑ کر اور اس کے رویوں میں واضح میں تبدیلی لانے کا نام ہے۔ ٹریننگ آپ کو جسمانی و دماغی طور پر تندو توانا ء بنانے کے لیے دی جاتی ہے تاکہ آپ فٹ ہو جائیں اور خود کو کار آمد بنائیں۔ ہر حال میں اللہ پاک کا شکر ادا کریں کہ ہم سے بہت سے لوگ حُسن و جمال اور ذہانت میں بہتر موجود ہوتے ہیں مگر آپ کو انسانیت کی خدمت کی خاطر چُن لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی ہے کہ اگر آپ کو کوئی تھپڑ لگائے تو حکومت پاکستان اس کو اپنے آپ کو تھپڑ مارنے کے مترادف سمجھتی ہے۔ ٹریننگ اس لیے ہوتی ہے کہ آپ کو کتابوں اور جسمانی مشقوں کے ذریعے حکمت، دانائی سکھائی جائے۔

خطاب کے بعد جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے ٹرینیز کے مسائل سُنے اور ان کے فوری حل کے لیے احکامات صادر فرمائے اور بعدہ اُمت مسلمہ، محکمہ پولیس اور وطن عزیز کے لیے خیرو برکت کی دُعا مانگی گئی۔

مورخہ 23 نومبر 2021ء کو انٹرمیڈیٹ کورس کے ساتھ دربار کی تصویری جھلکیاں

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں

گزری یادیں اور حالات

تحریر: کیڈٹ عامر خان

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو خیبر پختونخوا پاکستان کا قدیم ترین ادارہ ہے جس سے خیبر پختونخوا پولیس کے علاوہ ملک کے دیگر صوبہ جات بلوچستان، گلگت، آزاد جموں کشمیر، اسلام آباد پولیس و دیگر فورسز، ایف آئی اے، ریلوے پولیس، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن وغیرہ سے وابستہ افسران و جوانان عرصہ دراز سے تربیت حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ ادارہ کسی تعارف کا محتاج نہیں بلکہ اپنی خدمات کی وجہ سے پورے پاکستان بلکہ دُنیا میں جانا پہچانا ہے۔ جس سے تربیت حاصل کرنے والا ہر افسر و جوان سینہ تان کر پورے کھڑا اور طماق سے اس ادارہ سے پاس آؤٹ ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے اور پھر تربیت فراہم کرنے والوں کے کیا ہی کہنے؟ جو اس ملک کی خدمات کی سرانجام دہی کے لیے جوانوں کو تیار کرنے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور امن و آسائش کے درس و تدریس اور دہشتگردی، تخریب کاری اور ملک دشمن عناصر کے جرائم کو روکنے کے لیے جوانوں میں حوصلہ، جذبہ اور عزم پیدا کرتے ہیں اور اس حوصلہ اور عزم کو لے کر کئی جوان اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ خیر یہ تو ایک تمہید تھی جو باندھی گئی۔ میرا اصل مقصد تو پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں گزارے گئے قیمتی پانچ سالوں کی کہانی کو تحریر کی شکل میں بیان کرنا ہے۔ فنِ تحریر نا تو کبھی میرا پیشہ رہا ہے اور نہ ہی کبھی اس سے اتنی زیادہ وابستگی رہی ہے کہ طرز تحریر کی خوش اسلوبی اور الفاظ کی نشست و برخاست کو بخوبی جان سکتا۔ لکھنے کی مہارت بھی کمال کی چیز ہے اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ اچھا لکھاری وہی ہوتا ہے جو اپنی تخلیقی کاوشوں کا نتیجہ فکر انگیزی پر مشتمل کرے کہ پڑھنے والا اس کی تحریر میں اتنا محو ہو جائے کہ جب تک تحریر ختم نہ ہو ہو جائے روح میں تشنگی برقرار رہے۔ لکھنے والے کی تحریر موتی بکھیرتے ہوئے الفاظ اتنے مختصر اور جامع ہوں کہ اس کے پڑھنے والے کے دل کو چھو جائیں اور تحریر کے سحر سے نکل نہ پائے۔ پر تو اس بارے میں اتنا خیال ہے کہ لفظوں کا

استعمال نہایت مہارت کے ساتھ کرنا چاہیے اور ایک ایک لفظ چُن کر جملہ میں چن دیا جائے کہ وہ اپنی جگہ اس مناسبت سے بنائے کہ پوری تحریر اس لفظ کے استقبال کے لیے تعظیماً کھڑی ہو جائے۔

خیر یہ کہانی شروع ہوتی ہے اس وقت سے جب میں نے انٹرمیڈیٹ کالج کورس سال 2015ء میں اچھے نمبروں سے پاس کیا تو افسران بالا نے تحفے میں میرا تبادلہ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو میں بطور کیڈٹ لاء انسٹرکٹر کر دیا۔ جونہی معلوم ہوا تو دل میں طرح طرح کے خیالات اور سوچیں آنے لگیں، بے چینی، اضطراب، ہیجان اور عجیب سی نا قابل بیان حالت ہونے لگی اور ساتھ ساتھ اپنے دل کا خود ہی حوصلہ بڑھاتا رہا کہ ملک کی خدمت کے لیے اللہ پاک نے چُن لیا ہے اور پیغمبری شیوہ عطا فرمایا۔ خُدا خُدا کر کے وہ دن 26.04.2015 آ ہی گیا جب ادارہ میں آمد کی۔ جاننے والے دوستوں نے خوب آؤ بھگت کی اور نہایت ہی پُر تپاک استقبال کیا۔ حاضری کے اگلے روز اس دور کے چیف لاء انسٹرکٹر شیر احمد صاحب اور ڈی ایس پی ایڈمن اسلم پرویز صاحب نے دفتر میں طلب کر لیا اور خوش آمدید کہا۔ ادارہ کی نیک نامی کے لیے جتن اور محنت کرنے کے ساتھ ساتھ نظم وضبط برقرار رکھنے کی ضروری ہدایات بھی پلے میں باندھ دیں۔ کسی بھی خلاف ورزی کرنے پر سخت تادیبی کاروائی کی بھی یقین دہانی کروائی۔ اللہ کا نام لے کر پڑھانا شروع کیا مگر ساتھ ہی مجھے لائبریری کے انچارج کا منصب بھی حوالہ ہو گیا۔ تربیت حاصل کرنے والے جوان و افسران تو لائبریری سے استفادہ نہایت ہی کم حاصل کرتے ہیں جو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ مگر مجھے یہ فائدہ ہوا کہ عرصہ قریب ڈیڑھ سال میں لگ بھگ 200 مختلف موضوعات کی کتابیں پڑھ لیں۔ اُردو ادب کے لیے پہلے سے دل میں موجود محبت اور شوق کو مزید پختگی حاصل ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب میرے علم میں یہ بات آئی کہ علم کے حصول کے لیے ہجرت کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس کی تکمیل کی خاطر گھر بار چھوڑنا کتنا معنی رکھتا ہے۔ سال 2016ء میں جناب فصیح الدین صاحب کا بطور کمانڈنٹ تبادلہ ہوا جن کی آمد سے قبل ہی اطلاع پہنچ آئی کہ صاحب موصوف علمی و ادبی شخصیت ہیں اور کتابوں سے کافی لگاؤ رکھتے ہیں اور وابستگی کی اس قدر حد ہے کہ خود بھی کئی کتابوں کے راقم ہیں۔ جناب جس دن ادارہ ہذا میں تعینات ہوئے دفتر میں پہلا قدم رکھا ہی کہ پہلا سوال یہ تھا کہ ادارہ میں کوئی لائبریری ہے؟ مجھے دفتر میں طلب کر لیا گیا ضروری سوالات کے بعد اگلے روز لائبریری کا وزٹ کرنے کا ارادہ اور حکم سُنا کر رخصت کیا۔ اگلے روز جناب موصوف لائبریری تشریف لائے۔ لائبریری کی حالت اور کتابوں کی صفائی اور ترتیب پر شاباش دی اور انعام بھی

کیا۔مگر ساتھ ہی کتابوں کی Dewey Decimal Classification (DDC) کرنے کی ہدایات بھی جاری کیں۔اس کے بعد شاید ہی کوئی ایسا دن رہا ہو جو کمانڈنٹ صاحب نے اپنی تعیناتی کے دوران بُلایا نہ ہو۔

فصیح الدین اشرف صاحب کی ذہانت اور علم دانی سے تو پورا پاکستان واقف ہے مگر ان کی شفقت اور انکساری سے صرف وہی لوگ واقف ہیں جن کا اُن کے ساتھ براہ راست تعلق رہا ہو۔ مجھے اُن سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ وہ حوصلہ افزائی بھی کرتے رہے اور ہمت افزائی بھی۔ جناب فصیح الدین صاحب علم الجرائم پر خصوصی گرفت رکھتے ہیں اور پاکستان سوسائٹی آف کریمنالوجی کے بانی بھی ہیں۔

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی کی کالج ہذا سے تبدیلی پر ڈاکٹر مسعود سلیم بطور کمانڈنٹ تعینات ہوئے جو انتہائی عاجز، ملنسار اور رحمدل افسر ثابت ہوئے اور میں بطور ریڈران کے ساتھ تعینات تھا۔ جناب کا ہر معاملے کی خود نگرانی کرنا، مسئلے کو فزیکل چیک کرنا اور پرکھنا ان کا شیوہ تھا۔ چاہے سٹاف کی کوئی بات ہوتی یا ٹرینیز کی غور سے سنتے اور فی الفور مناسب حکم صادر فرماتے۔ موصوف کا تبادلہ صوبہ پنجاب ہوا تو فصیح الدین صاحب کا دوبارہ سال 2019ء میں بطور کمانڈنٹ کالج ہذا میں تبادلہ ہوا۔

ادارہ ہذا میں تعیناتی کے پانچ سالوں سے انتہائی خوشگوار یادیں وابستہ ہیں اس ادارہ میں پانچ بہاریں بطور اُستاد گزاری ہیں جن کے ان مٹ اور گہرے نشانات میرے ذہن میں نقش ہیں اور اس عرصہ میں رونما ہونے والے حالات واقعات مجھے حرف بہ حرف یاد ہیں اور کہانیوں کی صورت میں ان کے خال وخدجوں کے توں موجود ہیں اور ذرا بھی دھندلے نہیں ہوئے ہیں۔ مگر کبھی کبھار یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کہانیوں کو یاد رکھنے والی آنکھ اور محسوس کرنے والے دل کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ انہی احساسات اور کہانیوں کو یکجا مجتمع کر کے ان سے الفاظ ڈھونڈ کر اپنی تحریر تخلیق دینے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ان تانے بانے کو خوبصورتی سے بُن کر مناسب الفاظ کا پیکر ترتیب دیا جا سکے۔ میں اتنا اچھا لکھاری نہیں ہوں کہ پاک دھرتی کی عظیم درسگاہ میں گزارے گئے لمحات پر فقید المثال تبصرہ کر سکوں مگر دست وقلم میں جتنی سکت ہے بروئے کار لا رہا ہوں۔ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں گزارے ہوئے پانچ سالوں میں لاء سٹاف کے سینئر اساتذہ کی شفقتیں اور جونیئر کی عطا کی ہوئی عزتیں، ڈرل سٹاف اور خصوصاً ATS سٹاف کی محبتیں تادم مرگ یاد رکھوں

گا۔ میرے کولیگ، میرے بھائی شہزاد بشیر (مانسہرہ)، زاہد علی (سوات)، مظہر رشید (ہری پور) کا بھائی چارہ، دل لگی اور محبتوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ جنہوں نے اتنی عزت وتکریم دی جس طرح کوئی بڑے بھائی کو بھی نہیں دے سکتا۔ میں بشارت چاچو (مانسہرہ) کی دلکش ہنسی اور منہ کو سخت کر کے مزاح کرنے کا انداز کیوں بھلاؤں؟ دستار علی شاہ صاحب (ایبٹ آباد) کے ساتھ طنزومزاح کی محفل نشست و برخاست اور موقع محل کی مناسبت سے شعروشاعری کو کیسے بھلاؤں؟ کرکٹ گراؤنڈ میں جوہر علی (دیراپر) کے ساتھ شہزاد بشر اور زاہد علی کی نوک جھونک یوں لگتا کہ ابھی لڑائی کی نوبت آجائے گی اور توقیر احمد (ایبٹ آباد) کی طنزومزاح کی صورت میں حماقتیں ایک اسم ومسکن معلوم کی مخبریاں اور ارشد حسین خان کنٹرولر آف امتحانات کا اذان کی بروقت ادائیگی، شریف النفس اور ہمدردانہ اخلاق کو یادداشت سے نہیں نکال سکتا۔ ہر ایک لمحے کو تفصیلاً تحریر میں تو نہیں لا سکتا مگر سب کچھ کل کی طرح یاد ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک خوبصورت خیال تھا جو پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا، ایک خواب جس کی تعبیر ہو چکی ہے۔ میں نے اپنے تئیں کوشش کی ہے کہ الفاظ کو مختصر کر سکوں مگر تحریر ہذا دوران اپرکورس ادارہ ہذا میں ہی ضبط تحریر لائی گئی ہے۔ سہیل جہانداد آئی ٹی انچارج جو شمارہ ہذا کے چیف ایڈیٹر ہیں نے اصرار کیا کہ چہارم شمارے کے لیے ایک مضمون تحریر کروں تو ذہن میں یہی خیال نمودار ہوا کہ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں گزارے گئے حسین لمحات کو شمارہ کی اشاعت کے لیے نذر کروں۔ کچھ تلخ حقیقتیں بھی بار بار ذہن پر منڈلا رہی ہیں مگر ان کا تعلق ادارہ سے نہیں ہے وہ شاید ذاتی زندگی کا شاخسانہ ہوں۔ وقت انتہائی کم ہے اور کام زیادہ چونکہ ادارے کے ساتھ دیرینہ تعلقات اور محبت آمیز مراسم ہیں اس لیے حتی المقدور کوشش کی کہ تجربات کی اس تحریر کو اچھا لباس پہنا کر اور اخلاق کا لبادہ اوڑھا کر پیش کروں مگر تحریر کی گھلاوٹ یا سختی اور بے معنی ہونے کا علم آپ کے تبصروں سے ہوگا۔ کچھ تجربات کو اگلے شمارے میں بشرط زندگی لمحہ بہ لمحہ تحریر کی شکل میں پیش کروں گا۔

والسلام۔

مورخہ 06 دسمبر 2021ء کو پی ٹی سی میں زیر تربیت اسلام آباد پولیس کے
پروبیشنرز ASI اسالٹ کورس کر رہے ہیں

اسلام آباد پولیس کے پروبیشنر ASI کا اسالٹ کورس کے اختتام پر اپنے انسٹرکٹرز کے ہمراہ گروپ فوٹو

برصغیر کی تاریخ کی پہلی
FIR
ایف آئی آر

تحریر: ڈی ایس پی ارشد حسین

برصغیر کی تاریخ کی پہلی ایف آئی آر 158 سال قبل درج کی گئی تھی۔ پولیس ایکٹ 1861ء کے تحت پہلی ایف آئی آر برصغیر ھندو پاکستان میں درج ہوئی۔ یہ دہلی شہر کے تھانہ سبزی منڈی مورخہ 18.10.1861 کو درج ہوئی تھی۔ شمالی دہلی کے سبزی منڈی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر میں 'ہکاہ' باورچی خانے سے متعلق برتن اور 'کولفی' جیسی چیزوں کی چوری کی گئی تھی۔ ہفتہ کے روز فورس نے ہندوستانی پولیس ایکٹ 1861ء کے عمل میں آنے کے بعد پہلی ایف آئی آر پر مشتمل ''تاریخی دستاویز'' درج کروانے کی یاد میں ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کی۔

پہلی معلومات کی اطلاع کا تراشیش محل کے رہائشی مائع الدین ولد محمد یار خان نے اپنے گھر سے 45انی (پھر 2.81 روپے) مالیت کی مضامین کی چوری کرنے کے بارے میں درج کی تھی۔ شمالی دہلی پولیس نے ایف آئی آر کی تصویری تیار کی ہے اور اسے ایک میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ ایف آئی آر کی ایک تصویر آج سبزی منڈی پولیس اسٹیشن میں رکھی گئی جہاں تقریب منعقد کی گئی تھی۔

ریکارڈ کے مطابق 1861ء میں دہلی میں صرف پانچ پولیس اسٹیشن تھے اور سبزی منڈی ان میں سے ایک تھا۔ پولیس کے چار دیگر اسٹیشنوں میں منڈکا، مہروالی، کوتوالی اور صدر بازار تھے۔ دہلی سبزی منڈی پولیس اسٹیشن میں اب بھی اس عرصے کی ''متعدد مقدمات کی دستاویزات'' موجود ہیں۔ ان دنوں رجسٹرڈ ہونے والی کچھ دوسری دلچسپ شکایات میں دوانی مالیت کی سنتری چوری کرنے کے بارے میں مورخہ 16.02.1891 میں رپورٹ درج کروائی گئی۔ اسی طرح خچر (ٹٹو) کی چوری کی ایک رپورٹ بھی شامل ہے جو 30.04.1895 میں درج کی گئی تھی۔ اس کے

علاوہ 15.03.1897 کو ایک شخص کو پانچ انی مالیت کا ''پاجاما'' لوٹنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔عدالت نے انہیں پانچ کوڑوں کی سزا سُنائی تھی۔

نوٹ: ایف آئی آر کو اُردو زبان میں درج کیا گیا تھا۔

ٹریکنگ دی کریمینلز ان سائبر سپیس

سے متعلق دو روزہ ورکشاپ

کیڈٹ ریاض علی

مورخہ 10-09 دسمبر 2021ء کو پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں پاکستان انفارمیشن سیکیورٹی ایسوسی ایشن اور پی ٹی سی کے باہمی اشتراک سے ٹریکنگ دی کریمنلز ان سائبر سپیس کے حوالے سے دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔جس میں کالج ہذا کے سربراہ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف، سابق ڈی جی ایف آئی اے وصدر پی آئی ایس اے عمار جعفری صاحب، سی آئی او پی آئی ایس اے بریگیڈیئر ریٹائرڈ انجم سعید صاحب، شاہ جہان دُررانی صاحب ڈپٹی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو اور پی آئی ایس اے کے دیگر ٹیکنیکل اور سپیشلسٹ سمیت کالج ہذا کے سٹاف اور زیرتربیت جوانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔مہمان خصوصی جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی شرکائے سیشن سے اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ دورِ جدید میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔سائبر آپٹک کے بارے میں جدید ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر استعمال کرنے والے جوانوں کو اس حوالے سے اس علم کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔سائبر سپیس اور سائبر آپٹک کو ہینڈل کرنے اور اپنی ضروری معلومات کو محفوظ بنانے کے طریقہ کار کو ضرور سیکھیں۔دورِ حاضر میں کسی بھی ملک کی ترقی میں انفارمیشن ٹیکنالوجی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

صدر پی آئی ایس اے عمار جعفری صاحب نے خطاب کرتے ہوئے مرحوم آئی جی پی عباس خان صاحب اور سابق آئی جی سعید خان صاحب (پی ایس پی) کی خدمات کو سراہاتے ہوئے کہا کہ میں نے ان افسران سے بہت کچھ سیکھا ہے اور ان افسران نے مجھے وژن دیا ہے۔آج آپ کے پاس ہر سہولیات میسر ہیں آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ ایک سیل فون کو ہی لے لیں ایک سیل فون کو تین ٹاور واچ کرتے ہیں۔جب بھی کوئی جرم ہوتا ہے اس کے ثبوت

بھی موجود ہوتے ہیں کئی سالوں بعد بھی آپ ان شوائد وثبوت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ سائبر سپیس میں کریمنل زیادہ ہوتے ہیں اور کریمنلز کے پاس ہمیشہ پالیسی ہوتی ہے اور آپ سائبر سپیس کی مدد سے مجرم تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ دُنیا میں کوئی بھی جرم ہو اس کی فرسٹ ریسپانڈر پولیس ہوتی ہے اس لیے آپ کو سائبر سپیس اور سائبر سیکیورٹی سے آگاہ ہونا از حد ضروری ہے۔ اپنے خواص خمسہ کو استعمال کریں پھر آپ کی چھٹی حس بھی خود بخود کام کرنا شروع ہو جائے گی۔ اگر آپ لوگ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اپنے مسائل کے بارے میں اور کسی قسم کے تھریٹ کے بارے میں نہ سوچیں۔ سائبر سپیس اور سائبر سیکیورٹی پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں الگ چیزیں ہیں جتنی اچھی آپ کی سائبر سیکیورٹی ہوگی اتنے ہی کم سائبر کرائم ہوں گے۔

اسی طرح سی آئی او بریگیڈیئر ریٹائرڈ انجم سعید صاحب نے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا شکریہ ادا کیا کہ میں ان کا انتہائی مشکور ہوں کہ جنہوں کے قوم کے محافظوں سے گفتگو کا موقع دیا۔ اور سائبر سپیس کے حوالے سے بتلایا کہ سائبر سپیس بہت بڑی ہے کوئی بھی کریمنل جب کوئی کرائم کرتا ہے تو وہ اپنا مقام چھوڑ دیتا ہے اور اس کے پاس بھاگنے کے لیے سب سے اچھا یا شارٹ کٹ روٹ موٹروے ہوتا ہے۔ اگر بات کریمنل انوسٹی گیشن کی کریں تو وہ اپنا موبائل فون استعمال کرنا بند کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس تک رسائی ممکن نہیں ہو سکتی۔ اگر موٹروے کو دیکھا جائے تو 65% نقل وحرکت جنرل پبلک موٹروے کو استعمال کرتی ہے مگر 100% موٹروے کو کریمنل لوگ استعمال کرتے ہیں۔ موٹروے پر 10 سے 15 فیصد گاڑیوں کا سالانہ اضافہ ہو رہا ہے اور ملین کے حساب سے گاڑیاں گزرتی ہیں۔ ہمیں موٹروے کے لیے آئی ٹی ڈریون ٹریک کا نظام قائم کرنا چاہیے تاکہ سائبر سپیس کا حصہ بن سکے۔ سب گاڑیوں کو E-Tag لگانے چاہئیں تاکہ وہ نیٹ ورک میں آ جائیں۔ جہاں آپ کو فائدے ملتے ہیں وہاں آپ کو نقصان سے بچنے کے لیے one counting, one tag ہونا چاہیے آپ جہاں بھی جائیں تو آپ کو ایک ہی ٹیگ سنٹرل آفس سے واچ کیے جا رہے ہوں۔ اسی طرح پی آئی ایس اے کے دیگر ٹیکنیکل اور سپیشلسٹ سے فنانشل فراڈ، لیجر، بلاک چین، کرپٹو کرنسی اور ڈارک ویب سے متعلق اپنے علم سے زیر تربیت جوانان وسٹاف ممبران کو آگاہی دیتے رہے۔

تقریب کے آخر میں جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے ادارہ ہذا کی جانب سے صدر پی آئی ایس اے جناب عمار جعفری کو شیلڈ پیش کی اور سی آئی او بریگیڈیر ریٹائرڈ انجم سعید صاحب کو کالج ہذا کا ششماہی بنیادوں پر شائع ہونے والا علمی و ادبی جریدہ پیش کیا۔ اسی طرح اختتامی تقریب میں جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے کالج ہذا کی جانب سے شیلڈ اور تعریفی اسناد تقسیم کیں اور اسی کے ساتھ اس تربیتی ورکشاپ کا اختتام ہوا۔

مورخہ 10-09 دسمبر 2021 پاکستان انفارمیشن سیکیورٹی ایسوسی ایشن اور پی ٹی سی کے باہمی اشتراک سے منعقدہ تربیتی ورکشاپ کی تصویری جھلکیاں

PISA
Criminals in Cyber

PISA
PTC Hangu

مورخہ 15 دسمبر 2021ء کو جناب کمانڈنٹ صاحب PTC لاء انسٹرکٹرز سے زیر تربیت ٹرینیز کے کورس سلیبس کے حوالے سے میٹنگ کر رہے ہیں

مورخہ 23 دسمبر 2021ء کو باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر
کی ڈی ایس پی پروموشن کی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 23 دسمبر 2021ء کو جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو کے ہمراہ
ڈی ایس پی باروز خان کی پروموشن کی تقریب کے اختتام پر ایڈمنسٹریشن سٹاف اور انسٹرکٹر کا گروپ فوٹو

مورخہ 27 دسمبر 2021ء کو ورائٹی شو پروگرام کی تصویری جھلکیاں

انتخاب

تھانے سے سفارت تک

{ نوٹ: سیدّ فدا یونس مرحوم (ستارہ شجاعت) کی خودنوشت ''تھانے سے سفارت تک _____ خاطراتِ ایس فدایونس'' سے یہ اقتباسات پختونخوا پولیس کے افسران وجوانان اور پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کے زیرِ تربیت افسران وریکروٹس کی دلچسپی کے لیے گئے ہیں۔ جناب فدایونس 24 اپریل 1923ء کو ضلع خانیوال (جو پہلے ضلع ملتان کی ایک تحصیل تھی) میں پیدا ہوئے۔ بنیادی طور پر وہ صوبہ پختونخوا کے ضلع کرک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا خاندان معروف بزرگ حضرت کا کا صاحب رحمکار رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ ہے۔ آپ نے ایمرسن کالج ملتان سے 1943ء میں بی اے کیا اور پھر پولیس میں بطور اے ایس آئی بھرتی ہو کر برصغیر پاک و ہند کے پہلے پولیس ٹریننگ سکول پھلور جالندھر (انڈیا) سے تربیت حاصل کی۔ 1945ء میں پولیس چھوڑ کر فوج میں کمیشن لی اور 1967ء میں میجر کے عہدے پر پاکستان کے وزارت خارجہ سے منسلک ہوئے۔ آپ نے پھر افغانستان میں ایک کامیاب انٹلی جنس افسر اور ایک معروف سفارت کار کے طور پر اپنی قابلیت کا لوہا منوا لیا۔ آپ نے انگریزی زبان میں افغانستان سے متعلق کئی جلدوں پر مشتمل ایک وقیع کتاب لکھی ہے اور آپ کو افغان اُمور پر ایک اتھارٹی کی حیثیت حاصل تھی۔ حکومت پاکستان نے 1997ء کو سید فدایونس (مرحوم) کو ستارۂ شجاعت کے اعزاز سے نوازا۔ آپ نے طویل عمر پائی اور 2013ء میں وفات پائے۔ حق مغفرت فرمائے (آمین)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف (پی ایس پی) کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو }

''آج کل تو خیر مرسیڈیز، پجیرو اور لنکن وغیرہ کا دور دورہ ہے مگر جن دنوں کا میں ذکر کر رہا ہوں اُن وقتوں میں تو گھوڑوں اور اونٹوں کا رواج تھا۔ گاؤں کی حسین اور الھڑ دوشیزائیں اس مناسبت سے اکثر گنگنایا کرتیں:

''گھوڑی چڑھدا، تے لگدا تھانیدار نی ماہیا''

تھانیدار تو دور کی بات ہے، ایک پولیس سپاہی بھی اگر خاکی وردی پہنے گاؤں میں کوئی سمن لے کر آتا تھا تو اُسے بھی دروازوں کی اوٹ سے حیران نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ (اُن دنوں پولیس کے سپاہی خاکی قمیص اور خاکی نیکر پہنا کرتے تھے۔ البتہ خاکی پگڑی پر سرخ پٹی نمایاں رکھی جاتی تھی جو سرکار کے رعب کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔ گاؤں میں نیکر معیوب سمجھا جاتا اس لیے نیکر کے اوپر چادر باندھی جاتی تھی۔)

گاؤں میں تھانیدار کی آمد تو ایک بھونچال سے کم نہیں ہوتی تھی۔ پولیس کے سپاہی پہلے ہی سے گاؤں میں پہنچے ہوتے اور مرغیوں کی پکڑ دھکڑ میں مصروف ہو جاتے۔

میں نے بی اے ایمرسن کالج ملتان سے کیا ہے۔ جہاں 1939ء سے 1943ء تک زیر تعلیم رہا۔ پاکستان بننے کے بعد یہ کالج گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میں تبدیل ہو گیا ہے۔

فروری 1945ء میں بطور پروبیشنر اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس بعوض مبلغ پچپن (55) روپیہ تنخواہ پر ملتان کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس (ڈی آئی جی) نے بھرتی کیا۔ تقریباً دوسو امیدواروں میں سے صرف سات (۷) خوش قسمتوں کو ملتان پولیس رینج سے چنا گیا تھا۔

مورخہ 16 مارچ 1945ء کو میں پولیس ٹریننگ سکول پھلور ضلع جالندھر (ہندوستان) کے قلعے میں حاضر ہوا۔ مجھے 'A' پلاٹون میں ڈالا گیا جس کا پلاٹون کمانڈر سب انسپکٹر چودھری رحم داد تھا۔ اور 'B' پلاٹون کا کمانڈر سب انسپکٹر راجہ مستقیم تھا۔ 'A' پلاٹون میں بلبیر سنگھ (Balbir Singh) جو کہ اُس وقت کے آل انڈیا ہاکی ٹیم کے کیپٹن تھے کو بھی رکھا گیا تھا۔ میرے کمرے کا ساتھی شہزادہ تہور زمان تھا، جو ہندوستان میں افغانستان کے جلاوطن امیر شاہ شجاع اور اُس کے بھائی شاہ زمان کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ بلبیر سنگھ کا تعلق پولیس رینج لاہور سے تھا اور تہور زمان کا راولپنڈی سے۔ ٹریننگ شروع ہوئی۔ سکول کے دستور کے مطابق پہلے ایک مہینے میں ہر کام ''ڈبل'' (دوڑ) سے ہوتا تھا۔ کلاس روم میں جانا ڈبل سے، ڈائننگ ہال جانا ڈبل سے، اور ٹائیلٹ جانا بھی ڈبل سے۔ ٹائیلٹ پرانے زمانے کی طرز پر کمروں سے دور پیچھے کی طرف ایک قطار میں تھے۔ فلش (Flush) سسٹم نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ٹائیلٹس کو

خاکروب صاف کرتے تھے۔ ڈبل سے ٹائیلٹس پہنچتے پہنچتے مسلمانوں کے لوٹوں اور غیر مسلم کی گڑدیوں سے پانی دوتہائی گر چکا ہوتا تھا۔ ٹائیلٹس پیپر نہیں تھے۔

یکم اکتوبر 1945ء کو ہماری تنخواہ اسی (80) روپیہ ماہانہ ہوئی۔ سب ہی بہت خوش ہوئے۔

پھلور ٹریننگ سکول سے میں نمایاں حیثیت سے پاس ہوا۔ تمام مضامین میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ریوالور فائرنگ اور رائفل فائرنگ دونوں میں اول رہا۔ مجھے اُس سال کا بہترین پروبیشنر (Probationer) گردانا گیا تھا۔ پاسنگ آوٹ پریڈ کی کمان میں نے کی تھی۔ تین انعامات ملے تھے۔ رائفل فائرنگ کا انعام اس لیے نہیں دیا گیا کہ وہ ہتھیار پولیس کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل کے لیے تھا۔

میری تعیناتی ڈیرہ غازی خان پولیس میں ہوئی۔ 9 مارچ 1946ء کو میں ڈسٹرکٹ پولیس ہیڈ کوارٹرز میں حاضر ہوا۔ اُس وقت ای این ایڈورڈ (E.N. Edward) سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔

مارچ 1946ء سے ستمبر 1946ء (چھ ماہ) کے دوران ہیڈ کوارٹر میں پولیس ٹریننگ سے منسوب کورسز A,B اور C تسلی بخش طریقے سے مکمل کیے۔

ٹریننگ کے دوران بتایا گیا تھا کہ جب کبھی کسی بس یا ٹرک کی چیکنگ اور چالان کرنا مقصود ہو، تو ہمیشہ ڈرائیور کو اپنی سیٹ سے اُتار کر چالان کریں۔ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈرائیور کا دماغ آسمان سے باتیں کر رہا ہوتا ہے، اور بعض اوقات گستاخی پر بھی اُتر آتا ہے۔ خاص کر جب بس میں مستورات بھی ہوں۔

آج کل تو ٹریفک کے قوانین کی کتابوں پر گرد کی تہیں جمی ہوئی ہیں۔ (ٹریفک تو کیا، کئی دوسرے قوانین کی کتابوں کو بھی الماریوں میں دیمک چاٹ رہے ہیں)

ٹریفک پولیس ڈرائیونگ لائسنس دیکھنے کی تکلیف گوارہ نہیں کرتی۔ ''انگریز سرکار'' کے زمانے میں رات کو سائیکل والے کو بھی بغیر لائٹ کے چالان کرتے تھے۔ اب یہ 'رواج' نہیں رہا۔ تانگوں اور بیل گاڑیوں کی لائٹس بھی

غائب ہوگئی ہیں۔ پہلے بیل گاڑیوں کے پیچھے بھی لالٹین لٹکی ہوتی تھی۔ جانوروں کے ساتھ بےرحمی (Cruelty to animals) کے قانون بھی گم کر دیئے گئے ہیں۔

20 ستمبر 1946 کو میری تعیناتی تھانہ کوٹ چھٹہ ہوئی۔

کلاس رومز کے کتابی ماحول کے بعد اب پولیس کی عملی زندگی کا آغاز ہونے والا تھا۔ پھلور میں اپنی اعلیٰ کارکردگی کا خیال کرتے ہوئے میں سمجھتا تھا کہ ایک کامیاب پولیس آفیسر بنوں گا، مگر تھانے میں پہلے دن کا تجربہ کچھ امید افزا ثابت نہ ہوا۔

سب انسپکٹر تھانے سے باہر ایک تفتیش پر گئے ہوئے تھے۔ میں وردی میں ملبوس محرّر صاحب کے کمرے میں سلام کہتے ہوئے داخل ہوا۔ محرّر نے کرسی سے اُٹھنے کی کچھ حرکت سی کی۔ اور ''آؤ، سر!'' کہتے ہوئے ایسا ظاہر کیا جیسے بہت مصروف ہیں۔ پھر اچانک ہانک لگائی: ''اوئے طوطیا، کوئی چائے شائے لے آ۔ نئے چھوٹے تھانیدار صاحب آئے ہیں۔'' یہ ایک سپاہی تھا۔ تعلق میانوالی سے تھا۔ چونکہ بسا اوقات طوطے کی سی آواز نکالتا تھا، اِس لیے طوطے کے نام سے مشہور تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ تھانیدار کی تفتیش کے دوران میں کھانے کا انتظام کرنے میں بھی ماہر ہے۔

ایسا محسوس ہونے لگا کہ محرر صاحب اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں۔ کانوں میں آواز پڑی: ''یہ کالیجیئے (کالج سے تعلیم حاصل کرنے والے) آجاتے ہیں پولیس میں، کہ تھانیدار بن جائیں گے۔ مگر تھانیدار بننا کوئی آسان کام ہے؟ تھانیداری کے لیے تو جی جگرہ چاہئے۔ اور یہ کالیجئے کس کھیت کی مولی ہیں۔''

پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے:

''میاں صاحب! آپ پھلور میں کامیاب رہے ہیں مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے۔ مادری زبان پشتو ہے۔ پنجابی کی کچھ زیادہ سُدھ بُدھ آپ کو نہیں ہے۔ کیا پنجابی میں کوئی پٹاخے دار گالی کسی بدمعاش کو سنا سکتے ہیں۔۔۔ نہیں آپ کی شکل سے معلوم ہو رہا ہے کہ کسی کو آپ صحیح طور پر چھترول (تھانوں میں رکھے ہوئے چمڑے کے بڑے بڑے چھتروں سے مارنا) بھی نہیں کر سکتے۔ کسی دفتر میں آپ زیادہ کامیاب رہتے۔''

سب کچھ سننے کے بعد میں نے کہا: ''استاد مجھے تو اس تھانے میں خاص کر اِس لیے بھیجا گیا ہے کہ آپ اپنے وسیع تجربے کی بنا پر مجھے تھانیداری کے داؤ پیچ سکھائیں گے۔ مگر آپ نے تو آتے ہی مایوس کیا۔۔۔''

محرر صاحب نے پینترا بدلا اور کہنے لگے: ''نہیں بادشاہو، تُسی فکر نہ کرو۔۔۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ایسے ایسے گُر سکھاؤں گا کہ آپ ہمیشہ مجھے یاد رکھیں گے۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔''

{ ماخوذ: ''تھانے سے سفارت تک'' مطبوعہ 2012ء دوسرا ایڈیشن، پشاور، پختونخوا }

پی ٹی سی ہنگو کی نئی مطبوعات کا عکس

تاریخ کے جھروکوں سے

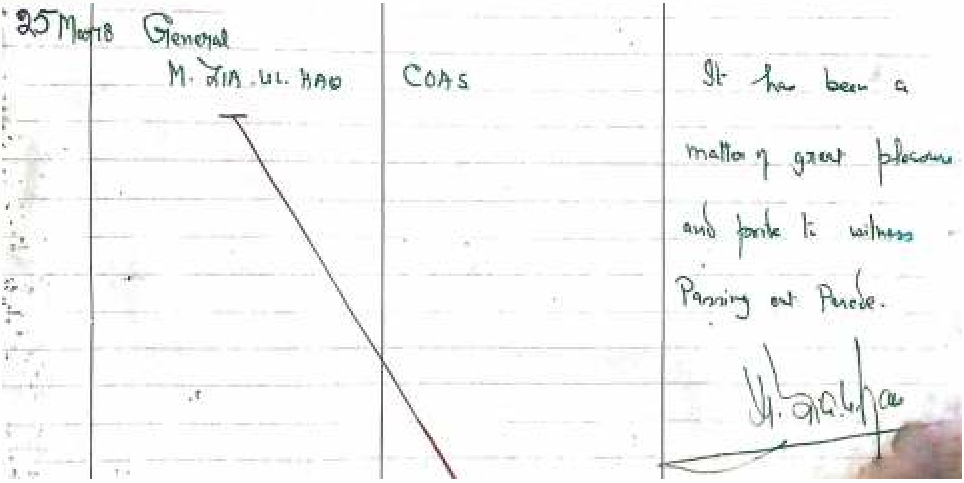

25 Mar 78	General M. ZIA. UL. HAQ	COAS	It has been a matter of great pleasure and pride to witness Passing out Parade. [illegible]

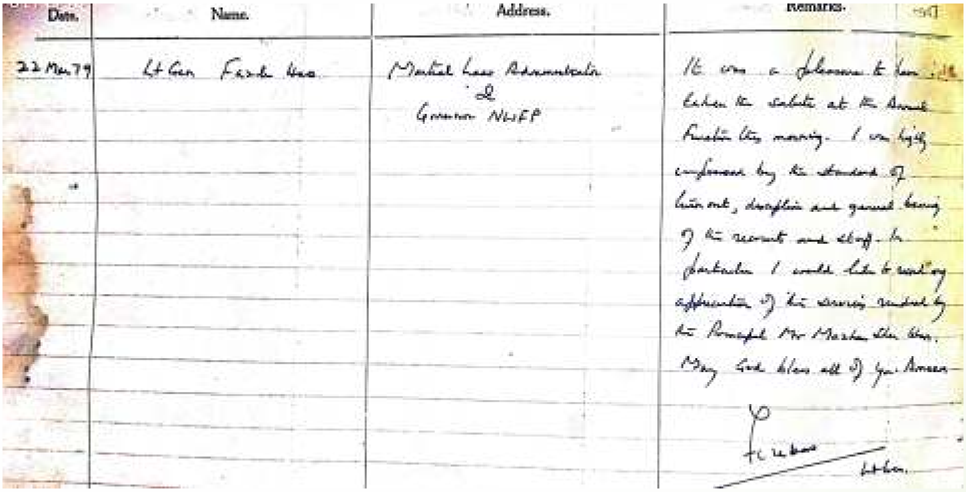

Date.	Name.	Address.	Remarks.
22 Mar 79	Lt Gen Fazle Haq	Martial Law Administrator & Governor NWFP	It was a pleasure to have taken the salute at the Annual Function this morning. I was highly impressed by the standard of turn out, discipline and general bearing of the recruits and staff. In particular I would like to record my appreciation of the services rendered by the Principal Mr Mazhar Ali Khan. May God bless all of you. Ameen. [illegible] Lt Gen.

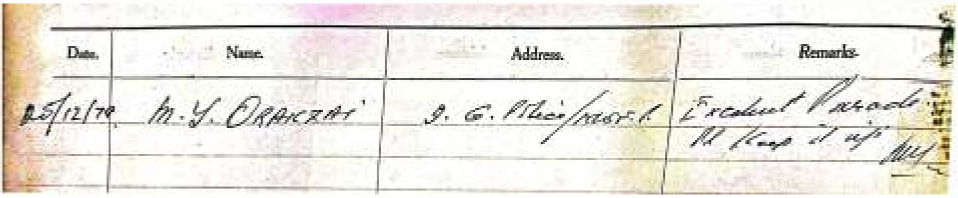

Date.	Name.	Address.	Remarks.
25/12/79	M.Y. ORAKZAI	I.G. Police/NWFP	Excellent Parade. Pl keep it up

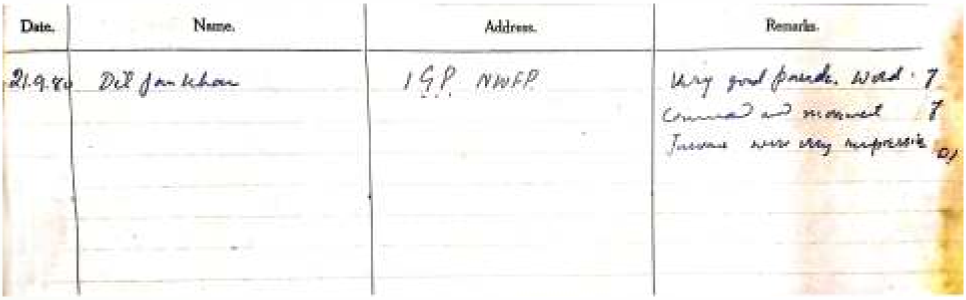

Date.	Name.	Address.	Remarks.
21.9.80	Dil Jan Khan	IGP NWFP	Very good parade. Word of Command and movement of Jawans were very impressive

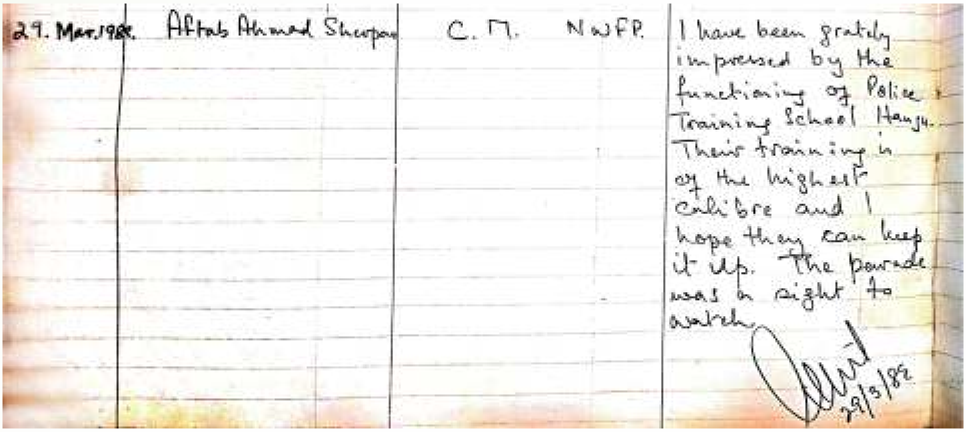

29. Mar. 1982.	Aftab Ahmad Sherpao	C. M.	N.W.F.P.	I have been greatly impressed by the functioning of Police Training School Hangu. Their training is of the highest calibre and I hope they can keep it up. The parade was a sight to watch. [signature] 29/3/82

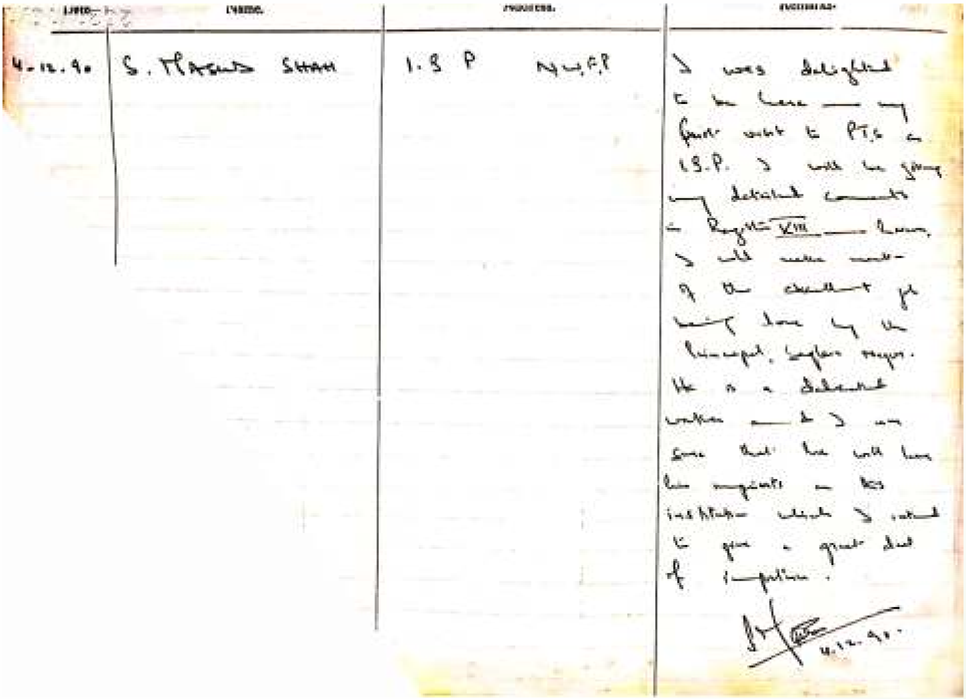

Date	Name	Address		Remarks
4.12.90	S. HASSAN SHAH	I.G.P	N.W.F.P	I was delighted to be here — my first visit to P.T.S. as I.G.P. I will be giving my detailed comments in Register XIII — however, I will make mention of the excellent job being done by the Principal, [illegible]. He is a dedicated worker — and I am sure that he will bring improvements in this institution which I intend to give a great deal of importance. [signature] 4.12.90.

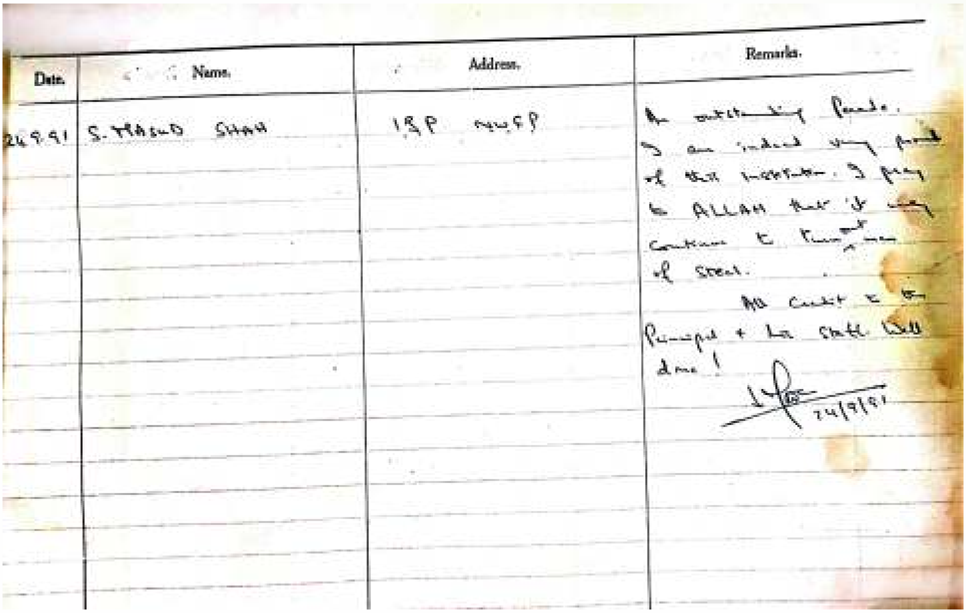

Date.	Name.	Address.	Remarks.
24.9.91	S. MASUD SHAH	IGP NWFP	An outstanding Parade. I am indeed very proud of this institution. I pray to ALLAH that it may continue to turn out men of steel. All credit to the Principal + the staff. Well done! [signature] 24/9/91

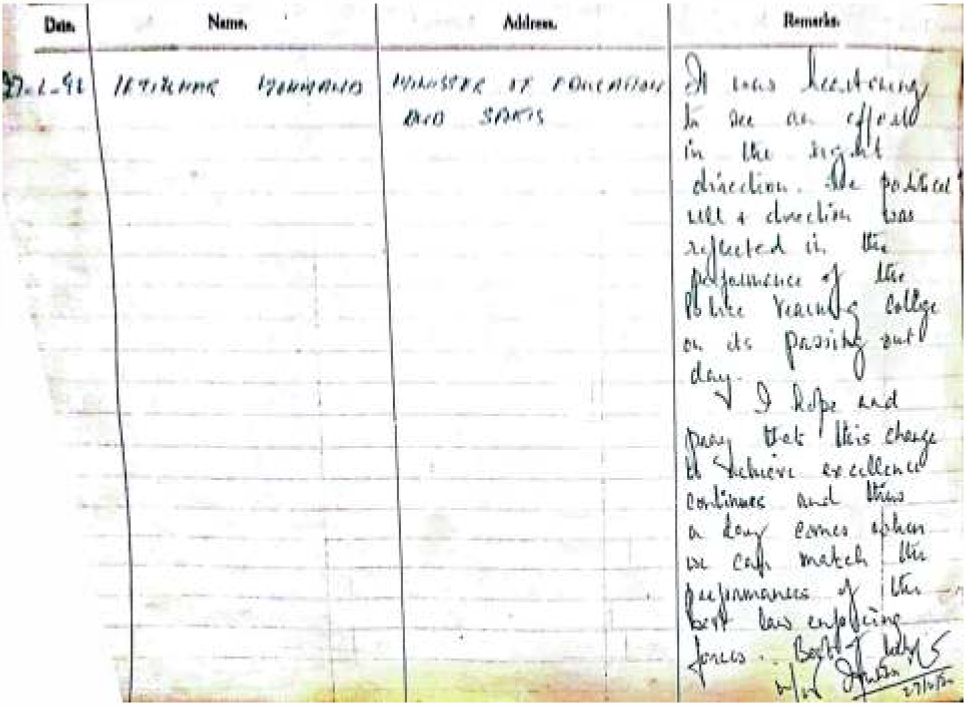

Date.	Name.	Address.	Remarks.
[illegible]	[illegible]	Minister of Education and Sports	It was heartening to see an effort in the right direction. The political will & direction was reflected in the performance of the Police Training College on its passing out day. I hope and pray that this change to achieve excellence continues and then a day comes when we can match the performances of the best law enforcing forces. Best of luck [illegible] 27/10/92

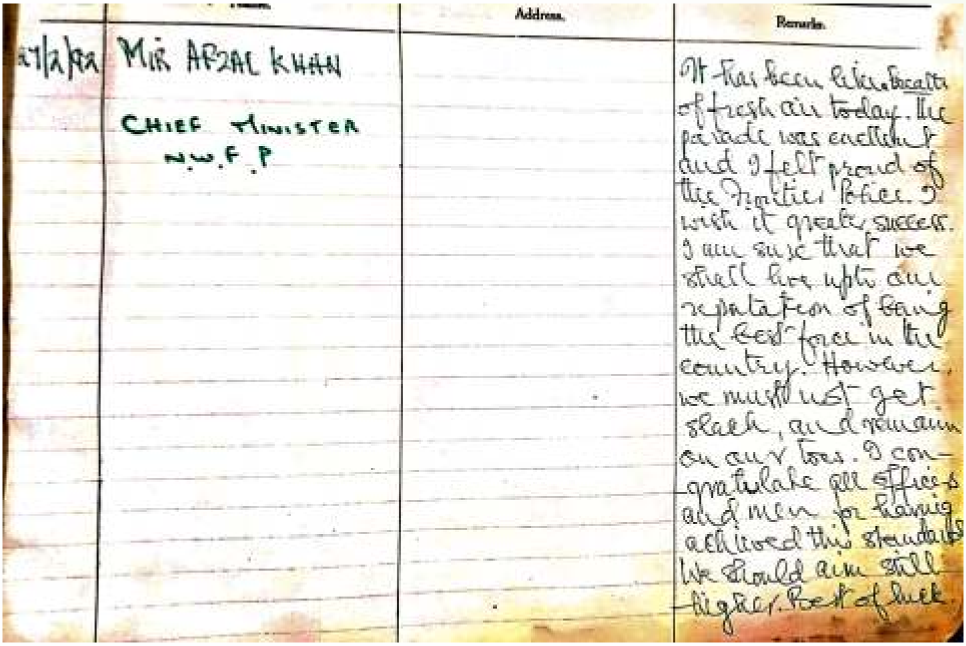

Date.	Name.	Address.	Remarks.
27/2/92	MIR AFZAL KHAN CHIEF MINISTER N.W.F.P		It has been like breath of fresh air today. The parade was excellent and I felt proud of the Frontier Police. I wish it greater success. I am sure that we shall live upto our reputation of being the best force in the country. However, we must not get slack, and remain on our toes. I congratulate all officers and men for having achieved this standard. We should aim still higher. Best of luck.

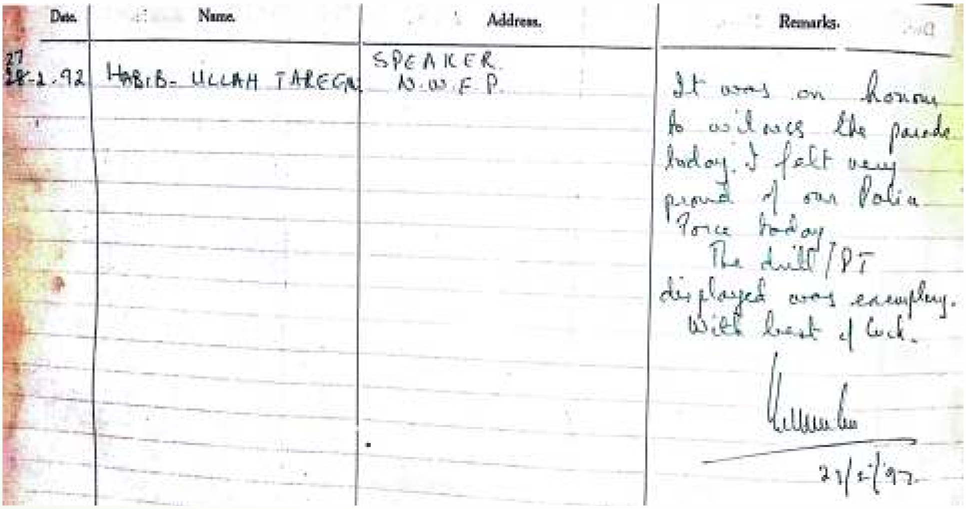

Date.	Name.	Address.	Remarks.
27 28-2-92	HABIB-ULLAH TAREEN	SPEAKER N.W.F.P.	It was an honour to witness the parade today. I felt very proud of our Police Force today. The drill/PT displayed was exemplary. With best of luck. [signature] 27/2/92

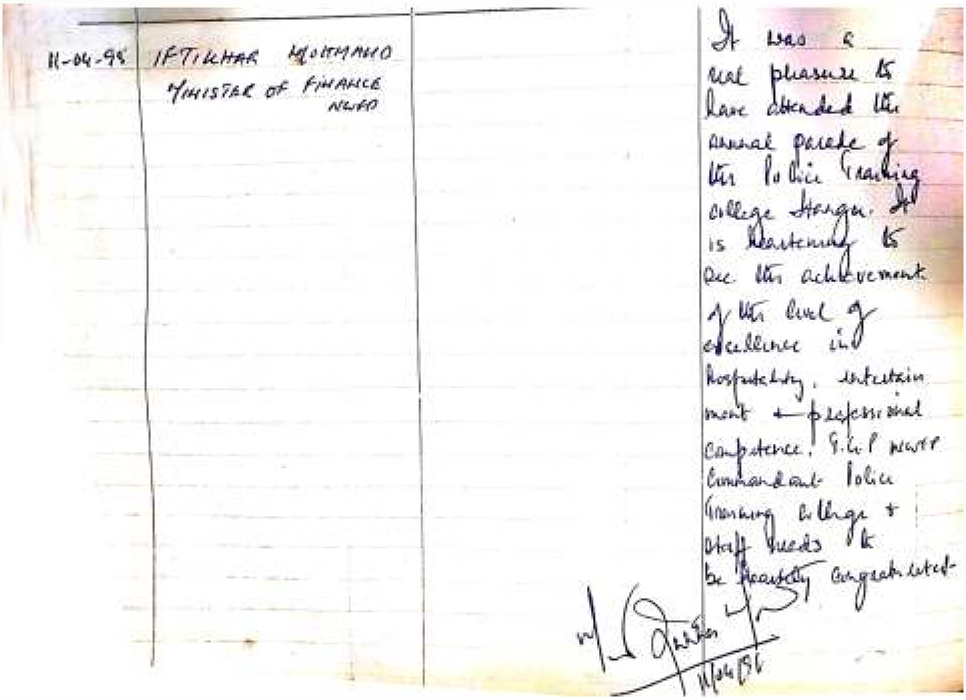

11-04-95	IFTIKHAR MOHAMMAD MINISTER OF FINANCE NWFP		It was a real pleasure to have attended the annual parade of the Police Training College Hangu. It is heartening to see the achievement of the level of excellence in hospitality, entertainment & professional competence. S.G.P NWFP Commandant Police Training College & staff needs to be heartily congratulated. 11/04/96

Date.	Name.	Address.	Remarks.
7.2.92	MOHAMMAD YUNIS KHAN	FINANCE SECRETARY	Outstanding parade and P.T. display. Govt. has given its best to Police and expect the Police to come up to the expectation of the people. [signature] 27/2/92

Date.	Name.	Address.	
20.9.92	S. MASUD SHAH	I.G.P. N.W.F.P	A wonderful Parade. The standard of P.T.C is really improving and the entire N.W.F.P Police is proud of its performance. We are, once again, lucky in having a dedicated Dy. Comdt. who is doing an excellent job. Best of Luck. May The ALMIGHTY ALLAH Shower His Blessings on this Institution which is the Home of the Frontier Police. [signature] I.G.P 20.9.92

Date.	Name.	Address.	Remarks.
3 May '93	M. Azam Khan	Chief Secretary, NWFP.	It was indeed a great pleasure & a privilege to visit Hangu for the second time. The passing out parade of various categories of police personnel was an excellent show. The standard of drill & P.T. was of a high order. The staff of the PTC are entirely responsible for imparting a high standard of training. Their contribution is commendable. We are proud of them and all the police officers & men. I wish them success & best wishes for the future. M. Khan 3/5/93

Date.	Name.	Address.	Remarks.
3/5/93	MIR AFZAL KHAN	This is my second visit to PTC. and like last year it has been most satisfying. The I.G. has brought new vigour and professionalism to the force, for which I congratulate him. He and I both have taken personal interest in PTC Hangu, and I pray that our hopes will be fully realised soon. I wish all those involved in PTC my best wishes.	

Date.	Name.	Address.	Remarks.
/5/93	SALIM SAIFULLAH KHAN MINISTER FINANCE & INDUSTRIES, Govt. NWFP.		Excellent Parade and passing out. My first experience & a memorable one! Very well done Frontier Police and keep up your wonderful traditions. [signature]
/5/93.	HABIB-ULLAH KHAN TAREEN. SPEAKER. N.W.F.P.		It was very satisfying to see a new breed of Policemen - educated, well drilled and obedient. The parade was of a very high standard. [signature] 3/5/93.

11.8.93	Zafar Iqbal Rathore	Secretary, Ministry of Women Development, Govt of Pakistan, Islamabad.	ZIR A short but very pleasant visit. [signature]
11/08/93	Jawaid Qayum Khan	I.G.P.	A short visit. would like to come for a longer stay next time. [signature] 11/8/93

I.G.P. (NWFP)

Reviewed an impressive prade this morning. It was a treat to be a part of it. Well done — all those who made it possible. The rest house is as comfortable as ever. Thanks.

20/9/93

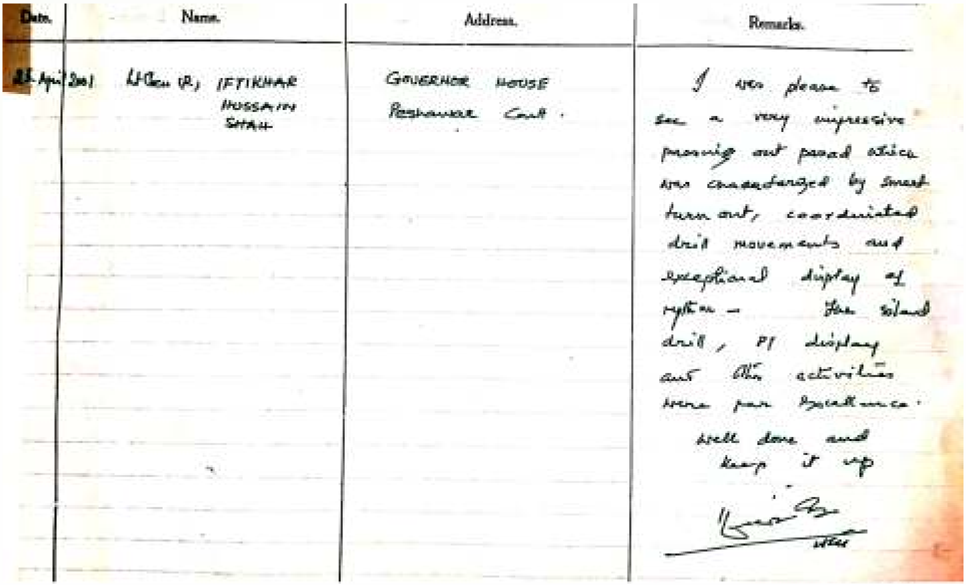

Date.	Name.	Address.	Remarks.
25 April 2001	Lt Gen (R) IFTIKHAR HUSSAIN SHAH	GOVERNOR HOUSE Peshawar Cantt.	I was pleased to see a very impressive passing out parade which was characterized by smart turn out, coordinated drill movements and exceptional display of rhythm – the silent drill, PT display and other activities were par excellence. Well done and keep it up [signature]

شاعر،ادیب اور اعلیٰ پولیس افسر بہرام طارق (پیدائش 1946ء، وفات 2020ء) کی قلمی کاوشیں۔

مرحوم کی تمام اُردو انگریزی کتابیں اُن کے مایہ ناز بیٹے اور قابل پولیس افسر عرفان طارق (پی ایس پی)
نے کلیات کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ادارہ "تیغ و قلم" اُن کو تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

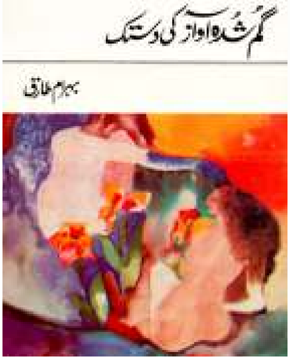

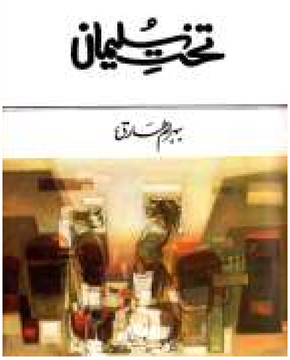

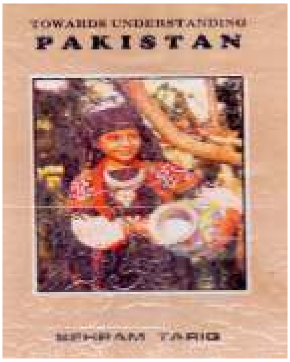

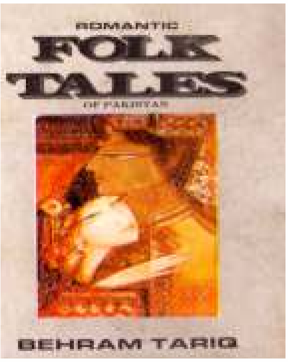

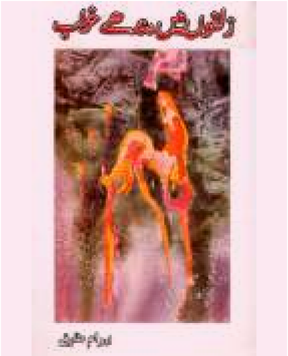

د پښتو برخہ

پشتوزبان کے عظیم شاعر رحمان بابا

تاریخ پیدائش:۔ گاؤں بڈھ بیر پشاور بمطابق 1632ء (1024 ہجری)

تاریخ وفات:۔ 1706ء (1118 ہجری)، پشاور

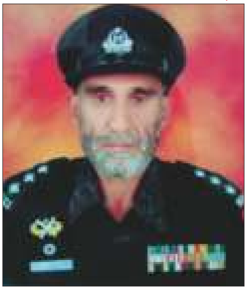

خیبر پښتونخوا پولیس

ظهراب گل گل (ریټائرډ، ډي ایس پي)
ایډوکیټ درگئ بار ملاکنډ

ډک د ننگ وفا پولیس — خیبر پښتونخوا پولیس
ستوري د رڼا پولیس — خیبر پښتونخوا پولیس
دا مو د عظمت نخښه — دا مو د حشمت نخښه
دوي نه قربانېږمه — دوي نه زۀ ځاربږمه
دا مو تاریخونه دي — دا مو اثاثه د ژوند
دا مو سرمایه د ژوند — دا مو دلربا پولیس
خیبر پښتونخوا پولیس — ستوري د رڼا پولیس
دا ښکلي گلان زمونږ — گورئ شهیدان زمونږ
ستوري د اسمان زمونږ — وگورئ غازیان زمونږ
دے عهد و پیمان زمونږ — دے غیرت ایمان زمونږ
هر وخت په سنگر کښې وي — ژوندئ په خطر کښې وي
دا زما او ستا پولیس — خیبر پښتونخوا پولیس
ستوري د رڼا پولیس — خیبر پښتونخوا پولیس
دے د دې خاورې پاسبان — دا زمونږه نگهبان
دے زمونږ د زړۀ درمان — زمونږ مینه زمونږ جان

پي ټي سي هنگو

وصال محمد خلیل
(انټرمیډیټ کورس - سکواډ سي)

دا دَ عظمتونو کور، دا دَ شـــــــــهیدانو مور
دې وینې شـــیندلې دي ، تل دَ خپل وطن په اور

دلته حوصـــــــــلې لوړې ، دلته ارادې لوړې
نوم دے دَ جـرأت دوېم ، څکه یاد دے لور په لور

ظلم ته دیـــــوال دے دا ، امن دے جلال دے دا
هرجابر له تندر دے ، هـر مظلوم له کور دے کور

درس دَ آدمـیت وي تل ، مـیـنه محبـت وي تل
قدر دَ انســان نبائي ، نشـته ئې مقصـد څۀ نور

خاوره دا عظـــیمه ده ، دلـــته توده ویـــنه ده
خپل بچي قربان ئې کړل ، کړۀ ئې دا وطن تکور

زۀ وصـــال ســـلام کوم ، ډېر په احترام کوم
دې ته دعا گو یمه، دائې په ما تل دے پور

کرشمه

واصل خوږشګي

څو ورځې مخکښې دَ سائنس و ټېکنالوجي وزیر ته احساس وشۀ چې مونږ له دَ نن نه دېرش څلوېښت کاله مخکښې پکار وو چې مونږ دَ مدرسو په ځائې یونیورستیانې او کالجونه جوړ کړې وے، نو ترقي به مو کړې وه او څۀ ایجادات به مو هم کړي وو. څه دېر اید درست اید، خو دَ ډېرو خلقو دَ خُلې وېنا ده چې هندو وائي چې دَ مسلمان اخري سوچ زما وي، نو دَ مسلمان دَ اخري سوچ نه خو دا ځل هندوانو مخکښې سوچ وکړۀ او خلاء ته ئې راکټ ولېږلو، او کۀ انګرېزان الې جوړوي نو مونږ هم دَ چا نه کم نۀ یو، مونږه هم دَ نن نه دېرش څلوېښت کاله وړاندې جنت ته دَ تلو لنډه لار جوړه کړې وه چې اوس پرې هم څۀ نا څۀ خلق جنت ته روان دي.

زۀ کله کله ټېلي ویژن آن کړم او اخبار هم په دې وجه ولولم چې دَ دنیا له حاله خبر کړم چې دنیا څو ډانګه ده نو اکثر پکښې دا نومورې او قدآور خلق لګیا وي چې نړۍ (دنیا) ګلوبل ویلج ده. فاصلې کمې شوي دي او دَ دنیا خلق یو بل ته دومره نزدې شوي دي لکه نوك او اورۍ. خو ګورے دَ نومورو نه زما مطلب دَ لوئې او سترو عهدو خلق دي هسې نا لکه دَ مشتاق مجروح صیب غوندې تاسو هم دهوکه شئ. هغه وائي چې دَ پښتو فلمونو ټولې اداکارانې نومورې دي ځکه چې دَ ټولو په خېټه نومونه ښکاري او هم دَ دې نومورو له لاسه پښتو فلمونه مخ په ترقۍ دي او دا قدآور هم دَ موسیٰ علیه السلام دَ زمانې هغه ایچ کافر نۀ یادوم، دَ چا چې دومره قد وۀ چې دَ اسمان دَ

لاندې به ټيټ ټيټ ګرځېدۀ، خو څه مونږه ئې څۀ کوؤ ځکه چې مونږ خو اوسنی وخت کښې د ستړو عهدو د خاوندانو د جواب نۀ يو نو لا پاتې ايچ کافر. ما د يو پوهه عالم فاضل مشـــر نه تپوس وکړۀ چې دا نړۍ څنګه ګلوبل ويلج شوه. هغۀ وئيل دې لپاره خو ډېرې قربانۍ ورکړې شــــوې دي. بجلي، ټېلي فون، انټرنيټ، موبائيل او دغســې نورډېر بلها بتر ايجادات شوي دي. ما وئيل دا لا څنګه خلق دي ځان ئې په لړزان کړے دے. زمونږ ملك کښــې خو خلق هر څۀ خوب کښـــې کوي. علامه اقبال خوب وليدۀ نو پاکســـتان جوړ شۀ. ''خاتونِ اول'' پنکي پيراني صاحبې خوب وليدۀ نو عمران خان وزيراعظم شۀ او ادبي دنيا کښې به هم عبدالحليم اثر صيب چې د وربې نه سپړه ويسته او دا ريسرچ لوړې ژورې به ئې هوارولې نو هم به په خوب کښـــــــې د خلقو روحونو سره مخاطب کېدۀ او دا ئې لا څۀ کوې مولانا فضـــــل الرحمان صيب هم په خوب کښې د ټولو بنيادمانو بابا حضرت ادم عليه السلام سره خوب کښې په ټېلي فون خبرې کړې دي. زما په خيال دا ټېلي فون لرزوړ ايجاد دے او نوے شکل ئې موبائيل فون دے، ستيفن هيکنګ د شلمې صدۍ ستر سائنسدان وۀ. ډېر څۀ ئې سائنسي دنيا له ورکړل خو زۀ ئې د کار نه مطمئن نۀ يم، ځکه چې هغۀ دا ثابته نۀ کړې شــوه چې مارټن کوپر د ګراهم بېل نه ســرقه کړې ده، کۀ نۀ تو ارد دي. خير هر څۀ چې دي خو مارټن کوپر څۀ کرشمه ايجاد کړې ده، چې ګهړۍ، کيکولېټر او نور بلها څيزونو له ئې پښـــې اګرې ته کړې. او څۀ خو ئې بېخي توت ته توری کړل، او د کار شـــے خو دومره دے چې ډېر ناخوانده خلق ئې هم مصنوعي خواندۀ کړل بس وائس سافټ وئير کښې خبرې کوي او هغه ئې ورته انګلش کښـــې ترجمه کوي او د نوي کهول زلمي ميمو سره خبرې کوي او چې ګورې نو له خبره د شپېتۀ اويا کالو زنانه وريســــې راشي او وادۀ به وکړي،

خلق وائي ښځه لا وړه او لا زړه، نو لونګ له دې پې وي کۀ دَ خرې وي کۀ دَ سپې وي. بس خپل خپلوان او دَ کور خاوندان ئې لستوني وباسي ګډ ېږي چې مونږ کره میمه راوادۀ شوې ده. خو مونږ د چا ودونه څۀ کوؤ مونږ خو دَ سائنسي کرشمې موبائیل خبره کوله چې:

زۀ چې کله وزګار یم نو دَ زړو شاعرانو کتابونه او دیوانونه لولم چې پکښې معشوقې تولې هر وخت په بلې ولاړې وي او بل څۀ کار کسب نۀ کوي او عاشقان پښې ابله پښې په صحراګانو ګرځي. خو دَ کله نه چې موبائیلونه عام شوي دي نو دَ کور بلې هم په ارام شوې او صحراګانې هم. عاشقانو او معشوقو ته دَ غوږونو مرضونه لګېدلي دي شپه ورځ ئې په غوږونو لاسونه اېښي وي. لږ زمانه مخکښې به چې چا ټپې کولې نو هم به ئې په غوږ لاس اېښودۀ. پخوانۍ لوبې هم څۀ ښائسته لوبې وې اکثر به بدلې وې، یو لو به مور او لور یو بل ته کړۍ په کړۍ کوله:

خط مې راغلے دَ جانان دے
څۀ ئې درته لیکلي دي
مورې شرمېږم چاته نۀ وایم حالونه، دې کښې چل دے

مشرانو به وئیل خط نیم دیدن دے خو هر کار پوره خوند کوي نو له خبره دَ دې کرشمه ساز ایجاد موبائیل له وجې اول دیدن پاؤ کم دیدن شۀ او دَ انټرنیټ له وجې پوره دیدن شۀ. یره خو څۀ اعلی څیز دے ربار ئې هم چهتې کړۀ. ځکه چې دا شاعران، ادیبان ترې تر پوزې راغلي وو او یو خو پکښې دومره دَ ربارانو نه تنګ شۀ چې دا سې ګیله ئې وکړه.

زهٔ دَ یار دَ حُسن نور به څهٔ صفت کړم
زهٔ چې کوم ربېار لېږم زما رقیب شي

خو د اسې ښکاري چې نن سبا هم بو ښېر کښېږي موبائیل او انټرنیټ پوره کار نهٔ کوي ځکه چې منیر بو ښېرے اوس هم جانان له ربېار لېږي را لېږي نو ظالم ترې تهولې ډالۍ وخوري نو بیا دې ناست وي سر دې وهي او وائي دې چې:

څهٔ غوزان درورسي
څهٔ په لار ربېار وخوري

دَ موبائیل له وجې عاشقانو او معشوقو ته ډېرې فائدې ورسېدې اوس ډالۍ هم پوره رسي او دیدنونه هم دَ پورې نه سبوا کوي ، بنده هغه څهٔ هم لېدے شي دَ کومو خیزونو به چې دَ وادهٔ نه مخکښې صرف تصور کېدے شهٔ. خو دغسې دَ کار په وخت کښې چې سګنل دَ مار پښې او دَ لړم سترګې شي نو دا عاشقان اسوېلي وکړي او په غمژنه لهجه کښې وائي:

خدائې دې موبائیل په سیند لاهو کړه
چې دې نمبر ملاوهم بیزي راځینه

خو چې دا ډېر عاشق دړې غوندې پکښې وینم نو وایم چې کاش اوس هم دَ تول نه پارسنګ سبوا وے او دَ ۱۹۷۳ ء هغه یو کلو موبائیل وے او خرچه پرې لس لاکهه ډالره راتلې چې دې ډېرو خو نهٔ شوې ګرځولے ، شپه ورځ پرې

لګیا وي او پَس پَس کوي. هغه غلو غریبانانو له ئې روزګار خراب کړے دے،
هغوي به کنډرې، ډاکې کولې او څوکیدارانو سره به ئې دَ مرې او پیشـــو په
شان تین تار کول خو اوس چې کوم کور کښې دَ پنځلس کالو نه دَ دیرشو کالو
پورې زلمي وي نو بیا دَ څوکیدار ضرورت نشته. ځکه چې هغوي ټوله شپه په
موبائیل لګیا وي. دا غلۀ دَ ډاکو سره سره شوکې هم کوي. مخکښــــې به چې
دې غلو څوك ګېر کړل او په جیب کښـــې به ئې منړکانو ټوپونه وهل نو غوږ به
ئې ترې پرې کړو. چې جیب کښــې داري نۀ او بې بې سندرې وائې. خو اوسني
غلۀ بـنـۀ دي صـرف موبائیل یوسي او خلق دَ غوږ دَ درد نه خلاص کړي او غوږ
ئې اماني هم پاتې شي ګني بیا به ئې کوم "سپې" پسې منډې وهلې.

دَ افګار بخاري شهید غزل

تهٔ دَ شپې راشه نظاره چې دَ وفا جوړه کړم
په کور به اور پورې کړم تا ته به رڼا جوړه کړم

دَ اوښکو پرخه دَ سرو سرو آهونو هوا
تهٔ چې راځې زهٔ درته څهٔ ښکلې فضا جوړه کړم

زهٔ دَ ګلاب په تنکو پاڼو وهم کرښې دَ خیال
پوهېږم نهٔ څنګه نقشه ستا دَ خندا جوړه کړم

اسمانه! تهٔ چې تندرونه ګرځوې راپسې
زهٔ دَ اُمېد جونګړه چرته په صحرا جوړه کړم

دا زهٔ افګار به انقلاب رالړزوم دَ مینې
مړ خو به شم خو ستا په ښار کښې به غوغا جوړه کړم

English Section

William Shakespeare

Born in Stratford-on-Avon, England, in the 1564.
This greatest playwrights of the world died
on the 3rd of April, 1616.

ٹریننگ اور تفتیش سے متعلق ڈی پی او ڈی آئی خان کیپٹن (ر) جناب نجم الحسنین کا خط اور جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کا جواب

OFFICE OF THE
DISTRICT POLICE OFFICER,
DERA ISMAIL KHAN

☎ 0966 - 9280297
Fax #. 0966 - 9280293
legalbranchdik@gmail.com

No: / RW
Dated: / 06 / 2021

To: The Regional Police Officer,
Dera Ismail Khan.

Subject: TRAINING OF POLICE OFFICERS

Memo:

It is submitted that training courses play a pivotal role in shaping up the Police officers to execute the work required out of them in legal framework. At present, 2, 9 and 35 officials of this district are undergoing Upper, Inter and Lower courses respectively at PTC Hangu. Police Rules 19.1 holds Superintendent of Police responsible to give due attention to the training of all officers and men serving under him; hence, undersigned is writing it down to highlight the grey areas requiring due emphasis.

On perusal of previous court decisions, case files and acquittal rate, it transpired that Investigation Officers in the district are not ready to meet up the present-day challenges while dealing with investigation of the heinous crimes and taking it to their logical end. They have miserably failed to perform the desired role due to lack of knowledge of PR/ Chapter 25, Qanoon e Shahadat and practical approach to conduct technical investigation and document evidences thereof.

Contemporary investigation techniques i.e., use of CCTV footages, CDR Analysis, Geo- Tagging, Mobile Forensics and Geo- fencing etc; has an important role to play in tracing/ working out of a case, but clubbing of evidences extracted through these gadgetries/ techniques in a case file to convict an accused carries even more importance. Unfortunately, investigation officers have failed to club such evidences with case files in a way that it is accepted by courts, thereby; making it a flawed investigation. Consequently, accused avail benefits of doubts to their end during trial and secure acquittals. Ironic statistics of acquittal rate is testimony to flawed investigation carried out by Investigation Officers in the district.

Head of Crime	2018		2019		2020	
	Acquittal	Conviction	Acquittal	Conviction	Acquittal	Conviction
Crimes against Persons	92%	8%	87%	13%	76%	24%
Crimes against Property	100%	0%	97%	3%	100%	0%

Above in view, it is requested that Commandant PTC Hangu may please be approached to emphasize on, inter alia, the following aspects of PPW/ Investigation during ongoing training courses so as to improve the conviction rate.

a. Importance of Crime Scene and its Management.
b. Case File Management.
c. Searching/ identifying physical/ circumstantial evidence at crime scene.
d. Handling of digital evidence and clubbing the same with case file.
e. Chronicle and careful documentation of direct and indirect evidences.
f. Procedure regarding conduct of Identification Parade.
g. Maintenance of Chain of Custody.

For favorable consideration, please.

-Sd-
District Police Officer,
Dera Ismail Khan

OFFICE OF THE
THE COMMANDANT
POLICE TRAINING COLLEGE, HANGU

Phone# 0925-621886, Fax# 0925-620886

1935

To: The Regional Police Officer,
Dera Ismail Khan, Region, D.I Khan.

No. 1556/GC, Dated PTC Hangu the 11 /08/2021.

Subject: **TRAINING OF POLICE OFFICERS**

Memo:

Reference the subject quoted above vide your office letter No. 3066/ES, dated 17.07.2021.

You have forwarded the letter No. 434/RW dated 22.06.2021 of the DPO, DI Khan relating to the importance and effects of police training.

First, the concern and points raised by the DPO, DIK to enhance the quality of investigation through training by reducing the Acquittal Rate and increasing the Conviction Rate, are highly appreciated and encouraged. We think that all our officers, DPOs and RPOs should have similar concern and feelings about the value and importance of police training. We have recently published the bi-annual magazine “Taigh-o-Qalam” (Vol. II, No. 3, July, 2021), of which a copy is sent to all DPOs, RPOs and heads of units. It will not be out of place to say that similar feelings have been expressed by the Commandant PTC in the editorial note of the above publication and a similar letter, addressed to the then W/IGP about the difficulties and importance of training and written by a senior officer, a former DPO and Deputy Commandant, PTC, is also published in the same publication. It shows that many other officers share the views expressed by the DPO, DI Khan.

Secondly, having said that, it is also noted for the knowledge of our learned DPO and other officers that the causes of poor investigation and faulty prosecution are manifold. The Police Order 2002 envisioned a professional and independent investigation branch, but the same mechanism was badly reversed in the Police Act 2017, and by other Orders of the then W/IGP in 2016-17. This has left the investigation branch a toothless and truncated wing of the police in this province.

Thirdly, we have requested the Regions time and again to send us competent officers as teachers under Standing Order 02/2016, but sadly to say, we often get the worst, chronically ill, unwanted fellows, unwilling workers, about to retire or mostly under matric /FA, or having little experience in investigation or PS work. Our repeated complaint to the CPO is lying in the offices of headquarters and AIG/Establishment. We have written numerous letters to the CPO that the selection of the trainers is the sole prerogative of the Commandant, PTC under the PTC-Manual 2012, and not the Regions, which are bound to provide the officers under their specific quota . At the moment, we have no Deputy Commandant for the last 06-months, no DSP/Legal, no DSP/Training and no DSP/CLI. Also, we have a shortage of 133 trainers which should have been provided by the respective Regions. There is a 66% of cancellation order for those who get transferred to PTC, Hangu and having no incentives, the officers think it as a “Punitive Posting”, as stated by a former IGP, (late) Abbas Khan in his famous Standing Order 11/1987. We have personally and officially requested the CPO many times to kindly develop the PTC, Hangu which is the oldest police training institution in Pakistan, established in 1935, and has been the prime seat of learning and education for many units including ICT Police, AJK Police, GB Police, FIA, Motorway Police and many more, even now and in the past.

Fourthly, we are seriously concerned about the duration of various professional courses, which has been reduced from six to four month despite the addition of new laws, new weapons and new modules in the training programs. We have requested the CPO to kindly enhance this period again to 06-month. Sadly to add that the trainees are called for various security duties to districts and the last batch spent 61 days in PTC and 59 days in various security duties in districts, out of the total 120 days of a professional course.

Lastly, we strongly recommend that there must be a 06-month Investigation Course for all Investigation Officers and which should be mandatory for Officer-in-charge of Investigation (O-I.I), for which we have proposed a syllabus too on line of the Detective Course of 1960 with modern day requirements, but the same has been lying for decision in the CPO for quite long.

We once again appreciate the concerns of DPO/DIK and would like to improve our training program in the light of his observations if doable at our end. We thank you for your time please.

-Sd-

(FASIHUDDIN) PSP

Commandant

Police Training College, Hangu

No. 1557-60/GC.

Copy alongwith the letter of DPO-D.I Khan is forwarded for kind consideration to:

1. The W/Inspector General of Police, Khyber Pakhtunkhwa, Peshawar.
2. The Addl. IGP/Investigation, Khyber Pakhtunkhwa, Peshawar.
3. The Addl. IGP/HQrs, Khyber Pakhtunkhwa, Peshawar.
4. The DIG: Directorate of Training, Khyber Pakhtunkhwa, Peshawar.

-Sd-

(FASIHUDDIN) PSP

Commandant

Police Training College, Hangu

Politics of Appeasement

Dr. Syed Akhtar Ali Shah

National Action Plan envisaged after the blood bath at Army Public School Peshawar on 16th of December 2014, proclaimed to counter terrorism and extremism. A consensual policy document approved by the Government, out lined the specifics for the counter-terrorism drive in the country.

The plan focused not to allow militant outfits and armed gangs to operate in the country, initiate strict action against the literature, newspapers and magazines promoting hatred, extremism, sectarianism and intolerance, choking financing for terrorist and terrorist organizations, ensuring against re-emergence of proscribed organizations, establishing and deploying a dedicated counter-terrorism force, taking effective steps against religious persecution, ban on glorification of terrorists and terrorist organizations through print and electronic media, communication network of terrorists would be dismantled completely, Measures against abuse of internet and social media for terrorism, zero tolerance for militancy in Punjab, deal firmly with sectarian terrorists.

In contrast to this, besides other militant organizations of different shades, Tehrik Laibak Pakistan also emerged, orchestrating violent acts all over Punjab. They went on rampage, jamming life, killing, and maiming police personnel as well destroying public property. The protesters even threatened to block the capital Islamabad.

The group virtually forced government to accept their dictated terms. This is not the first time that organizations like TLP dragged the policy makers to the edge by giving concessions, ignoring all laws.

The height of radicalism of the group can be gauged from their stance whereby they have assumed self-declared authority to declare any one as blasphemous, and liable to be murdered by their own sleuth by passing the due process of law.

Of course history of dealing with religo groups, does not present firm stand of the successive governments even in the past. Each such government had adopted policy of appeasing the minority religious group at the cost of majority. The religious sentiments unleashed by the Muslim League to achieve its objective inadvertently strengthened the hands of the religious, considering opposition to them a sin and synonymous with criticism of Islam.

Right from the pressure of religious personalities Mulana Shabir Hussain Usmani culminating in the Objectives Resolution, which was the first constitutional acknowledgement of the role of religion affairs of the state, we observed retreat of the governments before religious groups throughout the history.

Be it formation of a Board of Talimat-Islamiyya (Islamic teachings) by Basic,Principles Committee for the Constitution, leaving a considerable imprint on Pakistan's first (1956) and second (1962) constitutions, or the 1953 anti-Ahmadi movement, or introduction of theology by Ayub Khan and yielding to a number of issues in the form of the Constitution (First Amendment) 1963, by changing the name of the State back to the Islamic Republic of Pakistan and introducing Council of Islamic Ideology or even Shaheed Bhutto, concessions declaring Friday as holiday , Ahmadi as non muslims, banning liquor, there is not halt for further concessions. Even, those such pronouncement could not save the government and life of Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto.

In this back drop in the recent past, evaluating peace agreements with Nek Muhmmand and Bait Ullah Mehsud in South Waziristan, Mulvi Nazir and Hafiz Gul Bahadar in North Waziristan, Mulvi Faqir In Bajuar and Mulana Fazal Ullah in Swat, the event followed those agreements suggested the growing influence of Tehrik e Taliban, and escalation in acts of violence and insurgency. The situation was brought to normal only with the kinetic power of the state.

Seen in the historic perspective, the release of thousands involved in waging war against the state and many of them accused in murder and attempted murder, lifting of ban on a proscribed organisation and allowing them to mainstream in order to contest elections, depicts hollowness of the government and erosion of the writ of the state.

Although in return, the Tehreek-i-Labbaik Pakistan (TLP) has committed to abandon the politics of violence, but such promises proved words on the water in the past.

The unfortunate part during all these events was that the government blew hot and cold, with no clear sense of direction, making it difficult for the police to deal effectively with the riots. This once also again exposed the weak areas of police to control riots. However, this is a micro aspect but the greater is the omission to enforce by the government.

Appeasements of such groups had neither paid political dividends in the past nor will pay in the future. Rather, this will only encourage radicalization in the country. If such a trend continues, Pakistan will be considered a religiously radicalized country, not ready to listen to dissenting voices, which may push us to isolation. It is high time that major steps should be taken to prevent such like situations, including beefing up the capacity of anti riot police.

The writer is former IGP, KP & Home Secretary, Govt; of Khyber Pakhtunkhwa

Looking Like a Visitor

I am not a visitor, but my third time posting as the Commandant, PTC-Hangu, has made me look like a "Visitor".

Today, I took over the charge of the Commandant and have a round of the College. To be honest and frank, the prevailing Covid-19 pandemic has affected most of the activities in the College. However, we will celebrate the 23rd March, day after tomorrow, in which the incumbent IGP Dr. Sana Ullah Abbasi is expected to come. It is noted with great pain and anguish that the practices started for the qualitative progress of the College, have been discontinued. I am sorry to say that no one in the Police Department is honest enough to concentrate on, and devote his abilities to training and education. Someone must be honest at the top to be true to his words to develop this August institution.

Dr. Fasihuddin Ashsraf
Commandant
Police Training College, Hangu

Dated: 21st March, 2021
Sunday, Sha'ban 8, 1442 AH

A Request to My Successors

It's my duty to record, and request the successive Commandants of this great institution, to please work for the promotion, upgradation, development and modernization of this College, by adding more things to it, which are useful, both qualitatively and quantitatively. All coming officers are requested to sustain and elevate what we have done for this College. Please read the letters I sent to the CPO for the constraints of this College.

Please read its magazine تیغ و قلم , and kindly publish it regularly for the institutional memory of this College. Please concentrate on regular examinations, tests, inspections and attendance.

(Thanks)

Dr. Fasihuddin Ashsraf
Commandant
Police Training College, Hangu

Dated: 21st March, 2021
Wednesday, 9th Moharram, 1443 AH

Criminal Law

after the

18th Constitutional Amendment

A Critical Review

Kamran Adil PSP / DIG

Introduction:

'Federalism is legalism'1 is an obvious statement that captures the essence of federalism. The constitution of Pakistan followed legalism by constitutionally providing for the distribution of legislative competence between the federation and the provinces. The legislative competence and executive authority were then tied up in constitutional terms. To contextualise this abstract conception, it is imperative to trace the roots of constitutional federalism in Pakistan. In terms of constitutional instruments, the Government of India Act of 1935 envisioned2 a federal system of governance and divided the legislative powers through three legislative lists3 between the federation and provinces. The three legislative lists dealt with the respective domains of the federation, the provinces, and the shared domain between them, styled as a concurrent sphere. The scheme of the 1935 Act was preserved by the Indian Independence Act 19474 and the 1956 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.5 However, the 1962 Constitution deviated from these three legislative lists system. Whilst it continued to uphold a centralised system of governance,6 the legislative lists were reduced in number to one.7 The 'three legislative lists' system was once again revived by the 1972 Interim Constitution,8 which distributed the legislative powers on the basis of these lists.9 The distribution of legislative powers was once again debated over at the time of writing of the existing 1973 Constitution, wherein the nature of the government was kept federal and centralised;10 however, the number of legislative lists was reduced from

three to two.11 It is pertinent to trace the constitutional history of Pakistan to note how the relations between the federation and the provinces have been governed through the distribution of legislative powers, despite interruptions by successive constitutions. It may also be noted that the distribution of legislative powers affects the functioning of the government because the links of responsibility

____

1. A. K. Brohi, Fundamental Law of Pakistan (Din Muhammad Press 1958) 209.
2. Government of India Act 1935, s 5.
3. Ibid s 100 provided for three legislative lists namely: Federal Legislative List, Concurrent Legislative List, and the Provincial Legislative List.
4. The Government of India Act 1947, s 8.
5. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1956, art 1.
6. It did not provide for the word 'Federal' in the text, but instead used the word 'Central' as stated in Article 19 of the Constitution of Pakistan 1962.
7. Third Schedule of the Constitution of 1962 refers to exclusive powers of Central Legislature.
8. The Interim Constitution of Pakistan 1972, art 2(2).
9. Ibid art 138.
10. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, art 1.
11. Ibid art 142.

and authority are drawn accordingly.1 In 2010, when the Eighteenth Amendment to the 1973 Constitution was passed, it introduced a number of changes in the Constitution-of which, one of the most significant changes pertained to the devolution of powers to the provinces from the federation.

For instance, subjects, ministries, and matters to legislate upon were under the federal government's mandate prior to amendment but were now brought under the provinces' control. In this context, the Eighteenth Constitutional Amendment2 was conspicuous as it abolished the Concurrent Legislative List,3 resulting in the expansion of the provinces' domains of authority and responsibility. Whilst abolishing the Concurrent Legislative List, the Eighteenth Amendment also amended two substantive constitutional provisions, namely Articles 142 and 143 of the Constitution. This provided for an interoperable scheme, which essentially redefined the relationship between the federation and the provinces in the areas of criminal law, criminal procedure, and evidence law.4 Against the aforesaid backdrop, this review first examines the nature of changes brought about by the Eighteenth Amendment within the legislative domain in areas of criminal law, criminal procedure, and evidence law, vis-à-vis the relations between the federation and the provinces. Following the appraisal of the legalese, the review briefly maps out criminal legislation in the post-Eighteenth Amendment setting in select areas by the provinces. Lastly, the review evaluates the extent to which the relevant amendments are compatible with the text and intent of the legislature.

Criminal Law and the Eighteenth Amendment :

The Eighteenth Constitutional Amendment was passed after due deliberation.5 In calibrating the public policy space through legislation, the abolition of the Concurrent Legislative List led to increased 'participatory management'6 of new subjects, that were consequently included in Part II of the Federal Legislative List.7 These counter-weight steps also included rewriting of Article 142(b) which stated that the parliament (Majlis-e-Shoora) and a provincial assembly may have the power to make laws relating to criminal law, criminal procedure, and evidence law-leading to

---

1. The Rules of Business 1973 drafted under Article 99(2) of the Constitution of Pakistan, further distribute the work of the Federal Government.

2. Eighteenth Constitutional Amendment was introduced through the Constitution (Eighteenth Amendment) Act 2010and made 102 changes in the Constitution.

3. The Constitution (Eighteenth Amendment) Act 2010, s 101 (3).

4. Ibid s 49 and 50.

5. The Eighteenth Amendment was drafted by Special Committee of the Parliament that renamed itself the Parliamentary Committee on Constitutional Reforms and prepared its Rules of Procedure. 'Report by the Parliamentary Committee on Constitutional Reforms, 2010'

<http://www.na.gov.pk/uploads/documents/report_constitutional_18th_amend_bill2010_020410_.pdf > accessed 02 November 2020.

6. The Implementation Commission on the Eighteenth Amendment in its Report referred to 'participatory management' concept that required Council of Common Interests (CCI) to regulate subjects in Part II of the Federal Legislative List.'The Report of the Implementation Commission'

<http://www.ipc.gov.pk/ipc/userfiles1/file/ipcpdfs/Final%20Report%20of%20Implementation%20Commission.pdf> accessed 07 March 2020.

7. The Constitution (Eighteenth Amendment) Act 2010, s 101.

the establishment of a clear relationship between the federation and the provinces in the aforementioned domains.8 Apart from this, the Eighteenth Amendment provided for a repugnancy-test through Article 143 which stated that any provincial legislation that would be enacted in the area of legislative competence of the federation would be void, and that the legislation of the federation shall prevail.9 The provincial legislatures have a growing propensity to treat the areas of criminal law as exclusive to them despite the key role of the federation in the enforcement of fundamental rights,10 the functioning of the criminal justice system, the implementation of the anti-terrorism law, 11 dealing with 'internal disturbances', 12 the implementation

of international treaties13 and the constitutional provision of the federal service structure. This approach is not supported by the text of the Eighteenth Amendment and is diametrically opposed to the intention of the legislature. The classical monopoly on violence by the state is typically exercised by the federation through criminal law and its implementation. To fulfil its constitutional obligation, the federation is required to see that 'the Government of every Province is carried on in accordance with the Provisions of the Constitution.'14 Conversely, the provinces are under an obligation to use their executive authority 'subject to and limited by'15 the executive authority of the federation'. While providing autonomy to the provinces of having their own laws, the Eighteenth Amendment also ensures that the powers devolved onto the provinces remain limited and restricted by the federation. Most importantly, this is also clear in the superiority of the federation as established by the Eighteenth Amendment, since any law that stood in contravention of the federal legislature may be deemed to be void, despite being passed later in time. However, the perception of exclusive domain of the provinces in criminal matters has perpetuated over the last decade, and the mapping of legislation in the following selected areas shows this trend.

Criminal Justice System

The areas of legislative competence and executive authority have been made concurrent not only in the domain of criminal law, but also in the ancillary domains of criminal procedure and evidence. The criminal justice system is knit together by legislative instruments such as the Pakistan Penal Code 1860, the Code of Criminal Procedure 1898, and the Qanun-e-Shahadat Order 1984, with legal provisions, procedures, and rules governing criminal law matters and evidentiary requirements stemming from the aforementioned laws. The legal approach adopted by the relevant authorities, after relying on our criminal procedure and rules of evidence must be amended by taking into account the viewpoint of the federation, and the existing federal legislation on the

8. Ibid s 49.

9. Ibid s 50.

10. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, art 8 to 28.

11. Pakistan has a federal Anti-Terrorism Act 1997.

12. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, art 148(3).

13. Entries 3, 32, 56, and 59 of the Part I of the Federal Legislative List in the Constitution of Islamic Republic of Pakistan

14. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, art 148(3).

15. Ibid art 137.

subject. Instead, the federation is limiting itself to the Islamabad Capital Territory alone.16 The provinces, under the garb of the Eighteenth Amendment, have tried to occupy the legislative field relating to the criminal justice system by amending multiple laws without paying heed to the prevalent federal criminal procedure and evidence laws.17 The purpose of the Eighteenth Amendment was not to create a legislative divide between the two systems of governance, but in fact for the federation to compliment laws passed and created by the provinces and vice versa. The aim of the amendment was to allow space to provinces to legislate on certain subjects that may be specific to their provincial mandate and territory. However, at the same time, these legislative acts and activities were to follow the true letter and spirit of the bigger picture under which the federal laws are enacted. In the instance that provinces deviate from the main objective of the constitutional amendment and make decisions without considering the powers and authorities possessed by the federation, the provinces will soon face a conflict between the federal and provincial law and policy.

National Accountability Law:

The National Accountability Bureau (NAB) is an autonomous entity under the federal law.18 Nonetheless, the Sindh Provincial Assembly passed the National Accountability Ordinance 1999 and the Sindh Repeal Act 2017, which aim to repeal the federal legislation to the extent of the province of Sindh. The enactment has a long preamble that contains recitals echoing reasons for the repeal of the federal anti-corruption law to the extent of Sindh. This legislation has previously also been challenged by Pakistan Tehreek-e-Insaaf in 2017.19 Such legislation, in total disregard of Article 143, is technically void, but the declaration regarding repugnancy has to be obtained from a court of law.

Terrorism and National Security:

The law of terrorism is covered under the Anti-Terrorism Act 1997 (ATA), a federal legislation.20 However, the implementation of the law is being done by both federal and provincial organisations.21 The ATA is essential in the context of national security. The requirements of the Financial Action Task Force (FATF) can only be met by joint working of the federation and the

____

16. The draft Zainab Alert, Response and Recovery Act 2020, in its Section 1(2), limits its scope of application to the Islamabad Capital Territory (ICT) only. Likewise, the Federation enacted the ICT Protection of Children Act 2018limiting it to the ICT only.

17. For example, Sindh has introduced the Code of Criminal Procedure (Sindh Amendment) Act 2017 that has added Section 156-C requiring that DNA samples be sent to laboratories recognised by the Government of Sindh. Likewise, Punjab has introduced the Punjab Sentencing Act 2019 that affects the anti-terrorism sentencing by providing aggravating factors in terrorism cases. Similarly, KP has enacted the KP Control of Narcotics Substances Act 2019 despite the

prevalent federal legislation styled as the Control of Narcotic Substances Act 1997. Balochistan, on its part, also amended the Code of Criminal Procedure (Balochistan Amendment) Act 2010, which in total disregard of Article 175 of the Constitution, entrusted the executive with judicial powers.

18. The National Accountability Ordinance 1999.

19. Staff Reporter, 'PTI challenges Sindh's accountability law in SHC' (Dawn, 16 August 2017) *<https://epaper.dawn.com/DetailImage.php?StoryImage=16_08_2017_016_004> accessed 20 December 2020.*

20. The Anti-Terrorism Act 1997.

21. At the federal level, the Federal Investigation Agency and at the provincial level, the Counter-Terrorism Departments of the provinces implement the law.

22. The anti-terrorism law provides for linkages with international law.

23. and other federal legislation.24 In order to see their implementation, the concurrent nature of criminal laws, procedure and evidence have to be adhered to. At the same time, the primacy of the executive authority of the federation must be appreciated in terms of Article 137 of the Constitution.

Police Laws:

All the provinces, after the Eighteenth Amendment and notwithstanding Article 143 of the Constitution, treated the domain of 'police' as exclusive provincial remit. They enacted their own police laws, with Sindh being the first province to do so. It enacted a police law,25 which became contentious on the eve of the transfer of the Inspector General of Police (IGP) in 2016.26 The difference of opinion on the appointment of the IGP was then challenged in the Sindh High Court 27 and later in the Supreme Court of Pakistan.28 The Supreme Court of Pakistan found 'police' to be a 'concurrent' subject.29 The

subsequent rounds of litigation resulted in the enactment of a new police law,30 which is again under challenge to the extent of removal of the IGP and transfer of officers of Police Service of Pakistan (PSP)31 cadre. In 2011, Balochistan was the second province to enact a new police law.32 It revived the colonial era Police Act 1861 which was challenged in the Balochistan High Court and the IGP was given powers to transfer/post PSP officers till the finalisation of the rules.33 The next was Punjab, which adopted the Police Order 2002 and amended it in 201334 and again in 2017.35 Finally, Khyber Pakhtunkhwa (KP) also enacted its own police law.36 Owing to the significance of the subject, the Police Reforms Committee Report 2019 proposed a model police law after discussing the constitutionality of police laws in Pakistan.37 The

---

22. Imran Mukhtar, 'Provinces asked to block terror financing' *(The Nation, 07 July 2019) <https://nation.com.pk/07- Jul-2019/provinces-asked-to-block- terror-financing> accessed 20 December 2020.*

23. The Anti-Terrorism (Amendment) Act 2013 through its Section 14 inserted tee Fifth Schedule which contained a list of nine international treaties that relate to terrorism.

24. The Anti-Money Laundering Act 2010; Foreign Exchange Regulation Act 1947.

25. The Sindh (Repeal of the Police Order 2002 and Revival of the Police Act 1861) Act 2011.

26. Imtiaz Ali, 'Sindh Govt. sends IG police 'on leave'' *(Dawn, 19 December 2016) <https://www.dawn.com/news/1303248> accessed 20 December 2020.*

27. Karamat Ali v Federation of Pakistan PLD 2018 Sindh 8.

28. Hasnaat Malik, 'SC declares 'police' to be concurrent legislative subject' *(The Express Tribune, 31 January 2019) <https://tribune.com.pk/story/1900578/ sc-declares-police-concurrent-legislative-subject> accessed 20 December 2020.*

29. The Province of Sindh through Chief Secretary v Shehri Citizen for Better Environment (CBE) (Civil Appeal No.148 to 150 of 2018 in the Supreme Court of Pakistan).

30. The Sindh (Repeal of the Police Act 1861 and the Revival of the Police Order 2002) Act 2019.

31. Jamal Khrushid, 'Sindh govt's transfer of police officers illegal: SHC *(The News, 30 January 2020) <https://www.thenews.com.pk/print/606367- sindh-govt-s-transfers-of-police-officers-illegal-shc> accessed 20 December 2020.*

32. The Balochistan Police Act 2011.

33. Wazir Khan Nasar v the Secretary, Establishment Division and others (Civil Miscellaneous Application No. 112 of 2018 in Writ Petition No. 48 of 2013).

34. The Punjab Police Order (Amendment) Act 2013.

35. The Punjab Police Order (Amendment) Act 2017.

36. The Khyber Pakhtunkhwa Police Act 2017.

37. Law and Justice Commission of Pakistan, 'Police Reforms Committee Report' (2019).

role of the federation became central in the appointment of the Inspector Generals of Police (IGPs) in different provincial police departments. The courts have also generally shown deference to the federation on the touchstone of Articles 142(b), 143, and 240 of the Constitution. However, the court order cannot substitute the federation's will to lead the provinces, and to provide a federalist interpretation to the constitutional provisions introduced through the Eighteenth Amendment.

Conclusion:

The Eighteenth Amendment, while abolishing the Concurrent Legislative List, devolved powers onto the provinces as is evident through Articles 142 (b) and 143 of the Constitution. The role of the federation in the enforcement of fundamental rights, in promulgation of a uniform police law, management of internal disturbances, and in use of its executive authority in collaboration with the provinces has been kept intact, against popular perception that the federation has no role in the law and order of the provinces. Nevertheless, it is worth noticing that the responsibility of the state insofar as the aforementioned areas are concerned is shared between the federation and the provinces.

Role of a Lady in Police Department

Syeda Dua Zahra

Police is a department which is supposed to help and provide help according to the law. Police is mostly over-represented by made population of the society who, at times, have little knowledge of the needs, problems and sensitivity of female population. However, there are female police officers who can help the female victims in a good way because as being a female they can understand the sensitivity and delicacies of the matters in a better way. Female police officers are not only working in front line but also in desk jobs, because police department is not just about raids or patrolling. Police department is really very vast department to work in. One can work in any branch where he /she can utilize his/her skills in a better and professional way.

In Pakistan women police officers are rare despite the 10 percent set quota in order to encourage and attracts more women to join Law Enforcement Agencies. It is crucial that working spaces be conducive for women. The organization must create conducive and enabling working spaces for women in the police. In the past few years women dormitories with child day care facilities are established at Regional Running Center Swat and Police Training College Hangu. The purpose is to encourage the female to join police force. The motive behind providing them those basic facilities is that they can stay confidently and can work effectively. When a female is getting the means to take care of her family as a mother or daughter then every woman is zealous to join police and work more effectively.

IMPORTANCE AND NEED OF WOMEN IN POLOCE.

The significance of women policing is very obvious to cater women's issues. Women constitute almost half of the population in Pakistan. it is essential to include an equal number of women in the police and to fulfill the duty of police as mentioned in the POLICE ORDER 2002. The importance of women policing is well recognized within the police department of Pakistan. The male and female police officials are well aware of the importance of women in police, women police is essential to deal with and handle cases like domestic violence and harassment especially at work place.

DEPLOYED WOMEN FROM WOMEN STATIONS.

Being a part of male dominated society working as a female police official is not an easy task. For this, we have to create a positive thinking at all levels within police. One problem is of the attitude and our department needs to create an environment which is women-friendly and is bases on positive attitudinal change. Both men and women are there to perform duties such as patrolling roads and desk jobs and a woman can perform all these jobs. However, the duty hours should be reasonable and in shifts of 8 Hours for females. The duty timing is an issue faced many times because being female they have the responsibility of house hold too, so if they get chance to perform duties in shifts they can perform more effectively.

MINUTES OF THE MEETING

Prepared By: Hazrat Ali ASI

Today on 06.11.2021 the meeting was held under chairmanship of Mr. Shah Jahan Durrani, Deputy Commandant Police Training College Hangu at Shinwari Hall at 10:00 Hrs. The meeting was started with the recitation of Holy Quran.

All Administration Staff and Senior Officers of the Police Training College, Hangu participated in the meeting, the following agenda items were discussed in the meeting at length.

1. Deputy Superintendent of Police was directed to constitute a committee for the Dispensary.
2. The Chief Law Instructor was directed to inform all the instructor that in each period the instructor will discuss for at-least 5/10 minutes about the Ethics and Attitude. The way of dealing the complainant etc.
3. The Reserve Inspector was directed to inform the trainees on daily basis in general Roll Call that according to the PTC Manual there are 02 days casual leave per month for the trainees in case of any emergency, if any trainee exceed the sanctioned leave for the prescribed course. Such trainee will be reverted or returned to district as unqualified immediately. He was further directed to check the cleanliness of the hostel rooms, barracks and bathrooms on daily basis under the supervision of DSP Administration.
4. The Chief Drill Instructor was directed to train all the trainees about the proper procedure of the Salute. Rifle Salute etc. He was further directed to improve the training of all the trainees. Dis-interest in training activities i.e discipline, Parade, and Law would not be tolerated.

5. The Chief ATS was directed to improve the physical training of the trainees so that they may be capable to face challenges of the day.

6. The Inspector Security was directed to strictly supervise the security duties.

7. The lines officer was directed to check the electricity and water system on daily basis throughout the PTC. He was further directed to take necessary steps for the improvement of communication system of the institution.

8. The Mess secretary was directed to supervise the mess strictly and also to improve the Mess of the trainees. He was further directed that there would be no compromise if any deficiency found in the Mess.

9. The In-charge sports was directed to schedule teams of each company for every game played at the center i.e Volleyball, Cricket, Football, Basketball and Tug of War. All the games will be played on daily basis and each month a tournament will be commenced amongst the trainees in each game.

10. All the participants were directed to pay full attention to their assigned duties and ensure compliance of all the orders about the training activities and further directed to dealt all the staff and trainees in accordance with law who are found showing dis-interest in their duties and training activities.

11. The concerned officers related with the recruit course were directed to check the leave and absence etc record of the recruits, if any trainee has exceeded the prescribed limit put up his name for further process.

12. During the meeting it was come under discussion that the staff deputed to PTC Hangu are not in such position to impart training to others. It is suggested that the top 10 position holders of lower, intermediate and upper course may be deputed as instructors to PTC Hangu for the larger interest of training.

13. During the meeting it was also come under discussion that the duration of the in-service training and pre-service training is very much less. In-spite the less duration there are often special duties i.e Polio, Muharam-ul-Haram, Election etc. which further reduces the training duration. It is also suggested that men power for these duties may not be seek from PTC Hangu for larger interest of the training.

14. Furthermore, it was also come under discussion that the present strength of the staff is not sufficient to impart proper training to the trainees.

15. It is suggested that more Security Camera's may be installed to improve the security of PTC Hangu.

Copy to:

W/Commandant PTC Hangu for favor of information please.

Meeting By Deputy Commandant, PTC Mr. Shah Jahan Durrani on 06 November 2021

Remembering an Untainted Officer

Muhammad Abbas Khan served as the police chief of his native Khyber Pakhtunkhwa, as well as Punjab and Sindh.

By Rahimullah Yusufzai
May 13, 2021

One isn't aware of any other cop in Pakistan who served as the inspector general of police of three provinces. It is also rare to find a policeman who commanded the Frontier Constabulary as well as the National Police Academy and remained a federal secretary, caretaker provincial minister and inspector general of prisons.

Muhammad Abbas Khan, who died recently at the age of 82 due to Covid-19, held all these positions and achieved a lot more in an illustrious career.

He served as the police chief of his native Khyber Pakhtunkhwa, as well as Punjab and Sindh. In fact, he served twice as the IGP of Khyber Pakhtunkhwa (KP), known at the time as NWFP, once from November 1985 to June 1988 and then from January 1989 to September 1990.

As the IGP in KP, he built red-brick police posts designed by late architect Wilayat Khan that didn't require paint, and helped retrieve state land at a distance of 20 kms from each other all over the province to effectively check highway robberies. He also founded the Special Branch of the police that often outperformed other agencies.

No wonder then that a police lines in Lahore was named after him when he was no longer the IGP Punjab. The Abbas Khan Police Lines is a tribute to the distinguished senior cop who earned praise wherever he served. The only other cop after whom a police lines was named in Punjab was Qurban Ali Khan, the first IGP of the province. Also in Punjab, a police control room in Rawalpindi was named after him many years ago, but his family didn't know about it until recently.

Abbas Khan had served as IGP Punjab for more than three years, which was the longest tenure held by any police chief in Pakistan's most populous province in the last 30 years. It was during this period that he tried hard to de-politicise the much-politicised Punjab Police and put his thoughts in writing in 1996 by authoring a booklet, 'Problems of Law & Order & Police Reforms'. It is said this served as the forerunner of the subsequent police reforms in Pakistan, including the new Police Order in 2002.

His recommendations included de-politicising the police, making it accountable to independent police complaints authorities, granting administrative and operational autonomy to police officers and enhancing professionalism and specialization within various police sub-cadres. The input from Japanese experts who were invited by the Pakistan government was incorporated in the recommendations. The experts from Japan had proposed that the concept of 'police for the people' should replace the “police for the government” principle being followed in Pakistan.

The list of high positions held by Abbas Khan is long. He remained the commandant of the Frontier Constabulary in Peshawar, including once while holding dual charge as IGP of the province. While commanding the National Police Academy, Sihala in Islamabad for three years, he managed to secure land for building a multi-purpose campus in place of the small makeshift premises.

Abbas Khan also served as Inspector General Prisons. Ironically, he was given this job when he returned to Pakistan after remaining a prisoner of war in India after the 1971 war.

He remained federal secretary for States and Frontier Regions, Kashmir Affairs and Northern Areas. Abbas Khan steadfastly backed Omar Khan Afridi, who was the minister of SAFRON, interior and narcotics control in the caretaker government of prime minister Meraj Khalid, when in 1997 he initiated the move to grant universal adult franchise to the politically and legally deprived people of the then Fata. Both were Pakhtuns and had a keen interest in mainstreaming Fata and enabling its population to benefit from the political, legal, economic and other rights enjoyed by the people in

the four provinces. There was strong opposition to the move by the maliks, bureaucracy and many others, but Farooq Leghari who was president at the time backed the proposal and got it approved. Until then the principle of one-man, one-vote didn't apply to Fata as only the maliks had the right to vote.

Abbas Khan retired from service in 1999, but then began a new phase in his life. His long experience in policing made him an automatic choice to serve on committees and commissions. He was made part of the interior ministry's focal group on police reforms and also the committee on de-weaponization. He was appointed member of the National Public Safety Commission and the Public Accounts Committee of the federal government. He served as provincial minister for forests, environment and transport in the caretaker government in KP tasked to organize the general elections. He was made chairman of the search and scrutiny committee for the KP Ehtesab Commission and chaired the police committee to prepare recommendations in collaboration with the Federal Ombudsman in light of a Supreme Court judgement.

He was among the members of the Abbottabad Commission headed by retired Justice Javed Iqbal to look into the circumstances of the secret US military raid on May 1, 2011 in Abbottabad in which Osama bin Laden was killed, an incident that caused huge embarrassment to Pakistan.

Abbas, a handsome and dashing Pakhtun from Prang village in the Charsadda district, had a law degree and proceeded to the UK to study at his father's alma mater, Lincoln's Inn, to become a barrister. Before completing his studies, he qualified the CSS examination and was selected in the Police Service of Pakistan. He belonged to the noted 1963 batch, which produced many cops who went on to hold the highest command positions. He later obtained a Master's degree from Syracuse University in 1982 in public management.

His family was well-known and related to prominent political and industrialist families of the province. Some of his brothers became prominent in their fields. Abbas Khan was a happy man when his youngest son, Arsallah Khan, became the honorary consul of Russia in Peshawar; he had remarked that it was important to improve relations with Russia.

Human beings are fallible and maintaining an untainted reputation serving in the police is challenging, but Abbas Khan managed to earn the image of an upright officer. When he passed away, tributes poured in from people from all walks of life.

Tariq Khosa, a distinguished retired police officer, counted Abbas Khan along with two other senior cops Sadaat Ali Shah and Z I Rathore as truly inspirational leaders who left an indelible mark on him as their common trait was the courage to refuse irregular and illegal orders by higher authorities. The present IGP Punjab, Inam Ghani, commented at a reference held for Abbas Khan in Lahore that he enhanced the prestige of the police chief of the province due to his vision and became a role model for all the officers of the Police Service of Pakistan.

Courtesy THE NEWS International dated: May, 13, 2021

STANDING ORDER NO.47 OF 1962

SCIENTIFIC INVESTIGATION COURSE

I. Introduction Scientific investigation Course is being held at the Finger Print Bureau, West Pakistan, Lahore, since April 1962, under the personal direction of the Assistant Inspector General of Police Crime, West Pakistan, Lahore (assisted by a Deputy Superintendent, Police of Finger Print Bureau). It is primarily designed to promote, among upper subordinate of Police Station level, the necessary awareness with regard to the potentialities of scientific aids in investigation work. Lectures and discussion are also arranged in order to aid their general knowledge. The duration of the course is four weeks. The number of officers in each session is not to exceed to 40. No assistant Sub-Inspector shall be placed on probation or if already on probation, confirmed, unless he has passed this course.

II. Eligibility Preference shell be given to those Assistant Sub Inspector/Sub Inspector who are over 45 years of age, or who are confirmed or who were placed on probation before the issue of Inspector General of Police, Memo No. 1047-1109/Gaz, dated 25 January 1962.

Assistant Sub Inspector/Sub Inspector, who is declared to have failed in this course, may be given a second chance by the range Deputy Inspector General at their own expenses. No further chance shall be given to any other Officer who fails, second time without the prior approval of the Inspector General of police.

Prosecuting sub inspector is not required to undergo this course.

III. Accommodation and leave The officers under training shall be accommodated in the Qurban lines where the Gusseted Officers, striking force shall be responsible for their physical welfare including medical and discipline outside class hours.

Note

Until such times is sufficient accommodation is available, officers under training wishing to say with their families and friends may be permitted to do so, but shall Nat be permitted to reside in hotels. All officers permitted to say outside the Qurban lines shall supply their addresses, name of nearest Police Stations and telephone numbers to the Deputy Superintendent of Police Finger Print Bureau, in-charge of the course.

IV. Messing Messing shall ordinary the arranged in the upper mess of Tele-Communication Lines.

V. Transport Officers under training shall be transported from the Qurban Lines to the Finger Print Bureau and back also to other places to which visits be necessary for training purposes, in a vehicle to e provided by the officers in charge Striking Force, Qurban Lines, suitable conveyance shall also be provided about 4/5 times a month for guest speakers. For this Deputy Superintendent of Police, in-charge of the course shall be notify the officers in-charge, Striking Force at least one day ahead.

VI. Curricula See Appendix, 'A'

VII. Marks See Appendix: 'B'

VIII. Class times Class shall be start at the time of prescribed for the secretariat, and the total periods of instruction shall not be less than 140.

IX. Qualification-A-Issue certificates and publication One the completion of the course an examination shall be conducted by Assistant Inspector General, Crime West Pakistan. Lahore.

Notification in the following form shall be prepared and issued by the Assistant Inspector General, Crime West Pakistan, Lahore for publication in the West Pakistan. Police Gazette Part-II.

Order of Merit	Rank, Name & Number	Range	Total Marks Obtained	Grading
1	2	3	4	5

A copy of draft notification shall be forwarded by Assistant Inspector General Crime, to the concerned Superintendent of Police and Deputy Inspector General of Police, West Pakistan, for information.

Certification of qualification in this course shall be made in the service roll of the concerned officers by the Superintendent of Police concerned, together with a mention in the character roll of the officers if he has been grated as "Outstanding".

The successful officers shall be issued a certificate to the effect by Assistant Inspector General, Crime West Pakistan Lahore.

X. Rewards and Commendation Certificate The officers under training who secures first position in the final result shall be eligible to receive a second class, commendation certificate and cash rewards of Rs.25-00 provided that the has also graded as outstanding.

XI. Allowances The traveling allowance admissible to the officers traveling to and from Lahore shall be governed by the West of Pakistan Traveling Allowances Rules or such orders as may be enforced at the time.

In view of the high cost of living and to save them from financial worries, all officers under training attending the course are allowed to draw daily allowance at full rates for the first 10 days of their stay at Lahore and at half rates for the next 20 days as authorized by the Government. Vide Memo No. F.D.S.O (I) (SR)-658/59, dated 20th September 1959 from the Deputy Secretary (Integration), Government of West Pakistan.

XII. Attendance The Course being of short duration and including lectures and demonstrations by officers belonging to other than the Police department, all officers must reach Lahore for training on the prescribe dates and those reaching late may not be admitted of Police, Crime by the Superintendent of Police concerned.

Officers proceeding for training shall be paid their salaries before their departure for course. They shall be given as much advance intimation as possible to enable them to make suitable arrangement for their families.

XIII. Court attendances The head of prosecuting branch shall arrange that the court attendance of officers under training is so arrange from the class on this account are minimized.

S. N. ALAM

Inspector General of Police, West Pakistan

Mock Trial Exercise

on 27 Nov, 2021at PTC Hangu

EDITORIAL

THE DECADE OF CRIMINOLOGY

Pakistan Journal of Criminology
Vol. 11, Issue 02, April 2019

It was the 29th senior Officers Seminar on crime prevention at UNAFEI, Japan in 2005. Dr. Fasihuddin had no clue that this night was going to change his entire outlook, and that he was about to embark on a journey of great value. As Robert Frost writes, "Two roads diverged in the woods, and I travelled the one less travelled by, and that has made all the difference." Indeed Dr. Fasihuddin traced a path that would decide the course of the coming decade. It was soon followed by his participation in the 14th World Congress of Criminology of ISC, at the University of Pennsylvania, USA. Sitting in his chair in the magnificent hall, Dr. Fasihuddin was in awe as national societies were being represented with their flags hoisted at this grand stage, but like an arrow to the heart, he was disappointed that the green and white colours of his country's flag were not insight. During this conference, Dr. Fasihuddin interacted with many criminologists (mostly former practitioners) and developed a taste for institutional criminology. Being an academic himself, Dr. Fasihuddin realized the need and importance of this discipline; but to his dismay, there was no national level representation. He decided to bring academics and practitioners together on a forum for connectivity and collaboration; a forum of sharing knowledge and experiences with one another, so that crime management was better planned out and more effectively performed with the aid of evidence based policies.

Like Martin Luther King Jr., Dr. Fasihuddin dreamt of an idealistic dream; a society free of crime, where crime management will be so successful so that crime would be forced to crawl into the darkest dungeons.

Even though Dr. Fasihuddin knew that this could realistically never happen, he deemed it important for some necessary steps to be taken to try to reduce crime, and he saw this potential in criminology as a discipline and as a mission. Dr. Fasihuddin saw that there were no NGOs or societies working towards this goal. Though there were a few NGOs working for the rights of women and children on a small scale, there were none working for crime reduction. Pakistan lacked practitioners and academics that would spare their time and contribute their efforts for the betterment of the society. To ii Editorial get a better idea of the situation, imagine a city in a desert; it needs water to survive and there are plenty of underground water reservoirs, but with no mechanisms to tap them. Similarly, Dr. Fasihuddin saw the availability of data in the shape of crime reports, police reports, and statistical data available, but no modern techniques or research papers were available to shed light onto a new management approach to crime and deviance.

Attending UNEFAI in 2005, Dr. Fasihuddin was inspired by the lectures of Sir Anthony Bottom (a professor in Sheffield and Cambridge, UK); Prof. Hans-J. Kerner (the then President of European Society of Criminology) and Prof. Irvin Waller (Canada). The path was clear, his thoughts were aligned, and not long after he wrote his first book "Expanding Criminology to Pakistan ". This was the first step up the stairs of a national movement. Embarking upon a criminological renaissance on a large scale with full institutionalization, Dr. Fasihuddin took to the habit of writing to international scholars and keeping himself up to date. It was then that he found help in the international community and especially with the academic and intellectual support of Prof. Chris E. Eskridge of the American Society of Criminology, Prof. Julia C. Davidson of UK and Prof. Gary Cordner (USA), Dr. Fasihuddin was able to reprint "Expanding Criminology to Pakistan" in 2008. In the following year, in light of the same principles and ideals Dr. Fasihuddin wrote the constitution of the Pakistan Society of Criminology, and got it registered with the Social Welfare Department, Government of N.W.F.P (now KP Province). People are always resistant to change; this inertia of the mind-set can be said to have huge implications on the smooth functioning of

institutions, and the scenario was no different in his case. Above all, man does not want to be held accountable, and has a tendency to move away from the thought of sharing responsibility. Hence, Dr. Fasihuddin stood alone in the spotlight on the stage and the nation his audience.

To complete the registration of the society, he enrolled relatives as members. In spite of scarcity of funds, the society managed to set up a humble website. This website was used as a podium for sharing experiences, books, and booklets relating to criminology and criminological research and news and views from international societies and forums of criminology and policing. Part of the awareness campaigns Pakistan Journal of Criminology iii included writing emails to like-minded people, keeping them up to date with the latest developments in the field. To introduce criminology and policing sciences, the society succeeded in getting out its first publication in April 2009 as Pakistan Journal of Criminology. Some ideas are just simple and creative, and so Dr. Fasihuddin thought of organizing a launching ceremony for the journal, to create a bigger buzz in the press. The first inauguration ceremony was held at the National Police Academy in Islamabad, thanks to the then Commandant. A befitting place for the journal to be seen by the masses it was directed towards. Subsequently, this one time, unorthodox reveal of a journal turned into a habit, each time attracting more and more people. The attendance of the Swedish Ambassador, Her Excellency Mrs. Ulrika Sundberg in the second launch ceremony was evident of that very fact. It can be safely said that all these endeavours had created the first ripple in still waters and the ripple effect was bound to reach other people. Dr. Fasihuddin accelerated this effect by sharing photos, writing in the press and informing the public of the activities of the society. These efforts did not go unnoticed and every now and then, the society received appreciation letters from judges, police officers, army generals, government officials and other high ranking personalities. Dr. Fasihuddin used these letters to create a likeness for the journal, and gave birth to a sense of inclusion and participation by publishing these in the journal.

We must not overlook the fact that Dr. Fasihuddin sent journals to international scholars through courier services and paid for the delivery from his own pocket. Even today, the journal is sent to almost all ambassadors and senior officers. This was another method of propagation that came in handy. The happiness you feel when you first skip a rock is unimaginable. The first time Dr. Fasihuddin experienced that skip was in 2012, when the journal was registered with the Higher Education Commission of Pakistan, in the Y-category. This gave the society the push it needed to pass through the door of progress. With this recognition, articles started to flood in the society's inbox. Although the intentions behind this were usually to satisfy the need for publication in a Y-category journal for a promotion, but it was still a mammoth leap and a great breakthrough. As the hour hand ticked and the second hand raced, the seasons changed and with the passage of time, iv Editorial Pakistan Society of Criminology got its independent website, the launching ceremonies subsided, the mailing of journals minimized, and all the articles being written and edited by a single person was no longer the case. Enter disaster; one faithful day, in the blink of an eye, Dr. Fasihuddin was transferred and posted to Balochistan out of his home town, Peshawar. Professionally, he was in turmoil; hard cold days seemed never to pass, living each second in slow motion.

It seemed that without the cement that Dr. Fasihuddin was, the building of criminology would kiss the ground forever, but every story is incomplete without the help that arrives unexpectedly. This help disguised itself in the form of numerous people; the support of scholars and police officers (from 2012-2015) notably the support of Syed Akhtar Ali Shah, the then Additional Inspector General of Police and Home Secretary, Dr. Khola Irum, a human rights activist and a senior consultant in the GIZ, Prof. Gary Cordner (USA) and Prof. Gwyneth Boswell (UK). One can't forget the generous contribution of Prof. James F. Albrecht (USA), Prof. Peter Gottschalk (Norway), Prof. Kam C. Wong (USA), Prof. Geoff Dean (Australia), Prof. Julia C. Davidson (UK) and Mr. Jawadullah Khan (2009-2012). Police officers are too busy to read and write. However, Dr. Syed Kalim Imam (the present Inspector

General of Police, Sindh Province) is a glaring exception with many laurels in his cap. His support was always very encouraging and timely. Even the international community chipped in wholeheartedly, with an iris to offer, particularly Prof. Chris W. Eskridge (USA), Prof. Jianming Mei (China), and the lifeguards from the Australian National University Prof. Peter Grabosky, Prof. Rod Broadhurst, Prof. Gabriele Bammer, Prof. John Braithwaite, Prof. Curtis Clarke (Canada), Prof. Friedrich Losel (UK), Dr. Mustafa Ozgular (Turkey), Prof. David Ted Johnson (USA), Prof. David Weisburd (USA), Prof. Emilio Viano (USA), Dr. Maria (Maki) Haberfeld (USA), and Dr. Paul Petzschmann (Norway). It is believed that behind every great man is a woman, and standing by her husband at all times was Sabah Fasih, like a lighthouse in the storm, unstirred and resilient. A mother's words are said to make things better, and Dr. Fasihuddin is very thankful to his mother, Subhaniya, now an old lady of 85 and his motherin-law Zahida Hidayat, 72, for being rays of comfort in these hard times.

During the hailstorm in Dr. Fasihuddin's life a few constant visitors made Pakistan Journal of Criminology v the situation a little bearing, and who provided their support in all his ventures; Prof. Dr. Sami Raza, Prof. Ziaullah, Prof. Farhatullah and Dr. Imran Ahmad Sajid. And so, the winter of Rumi passed away, and a spring came at dawn. Dr. Fasihuddin's troubles and hardships vanished like smoke from chimneys in 2015. With Dr. Fasihuddin now behind the wheel again, the society succeeded as a subject in the new syllabus of the most prestigious Central Superior Services (CSS) competitive examination in the country that same year. He received a letter of appreciation from the Chairman of the Federal Public Service Commission (FPSC), Pakistan. Meanwhile a member of the editorial board, Dr. Qibla Ayaz, the then Vice Chancellor of the Peshawar University and now the Chairman of the Council of Islamic Ideology of Pakistan, introduced criminology in the University of Peshawar and similarly Prof. Jauhar Ali Shah, the then Vice Chancellor of Malakand University and his colleague Prof. Falak Naz continued to support the society and its journal as well. The seeds sown years ago finally sprouted, and I believe it was worth the wait,

and as I write this, I feel the weight of the years upon me. I was a child then and now, an adult. My father deprived his kids of the opportunity to interact with him during those initial years because of the mountain of work, but it was all for the bigger picture and the greater good, and I am proud to be his son. He is our father but as his colleagues say, "He is no doubt the "Father of Criminology in Pakistan". As I conclude this tale, keep in mind what this story was really about. This story was that of a goldsmith making a crown. Thecrown would not have been if not for Dr. Fasihuddin - the goldsmith; it would not have come together without the gold - the family, and it would not have been magnificent without the jewels - the help. You see, this story was a transformation from a one man show to a collaboration of wills. What is in front of you today would not have been possible without the sacrifices, the blood, and the sweat that we now call the "Decade of Criminology".

Muhammad Dawood Khan

Dated: 28th July, 2019

”تیغ وقلم“ پر تہنیتی پیغامات کے خطوط

OFFICE OF THE
INSPECTOR GENERAL OF POLICE
NATIONAL HIGHWAYS & MOTORWAY POLICE
PLOT NO. 29 & 48, MAUVE AREA, SECTOR G-11/1
ISLAMABAD
*****

No.NHMP-1(T)/IG/2021/ 2407 — Islamabad, the 28th July, 2021

Attnn: ***Cadet Aamir Khan Khowas, Chief Editor Taigh-o-Qalam***

Subject: **MAGAZINE OF POLICE TRAINING COLLEGE, HANGU.**

The undersigned has been directed by the Inspector General, National Highways & Motorway Police to convey his thanks and appreciation for preparing such a nice Urdu Magazine of Police Training College, Hangu (Taigh-o-Qalam). The magazine is quite comprehensive and well prepared.

NASIR HUSSAIN
Asstt: Private Secretary to IG, NHMP

The Commandant,
Police Training College, Hangu,
KP Police,

Ghulam Rasul Zahid

Addl.IGP/Commandant,
Police College, Sihala.
051-4485271

D.O. No. ____________ Date: ____________

Dear Dr. Fasihud Din Ashraf Sahib,

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Subject: **BOOK TITLED "TEGH-O-QALAM"**

It gives me immense pleasure to receive the Magazine titled Tegh-o-Qalam (تیغ و قلم) 2021 is acknowledged with thanks and immense appreciation.

With profound regards.

Yours Sincerely

(Ghulam Rasul Zahid)

Dr. Fasih-ud-Din Ashraf, PSP
Commandant,
Police Training College,
Hangu, KPK

Major General Omer Ahmed Bokhari
Commandant Pakistan Military Academy
Kakul Abbottabad
Telephone - 8024 33500
PF/30522/DO/

9 August 2021

Mr Fasih Uddin, (PSP)
Commandant Police Training School Hangu
Khyber Pakhtunkhwa, Police

My dear Mr Fasih sb

I hope my letter finds you in the best. I take this opportunity to thank you for sending me the magazine "*TEEGH-O-QALAM*". I appreciate the concerted efforts put in by the editorial board featuring diverse history, articles, accounts and extra curricular activities taking place at your college, which gives a glimpse into the life of police force of Khyber Pakhtunkhaw. Wishing you best of luck for your future endeavours.

May Almighty keep you blessed (Ameen).

Profound regards

Yours Sincerely

No. 2037 /OPS Ps.

**OFFICE OF THE
PROVINCIAL POLICE OFFICER
PUNJAB**

Dated. 01-03-/2022.

My Dear Sir,

السلام علیکم!

I would like to express my gratitude on receipt of your latest publication on the "Standard Operating Procedures for Administration Officers, of Police Training College, Hangu and Police Training Schools."

2. It is submitted that the document is of first impression as it contains all the details required for the administration of a police training institute.

I hope that the Police College, Hangu will keep thriving in your leadership.

With best regards!

K. Adil

(KAMRAN ADIL) PSP
Dy. Inspector General of Police,
Operations, Punjab, Lahore.

Dr. Fasih-ud-Din, PSP

Dy. Inspector General of Police,
Commandant Police Training College,
Hangu.

EACH ONE PLANT ONE

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو، خیبر پختونخوا

ویب سائٹ : www.kpptchangu.gov.pk
فیس بک : @policetrainingcollegehangu

ای میل : kpptchangu@gmail.com
رابطہ : 0925 - 621 886 / 621 505